آج

ترتیب : اجمل کمال

معاصر اردو فکشن

تیرہ کہانیاں اور ایک ناول

نیّر مسعود — اسد محمد خاں
حسن منظر — مسعود اشعر
انور خاں — قمر احسن
فہمیدہ ریاض — صغیر ملال

آج کی کتابیں

Scanned with CamScanner

آج

فروری - مارچ ۱۹۹۶

منیجنگ ایڈیٹر
زینت حسام

اہتمام
آج کی کتابیں
پی ۳۰ سیکٹر ۱۱ بی نارتھ کراچی انڈسٹریل ایریا کراچی ۷۵۸۵۰

کمپوزنگ
پبلشرز یونائٹڈ
۱۸ دارالامان کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی

طباعت
ابن حسن پرنٹنگ پریس
ہاکی اسٹیڈیم کراچی

آج کا یہ شمارہ اردو کے معاصر فکشن کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ اردو کے ادبی جریدوں کی مروج اصطلاح میں اسے افسانہ نمبر کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ ایک کامیاب کوشش ہے تو آپ اس شمارے کی بنت اور اس کے مزاج کو افسانہ نمبروں سے قدرے مختلف پائیں گے۔ رواج سے روگردانی کرتے ہوئے، اس میں متعدد مشہور تسلیم شدہ ناموں کا انبار لگانے کی کوشش سے دانستہ احتراز کیا گیا ہے، کیونکہ ایسی کوشش کا نتیجہ بعض اوقات معیار کے سوال پر مفاہمت کی صورت میں نکلتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس انتخاب کو اردو فکشن میں موجود تمام یا اکثر رجحانات اور دبستانوں کا نمائندہ بنانے سے بھی گریز کیا گیا ہے، جو بجائے خود ایک لحاظ سے قابلِ قدر بات ہوتی، لیکن یہ اس جریدے کے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔ ممکن ہے سرسری طور پر اس احتراز و گریز کو ایک نئی گروہ بندی کی کوشش سمجھنے پر مائل کرے۔ لیکن پرخلوص اور بےتعصب مطالعہ یقیناً اس بدگمانی کی تردید کر سکے گا۔

اس شمارے میں ایک مکمل ناول اور تیرہ کہانیاں شامل ہیں۔ آٹھ ادیبوں کی یہ تخلیقات ان کے مخصوص ذاتی تخلیقی عمل اور فنی ترجیحات کی آئینہ دار ہیں اور، اردو کے بعض ادبی دبستانوں کے طرزِعمل کے برعکس، کسی عائدکردہ ادبی یا نظریاتی نظریے کی پیروی یا تسلیم شدہ شخصیات یا رجحانات کی تقلید کا ناروا بوجھ نہیں اٹھاتیں۔ البتہ ان تخلیقات کا ایک جگہ جمع ہو سکنا ہمیشہ ایک عام معنویت کو ضرور راہ دیتا ہے، جو اس جریدے کے مزاج اور سمت کی تشکیل کرتی ہے۔

اس شمارے کو تین حصوں میں ترتیب دیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں نیر مسعود، اسد محمد خاں، حسن منظر، مسعود اشعر، انور خاں اور [illegible] کی تازہ کہانیاں شامل ہیں۔ دوسرا حصہ [illegible] کے ناول پر مشتمل ہے۔ تیسرا حصہ ایک بےحد باصلاحیت اور تازہ کار ادیب صغیر ملال کی کہانیوں کا انتخاب ہے جو جنوری ۱۹۹۲ میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ممکن ہے یہ مختصر انتخاب پڑھنے والوں کے ایک معتدبہ حلقے کی توجہ صغیر ملال کے سنجیدہ ادبی کام کی طرف مبذول کرا سکے جو اگر مہلت پاتا تو یقیناً اردو کے ادبی سرمایے میں بہت قابلِ قدر اضافہ کرتا۔

اجمل کمال

ترتیب

۱

نیّر مسعود

۹
رے خاندان کے آثار

اسد محمد خاں

۲۳
غصے کی نئی فصل

حسن منظر

۳۲
بوسیدہ

۳۸
سوتی بھرک

مسعود اشعر

۶۱
نامحرم

انور خاں

۸۲
پھول کی پتّی سے

قمر احسن

۸۹
شیر آبرخانہ

۲

فہمیدہ ریاض

۹۹
گرداوری

۱

کہانیاں

نیّر مسعود　　اسد محمد خاں
حسن منظر　　مسعود اشعر
انور خاں　　قمر احسن

انتخاب

[illegible] ملال
[illegible]

۱۸۹
انار

۱۹۱
بکری کا بچہ

۲۰۱
شناخت

۲۰۴
گم رو

۲۱۳
معذور

۲۱۴
پیوند

Scanned with CamScanner

نیّر مسعود

رے خاندان کے آثار

۱

مجھے عظیم آباد میں پانچواں دن تھا۔ میں وہاں اپنے ایک افسر دوست کے بلاوے پر کچھ دن ان کے ساتھ رہنے کے لیے پہنچا تھا، لیکن میرے اس دورے کا اصل مقصد یہ تھا کہ مجھ کو اپنے آبائی مکان سے الگ رہنے کی تھوڑی سی عادت ہو جائے، اور افسر دوست کے بلاوے کا بھی اصل مقصد شاید یہی تھا۔

اپنے آبائی مکان میں آدھی صدی سے زیادہ کی مدّت گزارنے کے بعد آخر میں نے فیصلہ کیا کہ کسی چھوٹے مکان کی سکونت اختیار کروں۔ اس فیصلے پر خود کو آمادہ کرنے کے لیے مجھے صرف دیر دیر تک سوچنا اور راتوں کو جاگ کر لیٹنا پڑا، لیکن اس فیصلے پر عمل درآمد کا ایک مرحلہ اپنے مکان کو سامان سے خالی کرنا تھا۔ میرے مکان میں صرف تخت پلنگ اور میز کرسی قسم کی سالم اور شکستہ چیزیں اتنی تھیں کہ اب جس مکان میں مجھے منتقل ہونا تھا اس کے سے تین مکان بھی ان کی سمائی کے لیے کافی نہ ہوتے، اس لیے ضروری تھا کہ مکان کی فالتو چیزوں کو علیحدہ اور بیکار چیزوں کو ضائع کر دیا جائے۔ میں پہلے بھاری سامان کی طرف متوجّہ ہوا، اور دماغ کو الجھانے والا یہ مرحلہ بھی کسی طرح سر ہو گیا، لیکن جب چھوٹی چھوٹی چیزوں کی باری آئی تو دماغ کے ساتھ میرا دل بھی الجھ گیا۔ جس چیز کو بھی میں بیکار سمجھ کر اٹھاتا وہ اچانک بہت کام کی معلوم ہونے لگتی، اور اگرچہ اس کا کوئی مصرف میری سمجھ میں نہ آتا لیکن میرا دل اسے ضائع کرنے پر آمادہ نہ ہوتا اور میں اسے وہیں چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔

اسی الجھن کے زمانے میں ایک دن میں نے ایک صحنچی کی لمبی دیواری الماری کو کھولا جس میں میرے بچپن کے زمانے کی فضول چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ الماری کے پٹوں کی لکڑی گل گئی تھی اور اندر کی کچھ چیزیں باہر سے بھی نظر آ رہی تھیں۔ خانوں کے تختے نیچے کو جھک گئے تھے اور پُشت کی دیوار کی مٹی بھُربھُرا کر ان پر ڈھیر ہو رہی تھی۔ تمام چیزوں پر گرد کی تہ آ گئی تھی اور ایک نظر دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی چیز کسی بھی کام کی نہیں ہے۔ پھر بھی میں تختوں پر کی مٹی کریدتا اور ایک ایک چیز کو الٹ پلٹ کر

دیکھتا اور نیچے زمین پر ڈالتا رہا۔ میرے بڑے بھائی، جو اب پردیس میں بس گئے تھے، ان کا سامان بیچ والے خانے میں تھا۔ اس میں زیادہ تر ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ادھوری کہانیاں، پسندیدہ شعروں کی کاپیاں اور رسالوں سے کاٹی ہوئی تصویریں تھیں۔ ایک مکمل مگر بلاعنوان افسانہ کسی کی ناپختہ تحریر اور غلط سلط زبان میں تھا، اور یہ "نوبہار گل ریز" یا ایسے ہی کسی رومانی نام سے لکھا گیا تھا۔ میں نے اسے سرسری پڑھا۔ یہ ایک بچھڑے ہوئے مفلس عاشق کی نامراد محبت کی داستان تھی جو خوش نصیب محبوبہ کے نام خطوں کی شکل میں لکھی گئی تھی، اور اس میں میرے بچپن کے بعض بڑے بوڑھے لوگوں کی گفتگوؤں سے بہت کام لیا گیا تھا۔ آخری خط میں محبوبہ کو اس کی شادی کی مبارک باد اور پھولنے پھلنے کی دعائیں دینے کے بعد ایک مکمل فلمی گیت سے کام لیتے ہوئے خودکشی کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا۔

خود میرا سامان اوپر اور نیچے والے خانوں میں تھا۔ اس میں میرے وقتی مشغلوں کی باقیات، چشمے، ٹوٹے ہوئے قلم، جانوروں کی رنگ کھاتے ہوئے پھل، جادوئی تماشے دکھانے کا ٹوٹا پھوٹا سامان، بچوں کے بعض پرانے رسالے وغیرہ تھے۔ ایک کونے میں کسی زمانے کی مشہور ولایتی خوشبو کی دو خالی شیشیاں تھیں۔ یہ خوشبو اپنے وقت میں اتنی مقبول تھی کہ افسانوں میں اس کا نام آتا تھا۔ گہرے نیلے رنگ کی ان چپٹی شیشیوں کے ڈھکن غائب تھے۔ میں نے شیشیوں کو باری باری سونگھا۔ خوشبو بھی غائب تھی۔

اُس افسانے کی طرح ان شیشیوں کو بھی دیکھ کر مجھے کچھ یاد نہیں آیا، لیکن جب میں نے افسانے کے کاغذوں میں شیشیوں کو لپیٹ کر صحن میں پھینکنے کے لیے ہاتھ کھینچا تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ بھی کام کی چیزیں ہیں۔ میرا ہاتھ رُکنے لگا اور میں نے انھیں وہیں نیچے زمین پر ڈال دیا۔ الماری کی باقی تمام چیزوں کو دیکھ کر کچھ نہ کچھ یاد آتا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میں ان میں سے ایک چیز کو بھی الگ نہیں کر سکتا، اور جب میں نے انھیں پھینکنے پر خود کو آمادہ کرنے کی کمزور سی کوشش کی تو پتا چلا کہ میں اپنا مکان چھوڑنے پر بھی خود کو آمادہ نہیں کر سکا ہوں۔ یہاں تک کہ صحنچی کی میلی دیواروں پر سفیدی کی ڈھلکی ہوئی بوندیں جنھیں معماری کی اصطلاح میں آنسو کہا جاتا ہے، میں انھیں بھی چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوں۔ اس وقت ان ڈھلکی ہوئی بوندوں پر نظریں جما کر میں نے خود کو ایسی ایسی باتیں سوچتے ہوئے پایا جنھیں اگر لکھ لیتا تو ان پر نوبہار گل ریز کے کسی افسانے کا گمان ہوتا۔ لیکن اس کا احساس مجھے دیر کے بعد ہوا۔ مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ الماری کو کھول کر میں نے صرف وقت ضائع کیا ہے۔ میں نے زمین پر ڈالی ہوئی سب چیزوں کو، افسانے میں لپٹی ہوئی نیلی شیشیوں کی جوڑیا کو بھی، سمیٹ کر پھر سے الماری میں بھر دیا اور اس کے پٹ کھلے چھوڑ کر صحنچی سے باہر آ گیا۔

میں نے سفر کا مختصر سا سامان درست کیا، راستے میں پڑھنے کے لیے ایک کتاب اٹھائی اور اسی دن عظیم آباد روانہ ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

۲

دوست نے تپاک سے میرا خیرمقدم کیا۔ وہ وہاں ڈاک کے محکمے کے سربراہ تھے اور ایک بڑے رقبے کے سرکاری مکان میں رہتے تھے۔ میرے کہنے پر انھوں نے سب سے پہلے مجھ کو اس مکان کی سیر کرائی۔ میں نے اس کی کشادگی کی تعریف کی تو انھوں نے اس کی خرابیوں کا ذکر چھیڑ دیا۔ سب سے بڑی خرابی انھوں نے یہ بتائی کہ اس کے ایک درجے سے دوسرے درجے میں جانے کے لیے لمبا فاصلہ طے کرنا ہوتا تھا۔

"اب اتنے بڑے مکانوں کا زمانہ نہیں رہا،" انھوں نے آخر میں کہا، "خاص کر۔۔۔" پھر وہ رُک گئے اور دوسری باتیں کرنے لگے۔ کئی دن تک دفتری مصروفیتوں کے باوجود وہ اپنے مقامی دوستوں سے میری ملاقاتیں کرواتے رہے۔ وہ مجھ کو اپنے دفتر بھی ساتھ لے جاتے تھے، جہاں تھوڑی تھوڑی دیر بعد ان کے محکمے کا کوئی نہ کوئی آدمی ان سے احکام لینے آتا رہتا تھا۔ بیچ بیچ میں ان کو مجھ سے باتیں کرنے کا بھی وقت مل جاتا تھا۔ لیکن میرا زیادہ وقت وہ کتابیں پڑھنے میں گذرتا تھا جو میں چلتے وقت دوست کے کتب خانے سے نکال لیتا تھا۔

ایک دن میں اپنے گھر سے ساتھ لائی ہوئی کتاب لے کر ان کے دفتر پہنچا۔ ملنے کے اس جانے کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہم ادھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے۔ دوست نے اپنی سرکاری زندگی کی پیچیدگیوں کا ذکر کیا۔ سب سے زیادہ افسوس ان کو اس کا تھا کہ شہر بھر میں ان کے محکمے کے ملازم پھیلے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ان کا گلی کوچوں میں بےمقصد گھومنا پھرنا ممکن نہیں رہا۔

"کہیں بھی جاؤں،" انھوں نے بیزاری کے ساتھ کہا، "کوئی نہ کوئی پہچاننے والا دیکھ لے گا اور سوچنے لگے گا صاحب یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

"تو سوچنے دیجیے،" میں نے کہا۔

"پھر اپنی طرف سے کچھ قیاس کرے گا۔"

"پھر؟"

"پھر؟ پھر اس قیاس پر یقین کر لے گا۔ پھر دوسروں کو یقین دلائے گا۔ پھر کوئی ایسی بات مشہور ہو جائے گی جو میں نے خواب میں بھی نہ سوچی ہو۔"

"ہاں،" میں نے کہا، "شہرت کی کچھ قیمت تو چکانا ہی پڑتی ہے۔"

"شہرت کی قیمت!" انھوں نے حقارت سے کہا اور پہلے سے بھی زیادہ بیزار ہو گئے۔ "کم سے کم آپ کے محکمے میں۔۔۔"

"میرے محکمے میں۔۔۔" وہ کہتے کہتے رُکے اور اچانک ان کی بیزاری ختم ہو گئی۔ "آپ کو شاید خبر نہیں، میرے محکمے میں تو اس وقت آپ کی شہرت گونج رہی ہے۔"

"میری؟" میں نے کہا۔ "کیا ہوا؟"

"سب سخت پریشان ہیں کہ یہ پُراسرار شخص کون ہے جس کو صاحب سائے کی طرح ساتھ رکھتے ہیں۔"

"یا جو سائے کی طرح صاحب کے ساتھ لگا رہتا ہے۔"

"یا صاحب جس کے ساتھ سائے کی طرح لگے رہتے ہیں،" انھوں نے کہا اور ہنسنے لگے۔

"تو میرا نام پتا بتا کر بےچاروں کی پریشانی ختم کیجیے۔"

"بےچاروں کی پریشانی تو ختم ہو جائے گی، لیکن اس کے بعد آپ کی پریشانی جو شروع ہو گی۔۔۔"

پھر انھوں نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ ان تک سفارش پہنچانے کے لیے لوگوں کو ان کے قریبی دوستوں کی تلاش رہتی ہے، اور سب کو یقین ہو گیا ہے کہ ان کے پُراسرار دوست سے زیادہ کسی کی سفارش ان پر اثر نہیں کر سکتی، اور اگر ان لوگوں کو میرا نام پتا معلوم ہو گیا تو میں کبھی چین سے نہ بیٹھ سکوں گا۔

"لیکن میں تو کچھ دن میں یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔"

"کہیں بھی چلے جائیے،" وہ بولے، "میرے محکمے کے لیے آپ کو ڈھونڈھ نکالنا کیا مشکل ہے۔"

"پھر مجھے گم نام رہنے دیجیے۔"

"جی ہاں، میں اس کی خاص احتیاط کر رہا ہوں۔ آپ بھی احتیاط رکھیے گا۔"

کچھ دیر بعد ان کی مصروفیت کا وقت آ گیا اور وہ محکمے کے لوگوں کو بلوا بلوا کر ہدایتیں دینے لگے، اور میں اپنے ساتھ لائی ہوئی کتاب بےتوجہی سے پڑھتا رہا۔ میں نے شروع کے آدھے صفحے پڑھے ہوں گے کہ دوست کی آواز سنائی دی:

"کیا پڑھا جا رہا ہے؟"

"کچھ نہیں،" میں نے کتاب ان کے ہاتھ میں دے دی۔ "گھر سے چلتے وقت اٹھا لایا تھا۔ راستے میں پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔"

انھوں نے بلند آواز سے کتاب کا نام پڑھا۔

"میری پسندیدہ کتاب تھی،" میں نے کہا۔

"میں خود اس کا دیوانہ تھا،" وہ بولے۔ "مجھے تو اس کے بعض حصے آج تک زبانی یاد ہیں۔"

"مجھے بھی،" میں نے کہا۔

"اور آپ کو معلوم ہے؟" انھوں نے کہا، "اس کا مصنف اسی شہر میں زندہ موجود ہے۔"

"معلوم ہے،" میں نے کہا۔

"سوچتا ہوں کسی دن ملا جائے،" وہ بولے اور کتاب کے ورق پلٹنے لگے۔ پھر انھوں نے جھک کر زمین پر سے کوئی چیز اٹھائی، کچھ دیر تک اسے دیکھتے رہے، پھر میری طرف بڑھا کر بولے:

"آپ کی تصویر؟"

یہ ایک جوان لڑکی کی تصویر تھی۔ کاغذ کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا لیکن تصویر بہت صاف آئی تھی۔ لڑکی اپنے روکھے بال کندھوں پر پھیلائے، آنکھوں میں زاروں بھری چمک اور ہونٹوں پر افسردہ سی مسکراہٹ لانے کی کوشش کرتی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھی۔ میں نے تصویر کو کچھ دیر تک دیکھنے کے بعد دوست سے کہا:

"آپ ہی بتائیے۔"

"آپ بتائیے۔" وہ بولی، "یہ خاتون آپ ہی کے قبضے سے برآمد ہوئی ہیں۔"

انھوں نے کھلی ہوئی کتاب مجھ کو دکھائی۔ اس کا کاغذ شاید میلا ہو چکا تھا لیکن داہنی اور بائیں صفحے پر تصویر کی ناپ کے چوکھٹے سفید رہ گئے تھے۔ میں نے تصویر کو ہتھیلی پر رکھ کر ذرا دیر تک غور سے دیکھا۔ گردن تھوڑی آڑی کیے میری طرف دیکھتی ہوئی صورت مجھے آشنا سی معلوم ہوئی۔ چند لمحوں کے لیے مجھ کو اس پر ایک پرانی فلمی اداکارہ کا گمان ہوا۔ لیکن یہ اُس کی تصویر نہیں تھی۔ میں نے تصویر کو پلٹ کر دیکھا۔ پُشت پر بہت کچھ تحریر میں صرف اتنا لکھا تھا:

"میں وہم نہیں حقیقت ہوں۔"

میں اس طریقے سے آشنا تھا۔ یہ اُسی اداکارہ کا، غالباً اس کی پہلی فلم کا، بولا ہوا ایک مکالمہ تھا جو بہت مقبول ہوا تھا۔ میں نے پلٹی ہوئی تصویر اپنے دوست کے ہاتھ میں دے دی۔ وہ تصویر کو دیکھ کر زور سے ہنسے۔ پھر اس فقرے کو مختلف ڈرامائی لہجوں میں بار بار دُہرانے لگے، اور مجھے محسوس ہوا کہ میرا ذہن آلتی پالتی مارے ہوا مجھ سے دور ہو رہا ہے۔ تصویر پھر میرے ہاتھ میں تھی اور اس کے پیچھے مجھ کو طرح طرح کے منظر ابھرتے اور دھندلا کر غائب ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔ آخر مجھے اپنے دوست کی آواز پھر سنائی دی:

"میں وہم نہیں،" وہ کسی زبردست راز کا انکشاف کرنے والے لہجے میں کہہ رہے تھے، "حقیقت ہوں؟"

پھر انھوں نے اسی تصویر کی سی صورت بنانے کی کوشش کرتے ہوئے میری طرف دیکھا، اور میں نے کہا:

"یہ میری بڑی بہن کی دوست تھیں، اینگلوانڈین۔"

"تو ان کی تصویر آپ کیوں لیے پھرتے ہیں؟"

"یہ میری بہن کی کتاب ہے،" میں نے کہا، "اور آج کوئی چالیس برس کے بعد کھولی گئی ہے۔ تصویر میں نے اُس وقت دیکھی تھی جب یہ تازہ تازہ کھینچی تھی۔"

انھوں نے تصویر میرے ہاتھ سے لے لی۔ کچھ دیر تک سنجیدگی کے ساتھ اسے دیکھتے رہے، پھر بولے:

"اینگلوانڈین؟ تو یہ آپ لوگوں سے کہاں ٹکرا گئیں؟"

"میری بہن کے ساتھ پڑھتی تھیں، عیسائی اسکول تھا۔ کئی لڑکیاں ساتھ مل کر امتحان کی تیاری کرتی تھیں، ہمارے ہی گھر میں۔ اس زمانے میں ہمارے یہاں بڑی چہل پہل رہتی تھی۔"

دوست نے تصویر کو پلٹ کر دیکھا۔

"میں وہم نہیں حقیقت ہوں،" انھوں نے پڑھا۔ "ادب سے بھی شوق فرماتی تھیں؟"

"نہیں، فلمی فقرہ ہے،" میں نے کہا۔ "لیکن ان کے بھائی افسانے لکھتے تھے، نوبہار گل ریز کے نام سے۔"

"نوبہار گل ریز؟" دوست نے بڑا سا منھ بنایا۔ انھیں بھی شاعرانہ قلمی ناموں سے چڑ تھی۔ "کبھی نام نہیں سنا۔"

"وہ میرے بھائی صاحب سے افسانوں پر اصلاح لیتے تھے،" میں نے انھیں بتایا۔ "مگر ان کا افسانہ چھپنے کی نوبت نہیں آنے پائی تھی۔"

"اصلاح لی جاتی تھی؟"

"ان میں افسانے کی قطعی کوئی صلاحیت نہیں تھی۔ کہتی کہانیاں سمجھیے۔"

"نوبہار گل ریز،" دوست نے پھر بڑا سا منھ بنایا۔ "اور ان خاتون کا نام؟"

"وہی یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ بس۔ خوشبو کا نام تو یاد آ رہا ہے جو وہ استعمال کرتی تھیں۔ اس کی شیشیاں خالی ہو جانے پر وہ مجھے دے دیتی تھیں۔"

"خالی شیشیاں؟"

"مجھے اُن کا نیلا رنگ اچھا لگتا تھا۔"

"نیلے رنگ پر یاد آیا،" انھوں نے کہا، "حکیم جالینوس کا نیا جواب آپ نے سنا؟ کچھ ہی مہینے ان کا خط آیا تھا کہ وہ خالص کی ایک مریض کا نیلے رنگ سے علاج کر رہے ہیں اور اس کو قریب قریب ٹھیک کر چکے ہیں۔ اب کی بار خط نہیں آیا؟"

آیا تھا، مگر اس میں صرف یہ لکھا ہے کہ مجھ کو کن کن رنگوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔"

"اور وہ کون کون سے ممنوعہ رنگ ہیں؟"

"جتنے رنگوں کے نام مجھے معلوم ہیں، وہ سب، اور ان کے علاوہ بھی کئی۔ میں میں سے تو کو یہ میرے مزاج کے آدمی کو ہی قاتل ثابت ہیں۔"

دفتر کا خالی وقت انھیں حکیم کی لطیفوں میں کٹ گیا۔ بڑھاپے نے ان کے دماغ پر اثر کیا تھا۔ وہ مجھے اور میرے دوست کو لمبے لمبے خط لکھتے تھے جن میں ان کے طبی کارناموں کا تذکرہ زیادہ ہوتا تھا۔ ان کو یقین تھا کہ ساری دنیا میں ہم دو ہی ان کی قدردانی رہ گئے ہیں۔ انھیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ہم نے ان کا نام حکیم جالینوس رکھا ہے۔

۲

میری واپسی کا وقت قریب تھا۔ دوست کی بیماری تبدیلی کی چھٹیاں ہونے والی تھیں جن کے بعد میرا ملنا طے تھا۔ چھٹیاں شروع ہونے سے ایک ہی ہفتے قبل دفتر میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ اپنے ڈرائیور کو کچھ ہدایتیں دے رہے تھے۔ ڈرائیور واپس جانے لگا تو انھوں نے اسے کو روکا اور مجھ سے بولے:

"اگر آپ کو یہاں کسی سے ملنا جانا ہو تو گاڑی حاضر ہے۔"

"یہاں جو آپ کے دوست ہیں انھیں میں کچھ میرے بھی دوست ہیں، سب سے ملاقات ہو گئی۔ اب آپ ہی رہ گئے ہیں۔"

وہ زور سے ہنسے، پھر سنجیدہ ہو کر اپنی دفتری مصروفیتوں کی شکایتیں کرنے لگے۔

"کل سے ہم لوگ فرصت میں ہوں گے،" انھوں نے ڈرائیور کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ڈرائیور کے جانے کے بعد مجھے یاد آیا اور میں نے کہا:

"اس دن کتاب میں سے جو ان کی تصویر نکلی تھی..."

"وہی جو وہم نہیں حقیقت تھیں؟"

"تھیں یا ہیں،" میں نے کہا۔ "ہاں وہی، وہ شاید یہیں رہتی ہیں۔"

"نام یاد آیا؟"

"صرف اتنا یاد آیا ہے کہ ان کا خاندانی نام ریچ تھا۔"

"اور وہ یہاں، عظیم آباد میں، رہتی ہیں؟"

"برسوں پہلے، یاد نہیں کس طرح، معلوم ہوا تھا کہ وہ عظیم آباد میں ہیں۔ معلوم نہیں اب بھی ہیں یا نہیں۔"

"معلوم ہو جائے گا۔"

"مشکل ہے۔"

"ہمارے محکمے کے لیے مشکل نہیں۔ دیکھتے جائیے۔"

انھوں نے گھنٹی بجا کر چپراسی کو بلایا اور کہا:

"فرینک کو بھیج دو۔"

فرینک ادھیڑ عمر کے خوش پوشاک آدمی تھے جن کو میں نے پہلی نظر میں پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ انھوں نے اندر آ کر ہم دونوں کو سلام کیا اور دوست کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

"فرینک،" دوست نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "انھیں یہاں ایک کرسچین خاتون سے ملنا ہے۔ وہ ریچ خاندان کی ہیں۔ نام پتا کچھ نہیں معلوم۔"

"اینجلا ان کا نام ہے،" اچانک مجھے یاد آ گیا۔ "اینجلا ریچ۔"

"ان کا اتاپتا معلوم کرنا ہے۔ یہ دو تین دن بعد واپس جا رہے ہیں۔"

"معلوم ہو جائے گا سر،" فرینک مستعدی سے بولے۔ "کل زیادہ سے زیادہ پرسوں، بتا دوں گا۔"

"ٹھیک ہے، ہم گھر ہی پر رہیں گے۔"

فرینک سلام کر کے واپس جانے جانے رکے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا:

"سر، اگر وہ مل جائیں تو انھیں کیا بتاؤں؟"

دوست نے جواب دیا:

"کہنا آپ کے ایک پرانے دوست۔۔۔" وہ ذرا رکے۔

"پرانی دوست کے بھائی،" میں نے کہا۔

"پرانی دوست کے بھائی یہاں آئے ہوئے ہیں،" دوست نے کہا۔ "آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"سر، اگر وہ نام پوچھیں؟"

"نام بھی بتا دیا جائے گا،" دوست نے کہا۔ "پہلے ان کا پتا تو لگاؤ۔"

۲

فرینک تیسرے دن سہ پہر کو آئے۔ کچھ جھکے ہوئے اور شرمندہ سے معلوم ہو رہے تھے۔ آتے ہی کہنے لگے:

"سر، ریچ فیملی کا کوئی پتا نہیں چل رہا ہے۔"

دوست نے میری طرف دیکھا۔

"چھوڑیے،" میں نے کہا۔ "وہ لوگ کہیں اور چلے گئے ہوں گے۔"

"ہاں،" دوست نے کہا۔ "انھیں بہت پہلے معلوم ہوا تھا کہ۔۔۔"

"نہیں سر،" فرینک بولے، "وہ لوگ اگر کبھی بھی یہاں رہے ہوتے تو معلوم ہو جاتا۔ چھوٹی کمیونٹی ہے، سب کو ایک دوسرے کی خبر رہتی ہے۔" پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوئے، "سر، معاف کیجیے گا، آپ کو ان کا نام ٹھیک یاد ہے؟"

"ہاں بھئی،" میں نے کہا۔ "اینجلا ریچ ان کا نام تھا۔ ان کے بھائی۔۔۔"

"رہی گلشن ہمیشہ بہار؟" دوست نے مسکرا کر سرگوشی کی۔

"نوبہار گل رہی،" میں نے بھی سرگوشی میں جواب دیا۔ پھر فرینک سے کہا، "بھائی کا نام جارجی رہا تھا۔ ایک بہن میڈلین تھیں۔ ان سب سے بڑی ایک اور بہن تھیں۔" مجھے وہ بھی یاد آئیں۔ "اور باربرا۔۔۔" مجھے کچھ اور یاد آ گیا۔ "ان کی ماں کی وفات لکھنؤ میں ہوئی تھی، انھیں کینسر ہو گیا تھا۔"

اور مجھے ایک جھرجھری آ گئی۔

٥٥٥

اینجلا کی ماں کو میں نے دیکھا نہیں تھا۔ لیکن ان کی بیماری کا چرچا ہمارے یہاں ہوتا تھا اور میں سنتا تھا کہ ان کے بچنے کی امید نہیں ہے۔ ہم لوگ ان کے آخر وقت میں انھیں دیکھنے گئے تھے۔ وہ پہلا اور آخری موقع تھا جب میں نے اینجلا کا گھر اور اینجلا کو گھر میں دیکھا تھا۔ چھوٹا سا صاف ستھرا مکان اور اس کے آگے گھاس کا ایک چھوٹا سا قطعہ تھا جسے پھولوں کی دو تین کیاریوں اور مورپنکھی کے ایک درخت کی وجہ سے باغیچہ کہا جا سکتا تھا۔ مکان کی پشت پر دور کسی اور جگہ لگے ہوئے یوکلپٹس کے درخت جھومتے نظر آ رہے تھے۔ ہم لوگ سورج ڈوبنے کے وقت وہاں پہنچے تھے۔ باغیچے کے پھاٹک ہی کے آگے اینجلا معمولی لباس پہنے انتظار میں کھڑی تھیں۔ انھوں نے میری بہن اور دوسری سہیلیوں کو باری باری چمٹایا۔ اسی میں ان کی نظر مجھ پر پڑی اور انھوں نے کہا:

"تم بھی آ گئے؟"

پھر انھوں نے ہم سب کو مکان کے باہر کی طرف والے کمرے میں بٹھایا اور کمرے سے نکل گئیں، فوراً ہی واپس آئیں اور سہیلیوں سے دھیمی آواز میں باتیں کرنے لگیں۔ کمرے کا سامان معمولی مگر بڑے قرینے سے سجا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا ہر چیز کی ابھی ابھی جھاڑپونچھ ہوئی ہے۔ میں نے ایک ایک چیز کو دلچسپی سے دیکھا۔ کچھ دیر بعد میڈلین کمرے میں داخل ہوئیں اور اینجلا اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔

"آؤ،" انھوں نے اپنی سہیلیوں سے کہا، اور جب ہم کمرے سے باہر نکلنے لگے تو وہ مجھ سے بولیں:

Scanned with CamScanner

کم جاگ رہی ہیں"

لیکن میں سب کے پیچھے پیچھے باہر نکل آیا۔ پتلی برآمدے میں داہنے ہاتھ پر ایک اور دروازہ تھا، اور اس سے کچھ آگے بڑھ کر ایک اور، ہم اس آخری دروازے میں داخل ہوئے۔ یہ چھوٹا سا کمرا تھا۔ میری ناک میں دواؤں کی بُو آئی جس سے مجھے وحشت ہونے لگی۔ کمرے میں دواؤں کی میز کے علاوہ سبزی والی ایک پلنگڑی اور ایک بڑی مسہری تھی۔ پلنگڑی کی سفید چادر پر بھورے رنگ کا ایک سوتی کمبل پڑا تھا۔ پلنگڑی سے ملی ہوئی مسہری پر بھاری بدن کی ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں آنکھیں کھلی رکھنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ سب لڑکیوں کی نظریں انہیں پر جمی ہوئی تھیں۔ مجھ کو وہ اتنی بیمار نہیں معلوم ہوئیں کہ ان کے بارے میں مایوسی کی باتیں کی جاتیں۔ البتہ وہ خود مایوسی کی باتیں کر رہی تھیں۔ کسی کے کچھ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ راتوں کو لگاتار جاگنے کی وجہ سے ان کا دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جوانی کو تار دے دیا گیا ہے کہ آ کر ماں کو دیکھ لیں، اور جوانی کے ابھی تک نہ پہنچنے پر تشویش ظاہر کی۔ اسی سلسلے میں انہوں نے اینجلا سے کچھ پوچھا اور اینجلا نے جواب دے کر آنکھوں پر رومال رکھ لیا۔ میں پلنگڑی کی پٹی پر گھٹنے ٹکائے کھڑا اُن خاتون کو دیکھ رہا تھا کہ مجھے محسوس ہوا پلنگڑی نے ہلکی سی جھرجھری لی ہے۔ اسی وقت میری بیوی نے کوئی تسلی کی بات کہی اور خاتون نے مایوسی کا جواب دے کر پلنگڑی کی طرف اشارہ کیا۔ پلنگڑی نے پھر ہلکی سی جھرجھری لی اور میں نے دیکھا کہ بھورا کمبل ذرا سا ہلا۔ کمبل میں لپٹا سکڑا ہوا بدن مجھے نظر نہیں آیا، لیکن کھلے ہوئے چہرے کو میں نے غور سے دیکھا۔ یہ میری طرف کروٹ لیے ہوئے ایک بوڑھی عورت کا چھوٹا سا کھلا چہرہ تھا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی اور بند تھیں۔ چہرے سے اذیت ظاہر تھی لیکن وہ عورت ہنس رہی تھی، اس طرح کہ سفید دانتوں کی دونوں قطاروں کی آخری ڈاڑھیں تک دکھائی دے رہی تھیں۔ کمرے کی خاموشی میں مجھے اینجلا کی تیز سسکی اور گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی:

"ادھر نہ دیکھو"

لیکن میں نے دیکھا کہ اس ہنستی ہوئی عورت کے مرجھائے ہوئے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے ہیں، مگر اس کے دانت اب بھی اسی طرح نظر آ رہے تھے۔ تب مجھے پتا چلا کہ وہ ہنس نہیں رہی ہے، ہونٹوں کے کونے سے لے کر کان کے قریب تک اس کے داہنے رخسار کا سارا گوشت گل کر غائب ہو چکا تھا۔

کوشش کے باوجود میری نظریں کھلے ہوئے دانتوں پر سے ہٹ نہیں پا رہی تھیں اور میرے گھٹنے پلنگڑی کی پٹی سے چپک کر رہ گئے تھے۔ میری یہ کیفیت کسی کسی ڈراؤنے خواب میں ہو جاتی تھی اور اس کا علاج آنکھ کا کھل جانا ہوتا تھا لیکن اس وقت، جاگتے میں، میری سمجھ میں اس کے سوا کچھ نہ آیا کہ آنکھیں بند کر لینے کی کوشش کروں۔ میں نے کوشش کی لیکن آنکھوں نے بند ہونے سے انکار کر دیا۔ میں نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن پلنگڑی کی پٹی نے میرے گھٹنوں کو جکڑ رکھا تھا۔ اس کشمکش میں مجھ کو اینجلا کا ہاتھ اپنے کندھے پر محسوس

ہوا۔ انہوں نے مجھ کو آہستہ سے اپنی طرف کھینچا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اس کمرے سے باہر لے آئیں۔ وہ مجھے پھر برآمدے کے درمیانی کمرے میں لائیں جہاں کھانے کی میز پر چُنے ہوئے سامان، شیشے کے گلاسوں اور گلاسوں میں پھنسے ہوئے سفید کاغذی رومالوں کو میں نے دھندلائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ کمرے میں تازہ پھولوں اور پیسٹری کی خوشبو تھی لیکن اس نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا۔ اینجلا نے ایک طشتری میں کئی چیزیں نکال کر میری طرف بڑھائیں لیکن میں نے کھانے سے انکار کر دیا، اور کانپتی ہوئی آواز میں صرف اتنا پوچھا:

"وہاں جو مسہری پر بیٹھی ہوئی تھیں، وہ کون ہیں؟"

اینجلا نے بتایا کہ وہ ان کی سب سے بڑی بہن ہیں جو ماں کی تیمارداری کے لیے آئی ہوئی ہیں۔ پھر انہوں نے مجھ کو سمجھانا شروع کیا۔ وہ بار بار زور دے کر کہہ رہی تھیں کہ ان کی ماں ہمیشہ سے ایسی نہیں تھیں۔ انہوں نے رومال سے میرا چہرہ پونچھا۔ مجھے رومال میں ان کے آنسوؤں کی نمی اور نئی قسم والی خوشبو کی ہلکی سی لپٹ محسوس ہوئی۔ اینجلا تیزی سے کمرے کے باہر گئیں اور ہاتھ میں ایک البم لیے ہوئے واپس آئیں۔ انہوں نے مجھ کو اپنی ماں کی پرانی تصویریں دکھائیں۔ ان کی شکل اینجلا سے بہت ملتی تھی اور مسکرانے میں ان کی طرح ان کے بھی گال میں گڑھا پڑتا تھا۔ اینجلا بتاتی جا رہی تھیں کہ کون سی تصویر کس موقع کی ہے۔ کئی تصویروں پر مجھ کو اینجلا کا دھوکا ہوا، لیکن ان تصویروں میں اینجلا خود بھی موجود تھیں۔ کہیں ماں کی گود میں، کہیں ان کی انگلی پکڑے ہوئے۔ میں دلچسپی کے بغیر ان تصویروں کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ میزبانی کے ساتھ میری بیوی اور دوسرے مہمان کمرے میں آ گئے۔

OOO

فرینک اور میرے دوست کسی بات پر ہنس رہے تھے اور مجھے محسوس ہوا کہ اینجلا کا ہاتھ ابھی ابھی میرے کندھے پر سے ہٹا ہے۔ وہ دونوں شہر کے مختلف ڈاک خانوں اور ان کے عملے کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ فرینک ایک بار پھر معافی مانگتے ہوئے مجھ سے مخاطب ہوئے:

"سر، ان لڑکی کی شادی ہو گئی ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم" میں نے جواب دیا، "ہو ہی گئی ہو گی۔ چالیس سال پہلے تک تو نہیں ہوئی تھی۔"

"میرا مطلب ہے شادی کے بعد ان کا نام کیا رہ گیا ہوگا..."

"ہاں، اس کا تو ہم نے خیال ہی نہیں کیا" دوست نے چونک کر کہا۔ "اگر ان کی شادی، فرض کیجیے، ہمارے فرینک کے ساتھ ہو گئی ہو..."

"سوری" فرینک نے کچھ کہنا چاہا، پھر شرما کر ہنسنے لگے۔

"سنو اب وہ اینجلا فرینک ہوں گی، بلکہ صرف مسز فرینک۔ کیوں جی؟" وہ فرینک کی طرف مڑے۔ "آپ کی کرسمس کی مسز فرینک سے ان کا نام پوچھ لوں؟"

فرینک پھر "سر" کہہ کر شرما گئے۔

"آپ کو خواہ مخواہ پریشانی ہونا پڑا۔" میں نے فریسک سے کہا۔

"ہاں، میرا خیال ہے اب آپ جاسوسی کا خیال چھوڑ دینا چاہیے۔" دوست بولے۔ "فریسک ابھی [illegible] ہیں کہ اینجلا کے نام سے میں نے کو ڈھونڈنے نکالتے۔ اگر وہ ابھی تک نہیں ملی تو سمجھ لینا چاہیے۔۔۔"

"نہیں سر، میں اینجلا سے زیادہ دیر تک نہیں [illegible] تھا۔"

"پھر بھی،" دوست نے کہا، "میں سمجھتا ہوں وہ عظیم آباد میں کبھی رہی ہی نہیں تھیں۔"

"جی ہاں،" میں نے کہا، "شاید مجھ کو غلط یاد آیا۔"

دوست نے فریسک کا شکریہ ادا کیا۔ میں نے معذرت کی، اور فریسک "کوئی بات نہیں" کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے مجھ کو ایک بار غور سے دیکھا، کچھ پوچھتے پوچھتے رکے اور سلام کر کے چلے گئے۔

"اور اس طرح،" میرے دوست نے مکالمہ ہونے کے انداز میں کہا، "اس طرح جے بی اینجلا رہے، یا اینجلا کوئی اور! ہم آپ کی تلاش میں ناکام ہوئے۔"

"میں ان کی تلاش میں ہی نہیں،" میں نے کہا، "پھر ناکامی اور کامیابی۔۔۔"

"اور اس طرح جے بی اینجلا رہے یا اینجلا کوئی اور!" دوست [illegible] انداز میں بولے، "اس طرح، ثابت ہوا کہ آپ حقیقت نہیں، وہم ہیں۔"

"کیکئی چالیس سال۔"

"اگرچہ چالیس سال پہلے جے بی اینجلا، آپ وہم نہیں حقیقت تھیں۔"

"اور اگر آپ اس رنگ میں موجود رہے تو آپ کو جے بی اینجلا کی بددعا لگ جائے گی، پھر آپ اس رنگ میں [illegible] ہونے [illegible] لکھنے نہیں دیں گی۔"

"جے بی اینجلا، اگر مجھ کو آپ کی بددعا لگ گئی تو میں حکیم جالینوس کی کسی قابل رنگ سے خودکشی کر لوں گا۔" انہوں نے [illegible] کے ساتھ کہا۔

اسی رات ہم حکیم جالینوس کے نام اپنی مشترکہ خط کا مسودہ تیار کر رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔ دوست نے ریسیور اٹھایا، کچھ دیر تک کچھ سنتے رہے، پھر "ایک منٹ" کہہ کر میری طرف مڑے، ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر انہوں نے کہا:

"عظیم افسانہ نگار، کردار پرستار، خالہ دریافت ہو گئی ہیں۔"

"جوانی رعنا؟" میں نے پوچھا۔

"جی۔" وہ ریسیور میری طرف بڑھا کر بولے، "بات کر لیجیے۔"

"کیا وہ خود ہیں؟" میں نے الجھ کر کہا۔

"نہیں، فریسک ہیں۔"

"تو آپ ہی بات کر لیجیے۔" میں نے کہا اور سنتا رہا۔

"ہاں بھئی فریسک۔۔۔" دوست نے فون میں کہا اور دیر تک جالینوس کے ساتھ دوسری طرف کی آواز سنتے رہے، پھر بولے،

"کیا؟ [illegible] اور یہ کب کی بات ہے؟ [illegible] ظاہر ہے [illegible] قبیل کو میں جانتا ہوں، غلطی ہو گئی ہے۔ ہر سال تو ابھی عمر میں دس پانچ سال گھٹ بڑھ جاتی ہے۔ ہاں، کچھ بھی نہیں۔۔۔ خیر دیکھو تو۔"

انہوں نے ریسیور رکھ دیا اور کہنے لگے،

"فریسک نے ایک صاحب کو ڈھونڈ نکالا ہے جن سے کسی زمانے میں رعنا خاندان کا ایک نوجوان گٹار بجانا سیکھتا تھا۔ انہیں اس کا پہلا نام یاد نہیں، ہو سکتا ہے پوچھا ہی نہ ہو۔"

"یہ کون صاحب ہیں؟"

"قبیل، پارہ پارہ شہر شہر گھوم کر گٹار سکھانے کی عارضی اسکول کھولتے تھے۔ گٹار فروخت بھی کرتے تھے، خریدار ظاہر ہے زیادہ تر ان کے شاگرد ہوا کرتے تھے۔"

"خوب۔ اس نوجوان رعنا سے ان کی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟"

"یہی تو مصیبت ہے۔" دوست نے کہا، "قبیل ہمارے ملک کے جالینوس سے بھی زیادہ بوڑھے ہیں اور ان کے زمان و مکان کچھ اور ہو گئے ہیں۔ [illegible] ان کی ملاقات بیس سال پہلے ہوئی تھی، لیکن ان کی بیس سال کا مطلب دو سال بھی ہو سکتے ہیں اور دو سو سال بھی۔"

"ملاقات کہاں ہوئی تھی؟" میں نے پھر پوچھا۔

دوست نے کسی ویران [illegible] پر انگلی رکھی اور [illegible] کہا،

"سازندے کی کسی شہر میں، میں تو عاجز آ گیا۔" پھر [illegible] ہنس کر بولے، "ہاں کم سے کم [illegible] آدمی ہیں، مگر ابھی تک گا استاد تھا۔"

"غرض کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔"

"نہیں، بہرحال بہتر۔ ممکن ہے کہ قبیل والے رعنا آپ کے جالینوس ہی ہوں۔" دوست نے کہا اور عجیب طرح سے مسکرائے، "اور فریسک دعا کر رہے ہیں کہ وہی ہوں۔"

"اس سے کیا حاصل ہو گا؟"

"حاصل؟ اگر [illegible] قبیل کو وہ نوجوان رعنا یاد آ گیا کہ گٹار کی [illegible] شروع ہونے کے [illegible] ہی دن بعد اس نے خودکشی کر لی، ڈاکٹروں نے اسے کینسر بتا دیا تھا۔"

کچھ دیر تک ہم دونوں خاموش بیٹھے رہے۔

"اس سے پھر کیا حاصل؟" میں نے پوچھا۔

"حاصل یہ کہ قبیل کا وہ شاگرد اگر خوبصورت اگر جالینوس رعنا تھا تو فریسک کو امید ہے اس کے حوالے سے اینجلا کا سراغ مل جائے گا۔" وہ پھر اسی طرح مسکرائے، "کسی [illegible] اسکینڈلائز عورت کی معاملے میں کسی اسکینڈلائز عورت کا پتا چلانا آسان ہے جس کے بھائی نے خودکشی کر لی ہو۔"

۵

میرے دوست کی ابھی پھر کچھ [illegible] نہیں۔ اس رات سونے سے پہلے بہت دیر تک ہم [illegible] کے بارے میں گفتگو کرتے رہے اور دوسرے دن میں دیر تک سوتا رہا۔ میری آنکھ ناشتے کے

برسوں کی آواز سے کہیں بھر مجھے اپنے سرہانے دوست کی اونچی آواز سنائی دی۔
"بھیانک سازش کا پراسرار سرخ کب تک سوتا رہے گا؟"
میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔
"اگر حضابت مجھ سے ہے" میں نے کہا، "تو میں جاگ رہا ہوں۔"
حضابت آپ سے ہے اور آپ کے سوا کسی سے نہیں ہے۔
پھر انہوں نے دو ورق کا [illegible] کھول پر بیٹ پر [illegible] ہوا ایک اخبار [illegible] میں ڈال دیا اور بولے
"ملاحظہ کیجیے۔"
یہ [illegible] جاری ہوئے اور بعد ہونے والے [illegible] میں سے معلوم ہوتا تھا جس میں [illegible] سرخیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ پہلے صفحے پر لگی سرخیوں میں کسی انتخابی امیدوار کی ایک تقریر کی خبر تھی جس میں [illegible] کو ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بتایا گیا تھا۔ میں سرخیوں کے بیچ میں خبر تلاش کر رہا تھا کہ دوست نے کہا۔
"اسے چھوڑیے، تیسرا صفحہ دیکھیے۔ [illegible] وہاں ہے۔"
تیسرے صفحے کی سرخیوں میں بتایا گیا تھا کہ میں [illegible] نامعلوم لوگ خود کو [illegible] کے محکمے کا آدمی ظاہر کر کے ایک [illegible] عورت کا پتا معلوم کرنے کو سیاہ شہر کی [illegible] گھرانوں کی بابت میں [illegible] معلومات اکٹھا کرتے پھر رہے ہیں۔ یہ بھی [illegible] کے خلاف کوئی بہت گہری سازش ہے جس کی سرخ کا پتا لگانے میں اخبار کو [illegible] سرگرم ہیں۔ [illegible] کو اطمینان ہی [illegible] گیا تھا کہ اس [illegible] کو [illegible] سے پہلے ہی [illegible] جائے گا۔
میں نے اخبار تہہ کر کے [illegible] پر رکھ دیا اور پوچھا
"اسے کون صاحب نکالتے ہیں؟"
دوست نے پہلے صفحے پر امیدوار کے نام پر انگلی رکھ دی اور بولے
"آپ کے انتخابی حلقے میں [illegible] گھرانے بھی ہیں۔"
"یہ خبر کوئی فتنہ تو نہیں کھڑا کر دے گی؟"
"نہیں، کسی خبر کا اس اخبار میں چھپ جانا اس خبر کی تردید کا کام کرتا ہے۔"
"پھر بھی۔ [illegible] کو محتاط رہنا چاہیے۔ [illegible] اس کو روک ہی دیجیے۔"
"ابھی تو پہلے ہی روک دیا گیا تھا [illegible]" وہ رک گئے۔ "موہوم عورت؟" انہوں نے [illegible] سا کر کہا، "لیکن اب [illegible] کے پاس [illegible] کے حوالے ہیں جس کے وجود کا کم سے کم ایک گواہ موجود ہے وہ [illegible] ہی ہیں۔"
[illegible] کے وجود سے زیادہ اس کے عدم کے [illegible] ہیں۔ میں نے کہا، "خیر، اب [illegible] کو روک دیجیے۔"
"وہ [illegible]"
"ابھی [illegible] کہ میں [illegible] واپس جا رہا ہوں۔"

[illegible] میں اب [illegible] کو نہیں [illegible] وہ آپ کے جانے سے پہلے ہی [illegible] کوئی خبر

[illegible] سے [illegible] نہیں تھا [illegible] میں [illegible] کی [illegible] نہیں [illegible] دوپہر کو پھر [illegible] شام کو [illegible] کھلی۔ دوست نے میرے [illegible] میں [illegible] پر [illegible] جاگتے ہی [illegible] کو [illegible] دی۔
[illegible] خاموشی کے ساتھ [illegible] اور [illegible] کر [illegible] اٹھا لی۔
"[illegible] دوست نے [illegible] سرخی [illegible] کہا۔ "یہ وہ [illegible] ہیں۔"
میں نے [illegible] کی طرف دیکھا۔
[illegible] وہ بولے "آپ اس طرح [illegible] ہیں کہ [illegible] معلوم ہوا۔"
میں خاموشی کے ساتھ [illegible] کی طرف دیکھتا رہا۔
"[illegible] کا حوالہ [illegible] اس کا نام تھا۔"

وہ [illegible] نہیں [illegible] کر [illegible] میں [illegible]
گیا۔

مجھے [illegible] دوست نے کچھ دیر تک [illegible] کا انتظار کیا، پھر بولے
[illegible] نہیں [illegible] وہ کچھ کہتے کہتے رکے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ معلومات کو [illegible] میں [illegible] وہ [illegible] مکان [illegible] ہے۔ ان [illegible] کچھ [illegible] رشتہ داروں کے ساتھ رہتی ہیں، [illegible] اور [illegible]" انہوں نے [illegible] میں [illegible] کی۔ "[illegible] اب [illegible] کوئی نہیں ہے۔"
[illegible]
[illegible] کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا
"[illegible] نہیں ہیں۔"
"[illegible] معلوم کر [illegible]"
[illegible]
"[illegible]"
میں نے دوست کی طرف دیکھا۔
"وہ [illegible] کچھ بھی [illegible]
[illegible] گئی ہیں۔"
"[illegible]"
"[illegible] اگر [illegible] سے [illegible] ان کو دیکھنا چاہیں تو [illegible] کر سکتے ہیں۔"

Scanned with CamScanner

میں اس وقت بھی ” نہیں ہو گیا “ مسعود کا سامنا کرتا ہے

[illegible] گاڑی میں [illegible] کے بعد درست [illegible] ساتھ [illegible] گاڑی چھوٹنے کی [illegible] ہوئے

[illegible] کے ساتھ معلوم کر لیا ہے“ انہوں نے کہا ”آپ چاہیں تو [illegible] سکتا ہوں

[illegible] کہا ” میں نے [illegible] نہیں ہو [illegible] کے

[illegible] کی [illegible] ہے

[illegible] انہوں نے [illegible] ہوئے ہیں

[illegible]

[illegible] کے [illegible] ہے

[illegible]

سد محمد خاں

غصے کی نئی فصل

حافظ شکراللہ خاں ایسی بات [illegible] پسند کرتا تھا۔

حافظ شکراللہ خاں اچھے خاصے صاحب علم اور کم گو آدمی تھے۔ شاید اسی لیے ایسی بات [illegible] پسند کرتا تھا۔ [illegible] سے [illegible] کرنے سے الجھن ہوتی تھی، [illegible] حالانکہ [illegible] میں [illegible] اور مشہور تھا [illegible] حافظ گُنڈا کہا جاتا تھا۔

حافظ شکراللہ خاں کی علم میں [illegible] حافظ گُنڈا کہا جاتا ہے، مگر وہ ایک طرح کی حلم و درگزر سے کام لیتے تھے۔ [illegible] لوگوں کو زدوکوب کیا تھا [illegible] حافظ گُنڈا کہا جاتا تھا۔ [illegible] گُنڈا [illegible] کو وہ [illegible] کر ڈال دیا کرتا تھا

حافظ شکراللہ خاں کی زندگی میں ایک عجیب بات اور بھی تھی۔ وہ لادینی لوگوں اور دوسرے مذہبی مسلکوں والوں سے [illegible] کہتا تھا [illegible] جو ہم سے متفق نہیں وہ [illegible]

[illegible] حافظ شکراللہ خاں کا [illegible]

حافظ شکراللہ خاں [illegible] ایک گاؤں [illegible]

[illegible]

خان نے طے کیا کہ اگر پہاڑ میری طرف نہیں آتا تو [illegible] پہاڑ کی طرف جاؤں۔ یہی شکراللہ خان [illegible] کے بعد دارالخلافہ جانے کا ارادہ کر [illegible] شروع کر دیں۔ شکراللہ خان نے ملک پنجاب و ملتان سے آگے سرہند [illegible] کی تعلیم و [illegible] اور [illegible] حالی کر [illegible] کا [illegible] [illegible] ساتھ [illegible] صورت [illegible] علاقوں میں [illegible] اور اپنی تلوار اور تدبیر سے [illegible] حالت کو [illegible] جا کر [illegible]

شکراللہ خان [illegible] ایک بار [illegible] اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ [illegible] عادل شیرشاہ کو بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ [illegible] گھوڑے پر [illegible] گاڑی کی ایک چادر میں وہ کتابیں باندھیں جن سے [illegible] جدا نہیں رہ سکتا تھا اور شیرشاہ سے ملنے چل پڑا۔

حافظ شکراللہ نے [illegible] دیکھا تھا [illegible] سے [illegible] لوگ [illegible] کی خدمت میں پیش [illegible] کوئی ایسا تحفہ [illegible] پیش کرنے والے اور قبول کرنے والے دونوں کی [illegible] حافظ نے بہت [illegible] کے بعد فیصلہ کیا [illegible] سوغات لے جانی چاہیے۔

شکراللہ خان [illegible] جہاں [illegible] حجرہ اور [illegible] تھا۔ [illegible] کی ایک پارچے میں [illegible] باندھ لی تھی۔

[illegible] کے پارچے میں [illegible] اپنی پسندیدہ کتابیں [illegible] حافظ شکراللہ خان [illegible] ابدال میں سات روز [illegible] مسافروں کی ایک جماعت کے ساتھ وہ [illegible] لوگوں کا [illegible] اور [illegible] کم [illegible] پانچ روز [illegible] سفر کی [illegible] شہر کی [illegible] والے [illegible] کی بیل گاڑیوں کے ساتھ [illegible] دارالخلافہ کی [illegible] کرنے لگا۔

حافظ شکراللہ خان [illegible] جیسے [illegible] کی [illegible] نہیں [illegible] حافظ [illegible] کے ساتھ [illegible] حافظ کو [illegible] خرچ [illegible] بھی [illegible] بات [illegible] عالم و فاضل [illegible] دارالخلافہ [illegible] ہوئے [illegible] کوشش میں [illegible] مگر حافظ [illegible] پر [illegible] تھا۔

[illegible] کے علم و فضل سے [illegible] مرعوب ہوئے [illegible] اور اپنی تلوار سے انہیں [illegible] اور [illegible] حاضر [illegible] سمجھیں۔

[illegible] دارالخلافہ [illegible] سرکاری سرائیوں میں [illegible] مگر حافظ [illegible] دارالخلافہ [illegible] کی تعداد میں [illegible] میں [illegible] سرائیں [illegible] حافظ شکراللہ خان نے سوچا [illegible] کی [illegible] سرائے میں [illegible] دارالخلافہ میں [illegible] سرائیوں میں رکتا ٹھہرتا حافظ شکراللہ خان [illegible]

[illegible] سرائے جہاں حافظ نے ٹھہرنے کا ارادہ کیا [illegible] شکراللہ [illegible] شہر [illegible] سرکاری [illegible] کتابیں [illegible] سرائے [illegible] ٹھہرنے کا [illegible] معلوم کیا۔ [illegible] سرائیوں میں [illegible] ایک [illegible] سرائے میں [illegible] کوٹھری [illegible] سرائے کی [illegible] کمرے میں ایک [illegible]

حافظ [illegible] کے ساتھ [illegible] سرکاری سرائے کا [illegible] سرائے کا [illegible] کتابوں کا [illegible] کتابیں [illegible] سرائے کا [illegible] کوٹھری [illegible] اور اپنی [illegible]

اپنی [illegible] حافظ [illegible] کو [illegible] اور [illegible]

حافظ [illegible] کتابوں کا [illegible] اور [illegible] حافظ [illegible] لوگ [illegible] شہروں کی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

Scanned with CamScanner

سائیس اور سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ کہ سرائے میں ٹھہرے ہوئے مسافر بھی جو اپنے لباس اور آسودہ حال طبقے سے تعلق رکھنے والے چہروں کی وجہ سے الگ پہچانے جاتے تھے، اس حلقے میں موجود تھے۔ حیرت یہ حیرت نہ تھی کہ میدان میں سب کی طرح چہرے مسخ کیے شائستہ مکالمے انگلیوں چھوڑ کے انہیں سننے والوں کو دیکھتے ہوئے مبتلا رہے تھے۔

"یہ میں کن لوگوں میں آ گیا؟" شکر اللہ خاں نے سوچا۔ "کیا یہ سب کوئی خواب ہے؟"

مگر یہ خواب نہیں تھا۔ وہ سبھی لوگ جنہیں حافظ شکر اللہ نے دن کی روشنی میں معقول طریق پر اپنے حال میں مصروف دیکھا تھا، اس وقت نصف شب گزار کر وحشت زدہ ہو رہے تھے۔ "کیا یہ کسی قسم کے جنون میں مبتلا ہیں؟"

"کیا یہ لوگ بیک وقت کسی دورے سے گزر رہے ہیں؟ کوئی نفسیاتی معاملہ محسوس کرتے ہیں؟ یا کوئی شیطانی گروہ اپنی بھیانک رسمیں ادا کر رہا ہے؟"

ابھی حافظ کھڑا یہاں سے ہٹنے اور کمرے میں اپنے سامان کی بابت سوچنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ ایک شخص حلقے سے اٹھا اور منہ پر اس طرح ہاتھ پھیرتا کہ جیسے نیند سے ابھی بیدار ہوا ہو حافظ کی طرف آیا۔ حافظ نے دیکھتے ہی اسے پہچان لیا۔ یہ سائیس تھا جس کی سپردگی میں اس نے اپنا گھوڑا کیا تھا۔ سائیس کے بعد ایک ادھیڑ عمر کی عورت، جو اپنے چہرے کے مہرے اور اپنی کھال کی رنگت سے کسی سرد ملک سے آئی لگتی تھی، حلقہ چھوڑ کر اٹھی اور چہرے پر ہاتھ پھیرتی حافظ کی طرف آئی۔ سائیس اور عورت نے نرمی سے حافظ کا ایک ایک ہاتھ پکڑ لیا اور اسے حلقے کی طرف کھینچنا چاہا۔ عورت کی نظر حافظ کی کمر پر بندھی تلوار پر پڑی تو اس نے چیخ کر کہا "تم نے ہتھیار کیوں لگایا ہوا ہے؟ ... اسے رکھ دو اور ہمارے ساتھ آؤ۔"

شکر اللہ خاں نے سختی کے ساتھ عورت کی گرفت سے ہاتھ چھڑا لیا۔ سائیس نے اسی طرح نرمی سے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ اب جو حافظ نے عورت کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑایا تو سائیس نے سختی کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے حافظ کی کلائی پکڑ لی اور اسے حلقے کی طرف کھینچنے لگا۔ "آؤ! اٹھ جاؤ اور دیر نہ کرو۔ پہلے ہی دیر ہو چکی ہے۔"

"یہ میں کس ویرانے میں پھنس گیا ہوں؟" حافظ نے غصے سے جھٹکا دے کر سائیس کی گرفت سے کلائی چھڑا لی اور ہاتھ اٹھا کر دور ہو جانے کا اشارہ کیا۔ پھر اس نے غصے سے پیچ کھایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف چلا۔

ہاتھ چھڑا کر جاتے ہوئے اسے پیچھے سے سنائی دیا۔ اس نے پورے حلقے نے غصے کا ایک آواز میں اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی۔ سرخوں، اترے ہوئے سکرات حافظ کو یوں لگا جیسے وہ تمام جانے پہچانے وحشی بھیڑیے بیٹھے ہوں... اسی کے گرد اسی چار کھاسی کی صورت کیسی ہے۔ اتنا بھیانک غصہ، آوازوں میں غصے کا ایسا وحشی اظہار پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے

[illegible]

چراغ رکھ کر اپنی تلوار کھینچ لی۔ ... کا سکرات کے سبب وحشت زدہ سرائے والے اور مسافر چھپے ہو اپنے حلقے میں بیٹھے غصے کی حد تک ... اور بھیانک

دالان، مکانوں، روشوں، سیڑھیاں اتر کر کوئی نہ آیا۔

صحن میں آ کر حافظ نے حالات کا ہنسی سے جائزہ لیا۔ وہ برآمدے میں پہنچ کر اس نے سرائے کے منتظم کا کمرہ دیکھا۔ پھر قطار میں بنے مہمانوں کے کمرے دیکھے۔ سب دروازے کھلے تھے۔ سب کمرے خالی تھے۔ شکر اللہ خاں اپنے ... چلتا ہوا اپنے کمرے میں آیا اور چراغ گھر پر جلا رکھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔

تو یہ بات تھی جو یہاں سرائے کے منتظم نے کہنا چاہی تھی۔ کہا تھا ہمارے اپنے مطلب کے لوگ ملیں گے ... سن کر تو نے سمجھ ... وحشت زدہ مجبوری سمجھ کر ادھر جھکا تھا۔ شکر اللہ خاں کہتے ہیں کو اتنا بتاتے آیا کہ اگر دن کا وقت ہوتا تو وہ فی الفور اس بھیانک سرائے کے منتظم کو جا پکڑتا اور کھوپڑی کو چابک سے ادھیڑ کے گولی کو ناصح بنا دیتا۔ مگر حالات کا تقاضا یہ ہے کہ صبح ہو تو فی الحال صبر یا یہ جاتی ہو اور شکر کیا جائے۔

"میں کسی دیوانے ویرانے میں نہیں، بستی میں ہوں، اور بستی بھی کیسی! ایک گمنامی سے زیادہ آباد شہر، جو خوشحالی ممالک کے قلب میں واقع ہے! اس کا دارالسلطنت ہے جہاں عمومی شرفاء اور امرا، فقرا موجود ہیں۔ سڑکوں پر سے طلباء بھی گزرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میں خود کوئی کارروائی کروں؟ میں تو ان مجبوروں کی حفاظت جو حکمت کی حد میں مقدار ہو رہے ہیں۔ شکایت درج کراؤں گا، پھر ابھی اسی وقت درج کراؤں گا تاکہ صبح خراب ہونے سے پہلے دوسرے بندگان خدا ان مکروں سے بچیں۔ اسے پورا کر دیں۔"

حافظ کہتے ہیں دیر جانے کے ارادے سے کمرے سے نکلے۔ ابھی وہ پوری طرح تیار بھی نہ ہوا تھا کہ چیخنے کی اس کے غصہ و حسد کی آوازیں یک لخت بند ہو گئیں۔ حافظ نے دروازے سے نکل کر دیکھا۔ صحن میں روشنیاں اور سائے حرکت کر رہے تھے۔ پھر اکادکا مہمان برآمدے سے گزرنا شروع ہوئے۔

ایک خوش صورت عورت نہیں جانے کا ہاتھ تھامے گزر رہا تھا۔ حافظ متوجہ ہوا تو بچے نے مسکرا کر دیکھا۔ عورت نے بچے کو مسکراتے ہوئے پا کر حافظ شکر اللہ خاں کی طرف نظر کی۔ پھر بچے کی سمت میں وہ خود بھی مسکرانے لگی۔

چہروں لحظہ لحظہ بدلنا شروع ہو گئی تھیں۔

پہلے بچہ مسکرایا تھا پھر اس کی ماں مسکرائی تھی پھر اس نے کانپتی گنگناتی آواز میں حافظ کہتے ہیں تو سلام کیا تھا "سلام علیک فاضل! خوش باشید؟"

حافظ کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ مسکراتی ہوئی اس وجیہہ و باوقار عورت سے کیا کہے۔ دل ہی دل میں کہا: "معمہ است ... حافظ۔"

عورت بچے کا ہاتھ تھامے اس کی طرف مسکرا کر دیکھتی ہوئی اور اپنی بڑی بڑی روشن آنکھیں جھپکاتی ہوئی گزر گئی۔ سرائے کا ایک خادم سرخی الشانی حافظ کے کھلے دروازے کے سامنے سے گزرا۔ اب وہ بھی مسکرا رہا تھا۔ اس نے سر کے اشارے سے حافظ شکر اللہ کو سلام کیا اور گزر گیا۔

خادم کے قدم ہوئے ہو تو مسکراتے ہوئے مسافروں کے ساتھ ساتھ لیپ جلتی ہوئی ادھر

شہر کی وہی عورت ... میں ... حافظ ... وہ ... [illegible]

... حافظ کو ... دعا دیں گی ... [illegible]

"یا خدا! یہ کیا ماجرا ہوا؟ یہ سب لوگ جو اب میری طرف مسکرا مسکرا کر دیکھ رہے ہیں، مجھے سلام کرتے اور دعا دیتے ہیں ... اور ایک دوسرے کی طرف ... [illegible] اور خون خوار درندوں کی طرح ... ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ... اور صلہ رحمی کرتے ... کی طرف جا رہے ہیں۔"

[illegible]

[illegible]

حسن منظر

بوھیڈیں

[illegible]

"اسے موسیقیوں کے خلاف بولنے کا کیا حق ہے؟" بوڑھے نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

[illegible]

"And what would the youngman like to have?"

[illegible]

"Give him some ice cream and he would be happy."

[illegible]

[illegible]

"Forget the moustache, tell us something new."

[illegible]

"Who says?"

[illegible]

essential oils

[illegible]

Where is Normaclice

[illegible] (shrink) [illegible]

[illegible]

"What a pity! You should have been born elsewhere. This is no place for you"

[illegible]

Let's talk about it [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر نے اشارے میں ہی الفاظ کو دہرایا۔

[illegible]

"اور اس میں سے یہ اور وہ گھر والوں سے ہی [illegible]؟" ڈاکٹر نے کہا۔

[illegible]

"Hey! You are already a doctor!" [illegible] نے کہا۔

[illegible]

threatened [illegible]

"کون سے؟" ڈاکٹر نے کہا۔

[illegible]

"آپ سب لوگ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ مجھ سے زیادہ پڑھے لکھے" ڈاکٹر نے کہا، "سائیکیٹری میں کوئی کیس ایسا نہیں ہوتا ہے جسے آپ بدلی ہوئی شکل میں کہیں اور پڑھ نہیں چکے ہیں۔ [illegible] قابیل نے ہابیل کو مارا تھا۔"

"قابیل نے ہابیل کو مارا تھا۔ Man. Cain was the eldest son of Adam, he murdered his younger brother Abel" مسٹر فرنانڈیز نے ترجمہ کیا۔

"All right" قابیل نے ہابیل کو مارا ہو کہ نہیں، میری بات سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ [illegible]

[illegible] cognition [illegible]

[illegible]

[illegible] You see, there is no suspense in all this for the therapist.

[illegible] (Oedipus) [illegible] hallucinations [illegible]

[illegible]

ہو گیا۔

"کیا مطلب ہے ہونا نہیں؟" اس نے کہا۔ "تم یہ سمجھتے ہیں ہوتا ہے ایک آدمی بچپن یا بوڑھاپے میں جرم کرتا ہے تا کہ اس سے جرم سرزد ہو جاتا ہے"

ڈاکٹر نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کہا، "جی ہاں، جی ہاں۔ اور شعور اس تلخ حقیقت کو کھدیڑ کر لاشعور میں پھینک دیتا ہے۔ اس طرح سبجیکٹ مستور سا بھی بچا رہتا ہے اور اس کی بھی زندگی کا ایک حصہ لپیٹ کر بھی رہ جاتا ہے۔ جیسے ایک بڑے بڑے پھولوں والے پودے کی ایک شاخ کے پتے اور پھول سدا بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔ سبجیکٹ جیتا تو ہے لیکن روحانی فروغ میں کملاتا رہتا ہے یہاں تک کہ نفسیات کا ماہر اسے چمکار پھسلا کر یا جس طرح جانور کو ذبح کرنے کے لیے لے جایا جاتا ہے، اس کالی کوٹھریا سے باہر نکالتا ہے اور روشنی میں لے آتا ہے پر وہ بعض اوقات اس طرح سمجھا جاتا تھا۔ سبجیکٹ کو پتہ چلتا ہے کہ اس نے ناحق ایک عام سی بات کو اتنا بڑھا چڑھا کر اپنے اوپر مسلط کر لیا تھا اور یہ کہ وہ تو سب کی زندگی میں ہوتا ہے بلکہ ہونا چاہیے کیونکہ ذہنی اور جذباتی سطح کی یہ سب یادگاریں ہوتی ہیں، باقیات الصالحات۔ کسی پر اپنے سے بڑی عمر کی عورتوں سے..." (آواز دھیمی ہو گئی۔) "عشق بچپنا رہ جاتا ہے۔ کبھی ماں باپ کی موت کی بھی ہوئی خواہش۔ نفسیات کے مطالعے کے یہ پوسٹر آجرا ہیں۔ جس طرح سمندر کی سیر پر جانے والے سیاح اور رنگ برنگی پتھر شوقیہ چنتے ہیں..."

"لیکن یہ سب ڈرامے میں ہیں،" کسی نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ ان سے ڈرامے لکھی تو لیا ہی جاتی ہیں۔ فکشن اور اسکرین پلے میں ان کیس ہسٹریز کو لکھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا ... یہ ٹھیک رکھا جاتا ہے ... کہ وہ مجرم یا گناہ گار کی ضرورت کے مطابق بالکل آخر میں لاری یا ٹیکسی والے پر کھلے۔"

مارش نہیں جا رہی تھی

لڑکیوں کی ٹانگوں نے وہ حرکت شروع کر دی تھی جو کسی طویل نشست سے اکتا کا راحت کرنے والوں کی ٹانگیں کرتی نظر آتی ہیں۔

"مگر آپ مریض کے تحت الشعور میں ان چھپے ہوئے احساسات کو ڈھونڈتے تو ہیں کیا؟"

ڈاکٹر نے کھنکھارتے ہوئے کہا، "لاشعور میں۔" اس کے ماتھے پر ہمدردی کی جھریاں پڑ گئیں۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔

پھر اس نے کہا، "سارا معاملہ تفصیلات اور جزئیات کو جمع کرنے کا ہے کہ آپ کس زاویۂ فکر سے انھیں جمع کرتے ہیں، اس عمل کی حقیقت خالی کیا ہے۔ اگر یہ غلط تشریح طبع سمجھی ہے جو لاشعور میں ڈھونڈنے کی ضرورت ہی کب پیش آتی ہے ... مریض بھی اس سے آگاہ ہوتا ہے معالج بھی۔ یہ جو راز ہے وہ ذہن کے محیط پر ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ تھوڑا سا فوکس سے باہر۔ صرف توجہ کو علامتوں کے مرکز سے اٹھا کر اس محیط تک لے جانا ہوتا ہے۔"

"تم نے دیکھا بوجیدی کس چابک دستی سے ہماری توجہ کیس ہسٹریز سے ہٹا کر توضیحات کی طرف لے جا رہا ہے،" کسی نے کہا۔

[illegible] ... کو موت کا ابھند کر ... [illegible]

[illegible] ... بوجیدی اگر ... [illegible]

[illegible] ... حضرت مزاج کو ... [illegible]

[illegible] ... کا جو سرے سے ... [illegible]

[illegible] ... والی انداز سے کہا ... [illegible]

[illegible] ... اور اوپر سے ... [illegible]

[illegible] ... ایک فاصلہ ... [illegible]

[illegible] ... دوبارہ بند کرنے لگی۔

[illegible] ... (الفاظ ریوسا چپ گئیں۔)

[illegible] ... بہر جیوتا ... [illegible]

[illegible] ... سے بچپلی ... [illegible]

[illegible] ... بجیر بنا ... [illegible]

[illegible] ... کا دوار ... [illegible]

[illegible] ... کوئی دوسرا ... [illegible]

[illegible] ... بالکل بُت سی ... [illegible]

[illegible] ... کی مایہ ... [illegible]

[illegible] ... سوال کو صراحہ سمجھتے ہوئے کہ کٹ ... [illegible]

عام سا کیس ہے۔ اسی طرح ۱۹۴۷ کی بات ہے۔ میں لاہور ریلوے پلیٹ فارم پر کھڑا غالباً [illegible] سے روٹیاں اور سالن لے رہا تھا کیونکہ [illegible] ایک ٹرین [illegible] سے پلیٹ فارم [illegible] معلوم تھا وہ کون لوگ ہیں اور ٹرین کہاں جا رہی ہے۔ اسی وقت فرسٹ کلاس کی ویٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور [illegible] سال کی ایک لڑکی کو وہاں سے نکلتے دیکھا۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کا باپ تھا، ایک سکھ جس کے ہاتھ میں ریوالور یا پستول تھا جس کی نالی کو لڑکی اپنی پسلیوں میں [illegible] محسوس کر رہی ہو گی لیکن بجائے خوف زدہ ہونے کے مجھے لگا کہ وہ اس ریوالور کے سائے میں خود کو محفوظ محسوس کر رہی ہے۔ اس کا باپ جو فوجی وردی پہنے ہوئے تھا [illegible] تھا اور [illegible] قدموں سے چل رہا تھا جیسے میں کرفیو کے اوقات میں فوجی افسروں کو ایک ہاتھ میں پستول تھامے ادھر ادھر کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے گلیوں میں چلتے دیکھ چکا ہوں۔ جیسے [illegible] قدم پھونک پھونک کے [illegible]۔

"[illegible] کہا وہ سپیشل ٹرین میں [illegible] اور وہ دونوں اس میں [illegible] مجھے وہ دونوں اس وقت کسی دوسری ہی دنیا کی مخلوق لگے [illegible]۔

"پھر میں نے [illegible] سکھ فوجی افسر کو زمین پر گرتے دیکھا اور ہم وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ [illegible] ویٹنگ روم کی طرف [illegible] ایک نوجوان کو دیکھا جو گرے ہوئے فوجی کے ہاتھ سے پستول چھین رہا تھا۔ لیکن اس دم میں ایک فائر ہو چکا تھا۔ [illegible] سپیشل ٹرین جا چکی تھی۔ [illegible] سوچتا رہا وہ دونوں کہاں گئے۔ لڑکی اس ٹرین پر [illegible]"

[illegible] چہرے والے شخص نے کہا: [illegible] دوسری طرف [illegible]

ڈاکٹر نے [illegible] کی طرف دیکھا۔ [illegible] جاری رکھیں۔

"پھر وہ عورت میرے ذہن میں ابھرتی ہے۔ [illegible]"

حاضرین نے اطمینان کا سانس [illegible]

[illegible]

"ابھی میں [illegible] جب میں نے سکھ فوجی کو زمین پر گرتے دیکھا تھا، ایک رات شور ہوا، پھر کسی کے چیخ مارنے کی آواز ہوا میں کھو گئی۔ اس چیخ سے میری آنکھ [illegible] کو کھلی اور میں پھر [illegible] میں ڈوب گیا۔

"اگلی صبح [illegible] کے کنارے لڑکے جمع تھے، جیسے ان کے ہاتھ ایک کھیل آ گیا ہو۔ میں نے دور سے اس منظر کو دیکھا۔ ان کے [illegible] مکڑی [illegible] میں [illegible] کی [illegible] وہ کیا تھا [illegible] اور جہاں جہاں [illegible] بالکل [illegible] ہو چکی تھی۔ [illegible] اور لڑکے [illegible] ایک [illegible] کی طرح [illegible] اور [illegible]۔

"لوگوں نے کہا، رات کو چار بجے سپیشل ٹرین [illegible] اب تک [illegible] بھاگ کر [illegible] کی طرف جا رہا تھا کہ ہمارے چوکیدار نے [illegible] اور پھر [illegible]۔

"چوکیدار مجھے اس وقت کہیں نظر نہیں آیا۔ اس کے [illegible] سی داڑھی تھی۔ آج بھی [illegible] برابر [illegible]۔

"میں نے لڑکوں کا قتل عام نہیں دیکھا ہے [illegible] اندر اندر موت کی [illegible] لاشیں ایک دوسرے کے اوپر پڑی تھیں، جیسے [illegible]

"میں نے [illegible] بازار کو [illegible] کے بعد بھی دیکھا ہے جہاں عمارتوں کی دیواروں پر [illegible] اور کہیں کہیں [illegible] نہیں۔ مجھے وہ نوجوان بھی یاد آتے ہیں جو ایک جگہ رکے ہوئے [illegible] کے سامنے [illegible] گوشت کی [illegible] کا ٹکڑا۔

"پھر [illegible]

[illegible] اور کافی [illegible] رہی۔

[illegible] کو دوبارہ [illegible] اور [illegible]

Now is ere was the power At Queen's 6 And the Black Bishop's

[illegible] کتنی [illegible]

[illegible] کا ڈاکٹر [illegible] اور اگر [illegible] کی آواز [illegible]

آئی ہے اتنی اونچی کہ لڑکا اپنے بالوں میں الجھا ہوا چہرہ پکڑ کے بگڑا رہ گیا۔

ڈاکٹر نے کہا "تعجب ہے آپ جیسے جوانوں، لڑکوں، عورتوں اور بچوں کو بھی میں سالہا سال سے دیکھتا چلا آ رہا ہوں لیکن ... شاید میرے کسی ہم پیشہ نے ... آج تک اس قدر کو دیکھا ہے جو وحشت کے عالم میں خود سائیکیٹرسٹ کے پاس چل کر آئے اور کہے میں نے ایک خوفناک ... کو اپنی بندوق کی ... I was among those who opened fire on a group of unsuspecting human beings میں بھی ایک فوجی تھا۔" (آواز مدھم ہو گئی۔) "مجھے ... سے اس کریہہ" (وہ دوبارہ مدھم ہوئی۔) "... کانپتی نہیں، میں نے اس فوجی کے چہرے سے چہرا پھینک کر ... جو حسب معمول ... پر کرسی ... خود ... ڈاکٹر کے ... تو مجھے افسوس ہوا تھا کہ ایک خوبصورت لڑکی ضائع ہو گئی۔ Save me from my cruel conscience."

ایک تم ہر ج پر ... ڈاکٹر نے کہا "کیسا ...؟"

اس کی طرف ... بستر کے سامنے

Where is The ...? You must be dreaming, old boy!"

حسین منظر

سوکھی بھوک

مجھے ... وہ ... حالات کی وجہ سے ... کچھ کا کچھ ... اور بھائی کی ... سے گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔

... کیوں ادھر ادھر مارا مارا پھرتا ہے؟

... نہیں ... ہو سکی ... لگا ... اٹھ کر ... سے ... ہے۔

کر کیوں سگرٹ پی چلا جا رہا ہے۔ سب کا عمل کب شروع ہو گا؟ کسی کو شروع ہوتے نظر نہیں [illegible] ہے نا ہنسی؟ [illegible] باتوں سے ہم [illegible] پر [illegible] نہیں یہ ایک طرح سے ہمارا ادب سیکھنا تھا۔ جہاں ملے، سلام کے بعد معاشرے کی ذکیرے لے کر بیٹھ گئے۔ ہر چند کہ [illegible] موضوع بدلنے کی کوشش کرو، تو بس ادھر اُدھر کی باتیں ہوں گی اور پھر وہیں کے وہیں۔ جیسے [illegible] کی جگہ میں کوئی اٹھ کر کھڑا ہو اور ہر بار [illegible] اسے واپس رسی پر گھسیٹ لے۔

لوگ ذاتی ارتقا، ادب، معیشت، ایک دوسرے کی خدمت، جمہوریت سے اکتا گئے، [illegible] میں [illegible] جیسی ہر چیز سے بیگانہ ہوئے جا رہے تھے اور اپنی اس لاعلمی پر فخر کرتے تھے جو ان کے خیال میں غیر شائستہ افراد پر انہیں فوقیت دیتی تھی۔ اگر عورتوں کا کوئی تذکرہ ممکن تھا تو وہ بھی [illegible] عورتوں [illegible] کی صحت اور [illegible] کے حوالے سے، جو اس وقت اس پاس بیٹھے [illegible] میں [illegible] نظر آ رہی تھیں۔ اور اگر عام مردوں کا ذکر ممکن تھا تو ان جیسوں کا جنہیں [illegible] پر چڑھنے کے لیے [illegible] سے اپنی کارڈ ہر وقت کی [illegible] [illegible] کام کر رہے تھے جو [illegible] کی دوستوں کو پہنچنے [illegible] ہم سے پہلے اٹھ [illegible] پر پہنچائی ہوتی تھی۔

مجھے رہ رہ کر خیال آ رہا تھا کیا یہ عورتیں جانتی ہیں کہ ہم یہاں پروفیسر کے کمرے میں بیٹھے ان کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں؟ اور سامنے اس دور کی بلڈنگ میں [illegible] کے لیے [illegible] مزدوروں کو [illegible] کہ ہم یہاں بیٹھے ان کے مسائل پر غور کر رہے ہیں؟

یہ بھی تو ممکن تھا وہ [illegible] جانتے ہوں کہ [illegible] کیوں ان کی باتیں کر رہے ہیں۔ [illegible] کیسے پتا چلا کہ وہ کیا چاہتی ہیں، کیا چاہتی ہیں، [illegible] [illegible] امید [illegible] رہی ہے، اور امید ان کے پاس بچی بھی ہے یا نہیں؟ [illegible] ذکر رہتی تھی کہ معاشرے [illegible] بچی ہی ہے۔

کہانی میں ابھی [illegible] کے باہر کے دروازے پر کھڑے ہوئے ہمارے پروفیسر دوست [illegible] ادھر ایسی نظروں سے دیکھا جیسے انہیں معلوم ہو وہاں کون ہو سکتا ہے [illegible] ہو گا [illegible] کی [illegible] باتوں میں ان کی [illegible] ختم ہو گئی اور جس طرح کسی کی [illegible] جاتے پر ہوا کرتا ہے بولنے والے کو خود ہی اُکتا کر خاموش ہو جانا پڑا۔

باورچی خانے کے باہر دروازے پر نوکر کے بولنے کی آواز آئی۔ پھر وہ ایک ہاتھ میں [illegible] اور دوسرے میں [illegible] لیے [illegible] کی نوک ہم [illegible] کب کی لوٹ چکی تھی، تھامے اس کمرے کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا جس میں ہم بیٹھے تھے پہلے پروفیسر اور اس میں [illegible] باتیں ہوئیں، پھر اس کے [illegible] ہم نے پروفیسر کو جاتے دیکھا۔

کمرے میں [illegible] والی خاموشی چھا گئی اور سب اپنی اپنی [illegible] کے کاموں میں لگ گئے۔ کسی نے سگریٹ سلگائی، کوئی [illegible] کو [illegible] کے بجائے [illegible]

ایسی [illegible] کو [illegible] لگا جو [illegible] ہوں [illegible] ہو گا اور کسی نے جا کر اسی پر اکتفا کی۔ اس [illegible] والی [illegible] کے سامنے جا کھڑا ہو [illegible] مجھے معلوم تھا میرے [illegible] کتاب نہیں ہے۔ یہ وقت گزاری [illegible] ہے۔

اس کے بعد ہم نے پروفیسر کو [illegible] کے کندھے پر ہاتھ رکھے آتے دیکھا جیسے دونوں میں [illegible] عمر کے تفاوت کے بہت کچھ مشترک ہو۔

[illegible] کو [illegible] میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن اس کا باپ [illegible] [illegible] اس نے اسے [illegible] کہا تھا۔ اور میرا [illegible] چند اور سالوں میں پروفیسر کو میرا [illegible] کہنا [illegible] تھا۔ [illegible] وہ [illegible] [illegible] (؟) والی [illegible] کسی گاؤں کے [illegible] میں [illegible] کو وہ بھی [illegible] پروفیسر [illegible] میں [illegible] گیا۔

"[illegible] اور [illegible] کہ وہ [illegible] کہ [illegible] سمجھو اور [illegible] کا نام بھی [illegible] کر دو۔"

پھر خود کو سمجھانے [illegible] اب [illegible] نہیں ہوتی ہے۔

مجھے [illegible] میں [illegible] وہ خود ہی [illegible] ہیں، ورنہ میرے لیے یہ [illegible] کی [illegible] ہے۔"

[illegible] ہو گئے اور اس [illegible] پروفیسر کو [illegible] کہ میں ہی وہاں موجود ہوں اور میری طرف [illegible] "کیسی جا رہی ہو؟"

میں نے دونوں کو [illegible] کو [illegible] کی ہے۔

[illegible] ہاتھ ملانے کی [illegible] کر کے دونوں ہاتھوں سے دونوں ہاتھ [illegible] اور میرے ہاتھوں [illegible] ملاتا رہا کہ اسی میں شکر [illegible] میری [illegible] میں [illegible] لگا۔

وہ [illegible] لوگوں [illegible] کی [illegible] کچھ [illegible] رہا تھا اسی میں [illegible] [illegible] میں کچھ بھی نہیں تھا [illegible] [illegible] نہیں [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] ایک کتاب اٹھائی جس [illegible] واپس رکھ دی۔

[illegible] سگریٹ [illegible] کی باتیں [illegible] [illegible] ہاتھ میں سگریٹ نہیں [illegible] کا [illegible] اکثر [illegible] تھا کہ

گم شدگی کو ایام میں وا ہے لگا جب اس کی ہونٹوں میں وہ نیلی سیاہی بھی محسوس نظر میں آئی جو ہر وقت دھوں مکلنے رہنے والوں کے چہروں پہ کھسی لگتی ہے۔

[illegible]

پہلے سرخ، ہونے لے میں شیڈ نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ کھیتوں سے اپنا کام پورا کر کے لوٹ رہی تھیں اور بچے بھی ان لوگ [illegible] دھوپ ان کے لیے زیادہ ہو گئی ہیں۔

ایک کتاب اٹھا کر میں بھی [illegible] میں آ بیٹھا، حالانکہ نہ میرا ارادہ کتاب پڑھنے کا تھا نہ ان کی باتیں سننے کا۔ مجھے یہ تو ہے کہ سب کوئلوں کی بیل تھی اور کوئلوں کی اوکھلی میں [illegible] اور یہ کہ وہ اپنی ہی جس کو [illegible] ظاہر ہے کھیتی سے بھی انہیں [illegible] کی ہوائی ساتوں کی [illegible] ہو گئی۔

کھانے کا وقت ہو چلا تھا۔ باورچی خانے سے کھانا نکالنے جانے کی وارنس اس [illegible] کھٹک رہی تھیں۔ گلاس فرش میں لگائی جا رہی تھی اور [illegible] کیا جا رہا تھا لیکن مجھے یہ ہے اگر کوئی سیاہی آواز تھی تو چمچے کی پیالوں کی کناروں پر جھاڑنے جانے کی اور اگر اس سے بھی زیادہ روح کو [illegible] تو وہ بھی کھانے کی خوشبو جو ہر طرف کے دروازہ کھولنے پر کمرے میں آ جا رہی ہوتی۔

کھانا لگ گیا ہے صاحب" [illegible] پروفیسر سے کہا۔

آؤ" پروفیسر نے [illegible] سے کہا

میں گھبرا جاؤں گا" میں نے [illegible] ہوئے کہا

تم تو جاؤ گے ہی، پروفیسر نے [illegible] کہا [illegible] مگر کھانا تو آئی جاؤ

گھر کے لیے [illegible] نے کہا۔

گھر کا کھانا تو اسے [illegible] - اگر کم [illegible] بھائی کا سی، پروفیسر نے [illegible] کی طرح [illegible] کے کمرے کی طرف چلاتے ہوئے کہا

تو بس" اس نے کہا۔

[illegible]

ساتھ؟"

اس نے ہمارے ساتھ میرے قدموں سے چلتے ہوئے کہا،

"اچھا، چلتا ہوں، لیکن کھانے کی شرط نہیں ہے

"نہیں، چلو تو" پروفیسر نے اسے [illegible] ہوئے کہا۔

مجھے نہ وہ اس وقت عجب کا اہم ترین آدمی تھا۔ [illegible] میں ایسے دو جوانوں کو کبھی سمجھ نہیں پایا، وہ کیا چاہتے ہیں، کس کے لیے جاتے ہیں کو [illegible] رہتے ہیں۔ کس وقت [illegible] دماغ میں ہوتا ہے [illegible] وہ کہتے ہیں وہ ان کی زبان سے [illegible] میں [illegible] ہے یا اس کے پیچھے کسی اور سے سفر کا دماغ بول رہا ہوتا ہے؟

ظاہر ہو ایسے نوجوانوں سے کسی کو فیض نہیں پہنچ رہا ہوتا ہے ان میں سے کسی کی ماں بیمار پڑی ہے اور گھر میں کوئی سمجھدار نہیں، کسی کا باپ اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھا ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا مال (ڈ) کو گھاس چارا کرنے والا نہیں، نہ جنگل سے لکڑی لانے والا نہ پانی کی نالیوں کو ٹھیک کرنے والا۔

میں ابھی سوچوں میں تھا کہ یہ جا کر کھانے کی میز پر بیٹھ گئے۔

[illegible] (zombie) کی طرح وہاں بیٹھا تھا جیسے مرنے کے بعد جادوٹونے سے جلا لیا گیا ہو

[illegible] پہلے سے وہاں موجود نہیں پورا پڑ جاتا۔ سب نے کھانا شروع کر دیا تھا۔

پروفیسر نے اس کی طرف وہ سوپ کی ڈونگا بڑھائی جس میں مرغی تھی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ [illegible] کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے جھجک رہا تھا۔

[illegible]

[illegible] پروفیسر نے اس کی پریشانی کو سمجھتے ہوئے کہا۔

اس نے چمچے کی طرف ہاتھ بڑھایا، [illegible] ہاتھ میں لی اور پھر دونوں کو واپس رکھتے ہوئے کہا، "بس

"کیوں؟"

[illegible]

[illegible] گم نہیں ہو گا؟"

پروفیسر نے کہا

[illegible] سمجھ رہے ہو [illegible] مگر [illegible]

[illegible] اس نے اور [illegible] سے لقمہ توڑا اٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھ لیا۔

[illegible] سے تھوڑا سالن اپنی پلیٹ میں نکالا اور روٹی کے چھوٹے ٹکڑے سے کھانے کی ابتدا کی

پروفیسر [illegible] اور جب چل نہ رہی تھی لیکن مجھے لگ رہا تھا میں [illegible]

[illegible] روٹی کے بڑے بڑے نوالے اپنے منہ میں ٹھونسا رہا تھا۔ اس کی پلیٹ میں سے گوشت [illegible] اور ہڈیوں کو وہ سرے سے چھپا جاتا تھا

سکتا تھا۔ اس نے اپنی بیماری کی حالت میں بول سے خالی ہو جانے والے ٹکڑے اپنی پلیٹ میں رکھے اور روٹی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا:

"بھوک کھل گئی ہے، روٹی کم پڑ جائے گی۔"

پروفیسر نے کہا: "نہیں نہیں، کم نہیں پڑے گی، تم کھاؤ۔" اور نوکر کو گرم روٹی لانے کے لیے آواز دی۔

ساتھیوں کے ہاتھ اور منہ مسلسل چل رہے تھے اور ان میں سے کچھ اب پھر [illegible] کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ ان سے کوئی مختلف مخلوق ہوں۔ اس وقت مجھے لگ رہا تھا [illegible] بھوک کا ذکر تو کبھی کیا ہی نہیں تھا۔

دوبارہ جب نوکر روٹی لے آیا تو پروفیسر کے [illegible] نے کہا: "ہم لوگ اسے ڈھکڑہ یا پھلکا کہتے ہیں۔ آپ روٹی کہتے ہیں۔ [illegible] کیا فرق پڑتا ہے؟"

یہ کہتے ہوئے اس نے [illegible] نوکر کی پلیٹ سے روٹی لے کر اس کے چار ٹکڑے کیے اور ایک کو شوربے کی [illegible] میں ڈبوتے ہوئے [illegible]

"[illegible] (۱) [illegible] کہاں؟"

نوکر [illegible] کی طرح کھڑا تھا اور اس کی نگاہ مہمان کے چہرے [illegible] ساکت ہو گئی ہے۔

پروفیسر نے [illegible] کہا: "جاؤ [illegible] روٹی [illegible]"

[illegible]

[illegible] ہوتا ہوں؟"

ایک ساتھی نے سگریٹ سلگائی اور [illegible] پروفیسر کی طرف [illegible] ہوئے کہا: "[illegible]"

پروفیسر نے [illegible] کی طرف [illegible] سے کہا: "[illegible]"

[illegible]

[illegible] کے نشان [illegible] میں چاول [illegible] نظر آ رہے تھے۔

کھانا کھلانے والے [illegible] کسی قدر [illegible] ہوئے، پھر [illegible] کی رنگ [illegible] اور [illegible] غیر ضروری [illegible] ہوئے [illegible] کے سامنے ڈھیر کرنا شروع کر دیا جیسے [illegible] بھوک [illegible]

[illegible] اُٹھنے [illegible] کو چلا ہوا سمجھ کر [illegible] وہ بھی [illegible] اور [illegible] کی پلیٹ کے چاول اور [illegible] پہلے تو [illegible] مرغی کے بڑے بڑے ٹکڑوں [illegible] اور بڑی [illegible] ہو گئی۔

"کیا [illegible]؟" پروفیسر نے [illegible] کہا۔ "میں نے پھر [illegible] کے بارے میں [illegible] ہو گیا [illegible] زیادہ کھاتا ہے۔"

پھر کوئی [illegible]؟" ایک ساتھی نے کہا۔

"آپ نے [illegible] کسی کو جانتے ہیں؟" میں نے [illegible] کہا۔

"نہیں۔"

پھر اس سوال کا فائدہ؟

[illegible]

[illegible] چہرے کے سامنے سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

پھر اس نے [illegible] کہا:

"روٹی؟"

مجھے اس وقت وہاں اسی جگہ وہ [illegible] جو سورج ڈوبنے سے پہلے اپنی [illegible] کے [illegible] اور [illegible] "[illegible]"

"[illegible] تمہارا [illegible] مجھ سے [illegible] تمہاری کہانت میں [illegible] بھوک [illegible] اور [illegible] خالی پیٹ کو [illegible] اپنی گٹھری میں [illegible]

میں نے اس کی [illegible] کی "روٹی؟" پکارنے کی آواز [illegible] اپنی کرسی کو پیچھے [illegible] ہوئے کہا:

"کیا [illegible] کہانی کی؟"

پروفیسر نے [illegible] انداز میں کہا:

"[illegible] کی بھوک [illegible] ہمارے بھوک [illegible] بھوک [illegible]"

"اور یہ [illegible] بھوک۔" میں نے [illegible] کہا۔

"آپ [illegible] پروفیسر نے کھانے کے کمرے سے [illegible] کھانے کی

بتا دوں۔"

پروفیسر نے میری آواز کو چھپا لینے کی کوشش میں امیر بشک سے کہا۔

"ربیع کا، یعنی بہار کا حریف کا؟"

مہمان کے چہرے پر خفگی کے آثار آ چلے تھے، لیکن اس لمحے [illegible] تک کا جو ماحول رنگ گیا تھا پھر سے چل پڑا۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر پروفیسر سے کہا "میں ہو گئے، آئندہ ایسی دعوت مت کیجیے گا۔"

"نہیں" پروفیسر نے خوف بھری سنجیدگی سے کہا۔

اب اس [illegible] میں اور بھی بہت سے شامل ہو گئے تھے۔ [illegible] گریبان کی قمیصیں پہنی عورتیں۔ ایسی عورتیں جن کے ہاتھ کلائیوں تک [illegible] سفید سینک کے گروں میں بند تھے اور مختصر سے، لیکن تیز رنگوں والی چوڑیاں اور اتنی ہی تیز رنگوں والی [illegible] عورتیں۔

چونکہ [illegible] کھڑکی کے باہر [illegible] گاڑیوں کو [illegible] دیکھا۔ ان میں سے [illegible] کی عورتیں [illegible] سیاہ رنگ کی عورتیں جن کی [illegible] پر [illegible] گاڑی کو [illegible] ان کے ہاتھ [illegible] موٹر کی دھماکوں میں سے ایک ہی گیت اٹھ رہا تھا۔

"بھوک لگ گئی ہے، بھوک لگ گئی ہے، بھوک کھل گئی ہے۔"

عورتیں [illegible] گیت گانے لگیں اور کبھی کبھی ایک ہاتھ کو آزاد کر کے وہ اپنے [illegible] میں سے [illegible] (۹) نکال کر ان کا ایک پھنکا بھی لگا رہی تھیں۔

میں نے پروفیسر [illegible] سے کہا "کیا بھوک کو [illegible] ؟"

لیکن پروفیسر نے میری کہنی کو ان سنا کر دیا۔

[illegible] امیر بشک نے کھڑکی میں سے ان عورتوں کو اطمینان بھری نظروں سے دیکھا۔ [illegible] وہ انگلی کے ساتھ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے [illegible] اور [illegible] جیسے [illegible] کر رہا ہو۔

[illegible] باہر [illegible] ایک عورتیں اور مرد وہاں کھڑے [illegible] بھوک رہے تھے [illegible] آسمان میں [illegible]

میں اپنا خوف [illegible] (tense) [illegible]

[illegible]

کمرے میں [illegible] نوکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

امیر بشک کی [illegible] کی [illegible] دور ہو چکی تھی۔ اس نے [illegible] نوکر سے کہا، "کم اور، پیو؟" نوکر کے ہاتھ سے پلیٹ چھوٹتے چھوٹتے بچی۔

پروفیسر نے مڑ کر کہا، "ابھی کسی صاحب کو بات شروع کر لینے دو۔"

"بات شروع کر لیے بیچ، جانی [illegible] (۷) کر لیے، پیو، ہو قول، ہو؟"

نوکر واقعی میں اب [illegible] کو خوش لگتا تھا۔ [illegible] اور [illegible] کا [illegible] چہرہ چمک رہا تھا جیسے وہ اس وقت [illegible] کی طرح لگ رہا تھا جیسے [illegible] (۸) تقریباً [illegible] میں [illegible] کبھی [illegible] کبھی [illegible] دوسرے سے [illegible]

جب ان میں سے ایک نے [illegible] پر [illegible] اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور گرا تو اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے امیر بشک نے اسے [illegible] نظروں سے دیکھا۔ پھر وہ روٹیوں پر سے [illegible] اپنی جگہ پر آ بیٹھے۔

پروفیسر نے ایک صاحب کے [illegible] کو بند کرتے ہی ہیے کہا، "آج کے دن کھانا کھلانے کا بہتر [illegible] ہے۔"

میں نے کہا "یہ [illegible] ہو چکا ہے، [illegible] آج [illegible] کو دعوت دے ڈالی ہے۔"

[illegible] کھانے [illegible] ٹوٹ گئے۔ مہمان [illegible]

پروفیسر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "میں جا کر دیکھتا ہوں۔"

میز پر [illegible] روٹیوں کے [illegible] گرتے ہوئے چاول، [illegible] مچھلی کے [illegible] آہستہ آہستہ [illegible] اُڑ کر اس کے [illegible] پر [illegible] کی بھوک کھلتی جا رہی ہے۔ [illegible] اگر [illegible] کھانے پر [illegible] ایک بار چل پڑے [illegible] موسیقی [illegible] رہی ہے۔

ایک ساتھی [illegible] اٹھ کر [illegible] کھڑکی کو [illegible] پر جا بیٹھا۔ پھر باہر [illegible] کھڑکی کے پٹ بند کر لیے اور شیشے میں سے اندر جھانکنے لگا۔

جب ایک اور ساتھی نے سگریٹ سلگانے کے لیے پیکٹ کھولا تو [illegible] سگریٹ اس میں سے اُڑ کر امیر بشک کے منہ میں چلی گئی اور [illegible] پیکٹ اور ماچس کی ڈبیا بھی [illegible] "میں جا کر دیکھتا ہوں کھانے میں کیا دیر ہو رہی ہے۔"

"سال کا کون سا موسم ہے؟" مہمان نے میری طرف دیکھتے ہوئے بھاری آواز میں پوچھا۔

پروفیسر اپنی کرسی پر [illegible] کی طرح [illegible] اور بولے "مجھے تمہارے سوال کا جواب معلوم ہے، [illegible] پوچھتے ہو، انہیں کب پتا ہو گا؟"

میں نے آہستہ آہستہ [illegible] اپنی [illegible] کا اظہار امیر بشک سے کیا اور سرگوشی میں پروفیسر سے کہا "جی ہاں آپ فرمائیے [illegible]"

ٹیکٹ پڑتا ہو گا، آج وہ چاہتا ہے دوسرے اسے کہانی پڑھ کر دیکھیں۔

ہمارے ساتھی نے میز سے کرسی واپس کھسکائی اور پھر ادھر ادھر دیکھتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

میں نے پروفیسر سے کہا: "آپ ابھی تشریف رکھیے، آپ تو میرے مہمان ہیں۔"

پروفیسر نے کہا: "آپ تو نہ جائیے۔"

میں نے کہا: [illegible] نکال باہر کیا۔

"بیٹھ کر کے پروفیسر نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

شام ہونے لگی تھی۔ کمرے کے دروازے پر پارک پارک سے کچھ تماشہ میں آئے اسکولوں کے لڑکے لڑکیاں، پارک پارک (۱)۔ مسافر ایک ٹولنڈا، امام مسجد جسے میں جانتا ہوں [illegible] کہ اس کی مسجد میں جمعے کی نماز نہیں ہوتی اور خود اسے شاید ہی کوئی جمعہ پڑھے (۱۱) شہر کی جامع مسجد جانا پڑتا ہے خود ہی وہ اپنی مسجد کا جاروب کش ہے، خود ہی موذن، خود ہی امام، اور کبھی کبھی خود ہی اپنا مقتدی ہو جاتا ہے۔ [illegible] نے اس کی طرف ترحم سے دیکھا اور ان عورتوں کی طرف [illegible] رہی تھیں اور جن کی پنڈلیوں پر کبھی کبھی کھیل میں ننگی ہوتے دیکھ [illegible] جس طرح رؤیں [illegible] ہیں

"اماں [illegible]" (۱۲)

[illegible] پھر وہ وہیں بیٹھ کر وضو سامنے تک

[illegible] ایک کار آ کر پروفیسر کے بنگلے کے گیٹ پر رکی۔ اس وقت کمرے میں صرف ہم دو جنے رہ گئے تھے پروفیسر اور میں۔ میں، تیسرا ہمارا مہمان۔ پروفیسر نے گیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"یہ اس وقت کون؟"

"شاید [illegible] ہیں۔" میں نے سرگوشی میں کہا۔ "آپ [illegible] سرکس جو لگ رہی ہے دیکھیں اور کوئی کون آتا ہے۔"

جو آدمی کار سے اترا اس کی [illegible] اور خود اس کا رنگ [illegible] جیسا تھا۔ وہ [illegible] ہو کر چل رہا تھا وہ ہر ایک قدم ہوں گویا اس کی راہ میں [illegible] ٹیک کر بیٹھے جاتے ہیں۔ قریب آنے پر [illegible] اندازہ ہوا وہ کم عمر بھی تھا جیسا دور سے نظر آیا تھا۔ [illegible] میں دھوک کھا گیا تھا۔

کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر [illegible] آنکھوں سے دیکھا اس نے وہاں بکھری ہوئی چیزوں کا جائزہ لیا اور پھر [illegible] سے ہوا:

"کدھر گیا اس کا مالک؟"

اس کی [illegible] اور [illegible] کی مجھے سے آواز آئی

"[illegible] صاحب؟" (۱۳)

اس نے مجھے دیکھنا چاہا، لیکن [illegible] قمیص کے دامن اور شلوار کی [illegible]

[illegible]

اس والی نے جھٹکا دے کر [illegible] ہاتھوں سے چھڑایا جو ان سے [illegible]

[illegible]

"کب آیا ہو؟"

[illegible] کچھ دیر سے رکی ہوئی تھی۔ اور [illegible]

[illegible]

[illegible] اس وقت [illegible] چار سطروں کی [illegible] سے جانے لگیں اور [illegible]

[illegible]

[illegible] کی آوازوں نے بھی اس ذہن کو [illegible]

"[illegible] - کھیل - گئی + [illegible] - کھیل - گئی + [illegible] - کھیل - گئی + [illegible]"

[illegible]

[illegible] اس طرف چیز کے جانے پر پروفیسر نے چلا کر کہا:

"[illegible]؟"

[illegible] والا آدمی اس کی طرف اپنی مرضی کے خلاف کھسکنے لگا، اس کی داڑھی [illegible]

[illegible]

[illegible] اگر اس کی [illegible] تو کب کی اس [illegible] غائب ہو چکی ہوتی۔

اس [illegible] اور [illegible] والے نے پروفیسر سے کچھ بات کی

[illegible]

روکو سے"

[illegible] نے [illegible] شروع کر دیا اور بولا:

"[illegible] پروفیسر صاحب [illegible] پارک میں [illegible] جو تمہارا حکم مانتا ہے اس کا [illegible] ان کی مہمانی۔"

پھر اس نے پروفیسر کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا:

"[illegible] سرکس شروع [illegible] اس سرکس کا [illegible] شیر ہوں،

[illegible]

[illegible] اور [illegible] کا [illegible] سب کو [illegible]

[illegible]

[illegible] آدمی نے [illegible] میں کہا:

[illegible] کرو سے؟"

"ابھی نہیں، یہ آخری گرہ ہے، اور اس سے پہلے مجھے تمہیں [illegible] ہے" امیر مشک نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

پھر وہ کرج کو پکارا۔ [illegible]

اس کے ساتھ ہی ایسے مجسمے کی طرح جیسے [illegible] کھینچا جا رہا ہو، آبنوسی داڑھی مونچھوں اور بالوں والے کا آدمی اس کی طرف سرکنے لگا۔ مجسمے کے پیروں میں بندھے ہوئے بوڑھے اور عورتیں بھی آہستہ آہستہ کھینچ رہے تھے۔

مجسمے کو جو مشک کی شبیہ [illegible] تھی اس کی مٹھی میں [illegible] جس نے [illegible] سے اپنی [illegible] کو دیکھا، وہ ایک ہاتھ سے اپنی [illegible] واسکٹ کو پکڑے ہوئے تھا اور دوسرے سے [illegible]

پروفیسر کی بھی پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے [illegible] چیخ کر کہا "[illegible] امیر بخش؟"

[illegible] لگ رہا تھا وہ خود اب امیر مشک کی منہ کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اسی عالم [illegible] میں انہوں نے مجھ سے کہا:

"[illegible] کا صحیح نام [illegible] امیر مشک ہے، امیر بخش نہیں۔"

[illegible] کے چہرے کا [illegible]

پھر [illegible] [illegible] کی لے [illegible] بولی [illegible] کلہاڑی کو [illegible] کر [illegible] اپنے [illegible] اور [illegible] خود کو کھینچے جانے سے روکتے ہوئے [illegible] کا انتظار کرنے [illegible]

اگلے لمحے میں نے دیکھا وہ کلہاڑی کے پھل کو جھٹکا دے کر [illegible] امیر مشک کے گوشت میں سے کھینچ رہے ہیں، لیکن [illegible] شاید ہڈی تک اتر گیا تھا اور [illegible] کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

میں نے سارا [illegible] خانے میں سے چھپ کر دیکھا۔

امیر مشک زمین پر پڑا [illegible] تھا اور اپنے [illegible] میں دم بھی توڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے اس کا جسم جو [illegible] میں [illegible] جانور کی [illegible] کی طرح پھولا ہوا تھا، اب پچک پچکا کر [illegible] اور [illegible] سے بنا ہوا ڈھانچا رہ گیا تھا۔

پروفیسر [illegible] کی [illegible] والے کو [illegible] گئی اور شاید اس سے [illegible] چاہ رہے تھے۔

باہر [illegible] گاڑیوں پر [illegible] [illegible] چاقو اور [illegible] لاٹھی [illegible] اور [illegible] نے اپنی [illegible] ان کے ساتھ ساتھ چلنے کی [illegible]

مجھے نہیں معلوم ہے کہ بعد کیا ہوا۔ [illegible] کہیں [illegible] پروفیسر اور ان کے ساتھی مجھے کہیں نظر آئے ہیں۔

( ) [illegible]

(۲) [illegible] کو [illegible] بکریوں کی گھاس [illegible] کر، چارا کاٹنے کی مشین چلانا۔
(۳) [illegible] لباس
(۴) [illegible]
(۵) مال مویشی
(۶) [illegible]
(۷) [illegible]
(۸) بارود ، [illegible]
(۹) [illegible] جہاز کو بھی [illegible]
(۱۰) [illegible]
(۱۱) [illegible] کا [illegible]
(۱۲) [illegible]
[illegible]

[illegible]

مسعود اشعر

تامجرہ

۱

دروازے پر دستک ہوئی۔ دستک اس وقت ہوئی جب وہ اپنے فلیٹ ہی میں تھا۔ وہ اپنے فلیٹ میں اس وقت ہوتا جب بہت مجبوری ہوتی، جب اسے کہیں جانا نہ ہوتا۔ وہ صبح دفتر میں اور شام ہوٹل میں گزارتا۔ [illegible] دوست احباب ہوٹل میں ہی [illegible] میں تھی کہ ان کے لیے اسے اپنے کمرے میں رہنا پڑتا۔ اس کی وجہ وہ احساس تھا جو [illegible] کرتا تھا کہ اپنے محلے میں انسان کو شریف بن کر رہنا چاہیے، کہ محلے ہر جگہ [illegible] لیکن اپنے دل میں ہمیشہ سیدھا گھستا ہے۔ البتہ اس کی دوست اسے کوئی اور ہی معنی پہنائے تھے وہ کہتے تھے کہ شوق پالنے کے لیے ہمت اور حوصلہ چاہیے جو بازار میں نہیں ملتا۔

"دراصل یہ [illegible] والی بات ہے" ایک [illegible] نے کہا تھا۔

"تو گویا یہ میر صاحب ہیں؟" ایک اور نے اپنا علم بگھارا تھا۔

"میر صاحب؟" کسی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی۔

"ہاں میر صاحب۔" اس شخص نے وضاحت کی تھی۔ "ہمارے گھر ایک صاحب [illegible] ہم بچوں [illegible] چہرے پر داڑھی مونچھ نہیں تھی۔ ہم انہیں چھیڑتے تو نہیں تھے لیکن ہماری باتوں سے انھوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ہمیں ان کی مردانگی پر شبہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ باہر گلی محلے کے بچے انہیں چھیڑتے بھی ہوں۔ [illegible] کے ساتھ کہنے لگے میاں صاحبزادے، میری داڑھی مونچھ نہیں ہے، ویسے اللہ کا فضل ہے اس کے بعد ہمارا شجرہ اور بڑھ گیا تھا۔"

اس پر سب نے قہقہہ لگایا تھا اور اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ لیکن قبل اس کے کہ کسی اور کی طرف سے کوئی فقرہ آتا، اس نے خود ہی کہہ دیا تھا "ہاں، یہاں بھی اللہ کا فضل ہے"

[illegible] وہ [illegible] رہا تھا۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے دروازہ کھولا۔ وہ کھڑی تھی۔ وہ گھبرا گیا۔ یہ یہاں کیسے آ گئی؟ [illegible]

"السلام علیکم، آپ نے تو حیران کر دیا ہے۔" وہ اور کیا کہتا۔ وہ سمجھ رہا تھا اسے اندر آنے کا رستہ دینا۔ وہ اندر آئی، نظریں گھما کر کمرے کا جائزہ لیا پھر جیسے خود اندر ہی اندر مسکرائی۔ [illegible] رہا تھا اس کی اپنی طرح بےترتیب اور الٹ پلٹ تھا۔

وہ رکی اور ایک صوفے کی طرف بڑھی، شاید بیٹھنا چاہتی تھی۔ لیکن اس صوفے پر کتابیں اور رسالے بکھرے پڑے تھے۔

"لگتا ہے بیچلرز کا کمرہ بہت صاف ستھرا ہوتا ہے" وہ اپنی جگہ بیٹھ گئی لیکن اس [illegible] کہ وہ کچھ بولے۔ شاید بتائے کہ وہ کیوں آئی ہے، اسے کیا کام ہے اس سے؟ [illegible] لیکن اسے کیا کام ہو سکتا ہے اس سے؟

وہ خاموشی سے رسالے اور کتابیں کھنگال رہی تھی، جیسے اسی کام سے یہاں آئی ہو۔

"دراصل وہ لڑکا جو ہمارا کام کرتا ہے اسی وقت چلا جاتا ہے۔" اس نے محض کچھ کہنے کے لیے کہا۔ [illegible] اس طرح خاموش رہنا تو [illegible] ہے اور [illegible] تھا کہ وہ بات کرے۔

"تو پھر چائے نہیں مل سکتی؟" [illegible] پوچھنا چاہتا تھا لیکن وہ بول [illegible]

"ہاں ہاں، کیوں نہیں مل سکتی۔" یہ کہہ کر وہ اٹھا اور باورچی خانے میں گھس گیا۔

[illegible] وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئی تھی اور اس کے ہاتھ سے سارا سامان لے لیا تھا۔

وہ اس [illegible] ادارے میں کام کرتی تھی جہاں وہ ملازم تھا۔ [illegible] بڑا مسئلہ ہے کہ اس قسم کی عورتوں کو کیا کہا جائے۔ [illegible]

ایک بات اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اس کے بیٹے کی پیاری دوست کی بہت ہی گہری دوست ہے۔ وہ دونوں فلم میکنگ سیکھتی میں تھیں اور ایک ہی کمرے میں شیئر کرتی تھیں۔ لوگ ان دونوں کے بارے میں عجیب سی باتیں بنایا کرتے تھے جو شاید سچ بھی تھیں۔

ایک بار اس کے ساتھ اس کی لڑائی بھی ہو چکی تھی۔ بیگی نے شروع کی بات ہے جب وہ نیا نیا اس شہر میں آیا تھا۔ [illegible] بات ہو رہی تھی کہ اس لڑکی نے ہم جنس پرستی کا ذکر آ گیا۔ جیسے کہ اکثر آ جایا کرتا تھا۔ [illegible] کے منہ سے نکل گیا "عورتوں میں مردانہ پن اور مردوں میں زنانہ پن اچھا لگتا ہے مگر تھوڑا تھوڑا۔"

[illegible] جانتا تھا کہ وہ بھی کمرے میں آ چکی ہے اور اس کے پیچھے کھڑی ہے [illegible] اپنی غلطی کا احساس اسی وقت ہوا جب وہ "اچھا" کہہ کر اس کے سامنے آ گئی۔ "ذرا آپ کی شکل تو دیکھوں" یہ کہہ کر وہ اس کے اوپر جھکی تھی اور اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب لا کر ناک سے ناک [illegible] "آپ [illegible] ابھی [illegible] آ رہی ہے" پھر وہ سیدھی کھڑی ہوئی تھی اور دوسروں کو مخاطب کر کے کہا تھا [illegible] اس عمر سے مرد [illegible] کریں۔

[illegible] اور وہ [illegible]

[illegible]

اس نے جانے [illegible] اور وہ دونوں [illegible] اٹھ گئی تھی۔

وہ خاموشی سے جانے ہی رہی تھی اور [illegible] کے دل میں ہوا [illegible] بولتی کیوں نہیں؟ [illegible] کیا میں اس سے پوچھ لوں؟ مگر کیسے پوچھوں؟

[illegible] کے چہرے سے ظاہر ہو [illegible] جیسے وہ کچھ سوچ رہی ہے۔ جیسے وہ بات کرنا چاہتی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ بات کس طرح شروع کرے۔ تو کیا وہ اس کی مدد کرے؟ لیکن کیسے؟

"آپ کی دوست [illegible]" [illegible] وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی نگاہیں کھڑکی سے باہر کچھ ڈھونڈ رہی تھیں۔

"میرے دوست ہیں؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ آپ کا دوست نہیں ہے؟" اس نے دوست کا نام لیا۔

"ہاں ہاں وہ میرا دوست ہے، لیکن آپ کو اس نے کیسے بتایا؟ [illegible] آپ دونوں کی دوستی"

"یہ جو دونوں کی بہت دوستی ہے اور یہ شادی بھی کرنے والے ہیں"

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے" اس نے بات ٹالی۔

"خوشی کی بات تو ہے مگر وہ [illegible] اس لڑکی نے [illegible] کہیں وہ پھر بات نہ کاٹ دے۔ "وہ کہتا ہے ابھی وہ شادی نہیں کرے گا۔"

"تو پھر؟" اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

"میرے ماں باپ کینیڈا جا رہے ہیں، وہاں سیٹل ہوں گے۔ اگلی سمر میں وہ چلے جائیں گے۔ سارے کاغذات مکمل ہو چکے ہیں۔ میرے بھائی نے ہمیں اسپانسر کیا ہے۔" وہ خاموش ہو گئی اور اس کی سمجھ میں اب بھی نہیں آیا کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔

"آپ ان کے ساتھ نہیں جا رہی ہیں؟" [illegible] کے بعد [illegible]

"کیا بات کر رہے ہیں آپ؟ میں شادی کی بات کر رہی ہوں اور آپ کینیڈا جانے کی کہہ رہے ہیں" وہ غصے میں بولی۔ "کتنی دیر سے کہہ رہی ہوں کہ اسے میرے ساتھ شادی کر لینی چاہیے، ابھی جانا ہے۔"

"مگر وہ تو جرمنی جا رہا ہے" اس نے اس لڑکی کو یاد دلایا۔

"میں تو میں آپ سے کہنے آئی ہوں کہ آپ اسے سمجھائیں کہ وہ جرمنی جانے سے پہلے شادی کر لے۔"

"[illegible] جرمنی [illegible] جا رہا ہے" یہ بات اس نے جیسے اپنے آپ سے کہی تھی۔

"ہاں مجھے معلوم ہے" اس نے غصے میں کہا۔ "لیکن زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں۔"

"جی، زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں۔ اس کا کچھ اور کرنے کا ارادہ بھی ہے"

"میں تو ابھی کہہ رہی ہوں۔ شادی کے بعد چلا جائے۔ ورنہ مجھے خطرہ ہے کہ میرے ماں باپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں گے۔ میرا ویزا بھی آ چکا ہے۔"

"اچھا! تو آپ اتنی سیریس ہیں اس کے لیے؟" یہ بات شاید اس نے اپنی طرف سے مذاق میں کی تھی لیکن وہ سچ مچ برا مان گئی تھی۔

"ہاں میں اتنی ہی سیریس ہوں۔ سمجھے آپ؟"

"تو میں کیا کر سکتا ہوں؟" وہ ڈر گیا تھا۔ "وہ بھلا میری بات کیوں مانے گا؟"

"وہ صرف آپ کی ہی بات مانے گا۔ آپ اسے سمجھائیے، شادی کے بعد آرام سے وہ چلا جائے۔ میرے ماں باپ کی خوشی بھی ہو جائے گی اور میں بھی یہاں رہ جاؤں گی۔"

"اچھا میں کوشش کرتا ہوں۔" اس نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ لیکن اس لڑکی کو یقین آ گیا، اور اس نے سوچا کہ اس عمر اور اس زمانے میں بھی لوگ اتنے سیریس ہو سکتے ہیں کسی کے لیے؟ اور پھر یہ لڑکی؟

[illegible] نہیں کہا اپنے دوست سے گھر کے [illegible] سمجھانے کے اس جیسی لڑکی [illegible]

اس نے دوست سے اس کی بات نہیں مانی، لیکن بڑے زوروشور سے اعلان کیا کہ شادی کرے گا تو اسی کے ساتھ۔ ورنہ شادی ہی نہیں کرے گا۔

"تو پھر کر لو شادی۔"

"یار، یہ بھی کوئی گڈے گڑیا کا کھیل ہے؟ میں اپنے جانے کی تیاری میں لگا ہوں، اور پھر میرا ابھی [illegible] نہیں ہے۔ وہ بھی اسی جلدی نہیں آ سکتی۔ وہ تو تمہاری سمجھتی ہے شادی کرو۔"

Scanned with CamScanner

"لیکن اس کے ماں باپ کیسڈا جا رہے ہیں۔"

[illegible]

"[illegible] تو سادگی میں شرکت کرنا ضروری ہے اور اس کے ماں باپ کی شرکت ضروری نہیں ہے؟" [illegible] رہے ہو۔"

"[illegible] اچانک ہو گیا اور اس کے گھر والے بھی [illegible] جا رہے ہیں۔"

"پھر؟"

"پھر یہ کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے میں کیا کروں۔ میرے ماں باپ [illegible] بیمار نہیں ہیں۔"

"تو پھر وہ کیسڈا چلی جائے گی۔"

"نہیں اسے کینیڈا نہیں جانا چاہیے [illegible] کہ اسے روک [illegible] وعدہ کرنا ہوں [illegible] واپس [illegible] کی کوشش کروں [illegible] نہیں جانا چاہیے۔ میرے [illegible] ماں باپ [illegible] انہیں [illegible] کے لیے بڑی محنت کرنا پڑے گی۔"

"تو اصل [illegible] اس نے محسوس کیا جیسے اس کے [illegible] جا رہا ہے۔

"تو پھر [illegible] دھوکا کیوں دے رہے ہو؟"

"تمہاری قسم میں دھوکا نہیں دے رہا ہوں۔ میں اسے [illegible] ہوں۔ میں اس [illegible] میری سمجھ میں [illegible] نہیں [illegible] شادی کروں گا [illegible]"

[illegible]

"تم [illegible] میرے پیارے بھائی۔ [illegible] اگر یہاں رہ جائے اور اپنی مرضی سے شادی کرے تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

"لیکن وہ [illegible] شادی پر [illegible]"

"ہاں [illegible]"

"تم [illegible] میں [illegible] کیا کر سکتا ہوں؟"

[illegible] مل کر [illegible]

پھر [illegible] دونوں [illegible]

[illegible] واپس پر سادگی ہو جائے گی اور پھر وہ دونوں [illegible]

"میرے پیارے پیارے بھائی؟" اس [illegible] کیا۔ "[illegible] کا خیال رکھو [illegible] کوئی تکلیف نہ ہونے پاتے۔"

وہ کسی [illegible] خیال رکھنے کی محتاج ہے؟ وہ ہر دوسروں کا خیال رکھ سکتی ہے" اس نے

اسے دوست کو خوش [illegible]

[illegible] اس کی ساری [illegible] اندر [illegible]

[illegible]

ساری [illegible] جائے گی۔

"[illegible]" اس نے اپنی [illegible] کا اعلان کیا۔

"[illegible] اس کا خیال رکھنا" اور وہ چلا گیا۔

اس لڑکی کے ماں باپ بھی کینیڈا چلے گئے اور وہ اپنی خالہ کے ہاں رہنے لگی۔

[illegible] اس لڑکی [illegible] کی کوشش کرتا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ لڑکی [illegible] محسوس نہ کرے [illegible] اس نے [illegible] شروع کر دیا [illegible] وہ [illegible] اس کا [illegible]

اس کے دوست کے خط [illegible] اس لڑکی کے پاس بھی۔ کبھی [illegible] اس لڑکی [illegible] اس کو [illegible] خیال رکھتے ہو یا نہیں؟ اگر [illegible] کوئی [illegible] وہ لڑکی [illegible] اس لڑکی کو ضرور [illegible] تھا کہ [illegible]

پھر [illegible] دو سال میں لوگ [illegible] لڑکی [illegible] شروع کر دی۔ [illegible] اور [illegible] سخت [illegible]

[illegible] دوسرے کو [illegible] کچھ بولنا چاہتا لیکن دوسرے [illegible] ہو جاتا۔

[illegible] کیا ہی [illegible] چاہوں۔

[illegible] اور جو انہیں [illegible] رکھنا چاہیے [illegible] جو تازہ ہوا میں [illegible] اپنی [illegible] کی طرح اس [illegible]

[illegible] اپنی آنکھیں بند [illegible] اور [illegible]

Scanned with CamScanner

[illegible] کی طرف دوڑے [illegible] کی یہی خیالات تھے [illegible]
سب اس بات پر متفق تھے کہ اگر بولیں گے تبھی تو گھٹ کر مر جائیں گے، اور وہ مرنا نہیں چاہتے تھے۔

خوب باتیں ہوتیں، خوب بحثیں ہوتیں، خوب شور مچاتا جاتا ایک دوسرے کو لپٹ لپٹ کر پیار کیے جاتے پھر ایک دوسرے کے سر پر اپنی لیے بوریے کی کوشش کی جاتی [illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] اس شخص کا تھا جو بولنا چاہتا تھا، جو کچھ کرنا چاہتا تھا۔ صرف بول کر صرف چیخ کر اور گلا پھاڑ کر۔

[illegible]

اس نے اس لڑکی کی طرف دیکھا۔ وہ بھی شوق سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔
اس نے شعر پڑھا

[illegible]
[illegible]

[illegible] "واہ واہ" [illegible]

[illegible]

جو چاہیں کرو۔"

"اگر تم یہ بکواس بند نہ کرو تو میں تم سب کو کمرے سے باہر نکال دوں گا۔ بکواس کیے چلی جا رہی ہو۔ شرم نہیں آتی؟" لیکن اب اسے اپنے غصے پر حیرت ہونے لگی تھی۔ وہ اسے سرزنش کیوں کر رہا تھا؟ آخر یہ اس سے باہر کیوں ہوا جا رہا تھا؟ عام حالات میں تو ایسی باتوں پر خود بھی قہقہے لگا دیتا تھا، بیسیوں والوں کے ساتھ خود بھی ہنس دیتا تھا۔ آج اسے کیا ہو گیا؟ لیکن یہ لوگ بھی تو زیادتی کر رہے ہیں۔ انہیں کیا حق پہنچتا ہے ایسی باتیں کرنے کا؟

دوسرے دن صبح ہی صبح اس کا گھر گیا، بہانہ یہ بنایا کہ کسی کام سے ادھر آیا تھا، سوچا تمہیں بھی ساتھ ہی دفتر لیتا چلوں۔ وہ رات کی بات شاید بھول چکی تھی۔

پھر وہ قیامت کی رات آ گئی جس کی اجرت سماعتوں میں پوری تاریخ سولی پر چڑھ گئی۔ جس کی اجرت گھڑیوں میں تاریخ کا چلتا دھارا واپس مڑ گیا۔ وہ رات جس کے بعد یوم سقوط تھا، ایک سوچل اور نہ ختم ہونے والا یوم سقوط۔

دو تین دن سے عجیب سی افواہیں گشت کر رہی تھیں۔ گویا کب پھانسی ہو گی۔ کوئی کہتا نہیں ہو گی۔ جو کہتے پھانسی ہو گی ان کے پاس کافی وزنی دلائل تھے۔ جو کہتے پھانسی نہیں ہو گی ان کے سامنے بھی چند معقول شواہد تھے۔ یہ دو تین راتیں اس خبط میں لڑائی جھگڑے کی راتیں نہیں، ایک دوسرے سے گلے ملنے، ایک دوسرے کے منہ نوچنے کی راتیں۔

اور اس رات اس کا فلیٹ ایک عجیب سناٹے کی زد میں تھا۔ جب لوگ شام ہی سے آ گئے تھے لیکن خاموش تھے۔ جیسے سب کسی کا انتظار کر رہے ہوں۔ کسی موت و حیات کا۔ ایسا ہونے والا جو ان کی دل کی بات کہہ دے، جو ان کی خواہش کے مطابق بات کرے۔

وہ بھی دن بھر سے وہاں تھی اور ایک کونے میں سہمی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ سب سے الگ تھلگ، اپنے آپ میں گم۔ بیچ بیچ میں چند لمحوں کو وہ سب سے زیادہ پرسکون تھی۔ ہر ایک سے پوچھتی پھرتی تھی کیا ہو گا؟ اور یہ کہ جو سب کہہ رہے ہیں سو کر رہے تھے۔ سیاست سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ کبھی اس نے کسی سیاست داں کے بارے میں کلمۂ خیر نہیں کہا تھا۔ لیکن پھانسی کی خبروں کے بعد، جانے کیسے سیاست سے دلچسپی ہو گئی تھی اور وہ ہر وقت سیاست ہی کی باتیں کرتی رہتی تھی۔ انہیں سمجھتی اور سب کو منہ بھر بھر کے گالیاں دیتی جو اس ڈرامے میں شریک تھے، جنہوں نے یہ ساری مسائل سجھائی تھیں اور جو اس خونی مسئلے کے ذمہ دار ٹھہرے تھے۔

"آج کی رات خیریت سے گزر گئی تو پھر کچھ نہیں ہو گا۔" کسی نے بہت دیر کی خاموشی کے بعد آواز بڑھائی۔ کچھ کا خاص معتبر آدمی تھا۔

وہ اسے نہیں چھوڑیں گے۔ اس میں ایک اور معتبر شخص نے بھی رائے دی۔ "وہ ان کی موت ہے۔"

اس لڑکی نے کتاب پر سے نظریں ہٹائیں۔ بولنے والوں کو ایک ٹک گھور کے دیکھا، اور پھر کتاب پر نظریں جھکا لیں۔ اب سب کی زبانیں کھل گئی تھیں۔ ہر شخص اپنی ارائیں کر رہا

تھا۔ سیاسی اور تاریخی تجزیے کے نام پر اپنی خواہشات بیان کر رہا تھا۔ "ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔" "ایسا ہی ہو گا۔" "کوئی انسان اتنا کمینہ نہیں ہو سکتا۔" "انسان اتنا ہی کمینہ اور نیچ ہی ہوتا ہے۔"

تب وہ اٹھی۔ کتاب ایک طرف رکھی اور دوسرے کمرے میں جا کر بستر پر لیٹ گئی۔ وہ بھی کسی بہانے اٹھا اور اس کمرے میں گیا۔ سوچا معلوم کرے طبیعت تو خراب نہیں ہے۔ لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں اور کروٹ لیے لیٹی تھی۔ جیسے وہ نہیں چاہتی کہ اس سے کوئی بات کرے۔ وہ خاموشی سے واپس آ گیا۔

پھر وہ واپس آئی تو اس نے کہ بیٹھی بیٹھی وہ بھی میرے ساتھ آئی اور اس کا کندھا ہلا کر بولی۔ دیوانِ حافظ ہے تمہارے پاس؟

"دیوانِ حافظ؟" وہ حیران ہوا۔ "دیوانِ حافظ کا کیا کرو گی؟"

"فال نکالیں گی۔" وہ گھبرا کر بولی جیسے بہت جلدی میں ہو

"کیا؟" سب جیسے اس کی عقل پر شک کرنے لگے تھے۔ "تم فال نکالیں گی؟"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" اس نے تعجب سے اس کا منہ دیکھا۔

"کیوں؟ میں نہیں کہہ سکتی؟ میں اس سوسائٹی میں نہیں رہتی؟" اس نے پھر اس کا کندھا پکڑ کر زور سے ہلایا۔ "بتاؤ دیوانِ حافظ کہاں ہے؟"

"یہ جذباتی مایوسی اور بے بسی کی انتہا ہے۔" ایک صاحب نے نہایت افسردہ آواز میں کہا۔

"آپ خاموش رہیے۔" اس لڑکی نے ڈانٹ دیا۔

پھر وہ خود ہی دوسرے کمرے میں گئی اور دیوانِ حافظ اٹھا لائی۔ پھر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اب سب کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھا۔ پھر یکدم آنکھیں کھول کر دیوان کو بیچ میں سے کھول دیا۔ ایک شعر پر انگلی رکھی اور اس کی طرف دیوان بڑھایا۔ "پڑھو کیا شعر ہے۔"

اب سب سنجیدہ تھے۔ کسی کی مجال نہیں تھی کہ ذرا سی بھی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر لائے۔ شاید سب اپنے دل میں انسانی اعصاب کی غیب دانی کی قائل تھے۔ سبھی جانتے تھے کہ انسان سب ... اس ... سناٹے میں تھے کہ معتبر سطر سنا جائے سطر کا مطلب ... .

اس نے بلند آواز میں وہ شعر پڑھا۔ پھر بے ساختہ نعرہ لگایا۔ "لو کام آسان ہو گیا۔"

"کیا شعر ہے؟" ... ہر ایک اور لپکا۔

"مطلب بتاؤ۔" اس لڑکی نے اس کے ساتھ ہی کہا۔

اس نے شعر پڑھا

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنیں نماند و چناں نیز ہم نخواہد ماند

اس نے اس شعر کا مطلب بیان کیا تو سب کے منہ سے ایک ہی آواز نکلی "واہ!" اور سب کے چہرے کھل اٹھے۔ یوں لگا جیسے ستا کو حسرلیہ سے رہائی مل گئی ہو، جیسے سب پھانسی کے تختے سے زندہ سلامت اتار لیے گئے ہوں۔ پھر سب بولنے لگے۔

"ہاں، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"اتنا آدمی نہیں ہے جو ایسا کرتا۔"

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دروازہ کھلا اور ایک شخص نمودار ہوا۔ وہ ان لوگوں کے لیے اجنبی نہیں تھا لیکن اتنا مانوس بھی نہیں تھا۔ کبھی کبھی آتا تھا اور وہ بھی ایسی خبریں سنانے جن کی تاریخ نہیں وہ یہ تاثر دیتا تھا کہ وہ اندر کی خبریں ہیں۔ وہ کسی سرکاری دفتر میں کام کرتا تھا۔

"واہ، کیا موقع پر آئے ہو؟ کسی نے پوری طبیعت کی نوحہ خوانی کی۔" کہ جھنجلائی ہوا۔ جلدی سناؤ۔"

وہ پہلے مسکرایا، پھر ایک خالی جگہ دیکھ کر بیٹھنے لگا۔ لیکن پھر اچانک سوچا اور دروازے کی چوکھٹ کے ساتھ ہی لگ کر کھڑا ہو گیا۔

"بولو بھئی، خوشی کیوں نہیں؟"

"خوش خبری لایا ہوں۔" اس نے اپنا لہجہ پراسرار بناتے ہوئے کہا اور پھر مسکرایا۔

"خوش خبری؟" وہ لڑکی جو ابھی تک خیالی منظر میں گم تھی، اچانک اچھلی اور اس شخص کے پاس جاکر کھڑی ہو گئی۔ "کیا خوش خبری ہے؟ بتاؤ نا۔ بتاتے کیوں نہیں؟"

"پھانسی نہیں ہو رہی ہے۔" اس نے اپنا لہجہ اور بھی پُراسرار کر لیا۔ آواز اتنی دھیمی کر لی جیسے سرگوشی کر رہا ہو۔

"کہاں سے ملی یہ خبر؟" اب اس لڑکی نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا بازو دبوچ لیا تھا۔

"ظاہر ہے، اس کی سفارت خانے سے ملی ہو گی۔ اور کہاں سے ملی ہو گی۔" ایک شخص نے جو ابھی تک بہت ہی خاموش بیٹھا تھا طنز کے ساتھ کہا۔

"چپ رہو، بات کرنے دو۔" اس نے اس صاحب کی بزرگی کا بھی خیال نہیں کیا۔

"نہیں، غیر ملکی سفارت خانے سے نہیں ملی ہے۔"

"تو پھر کہاں سے ملی ہے؟" وہ لڑکی چاہتی تھی کہ جلد سے جلد اس کی تسلی ہو جائے۔ اسے اطمینان ہو جائے کہ ستارہ الغیب نے سچ ہی کہا ہے مگر وہ شخص اس کے ساتھ کھیل رہا تھا۔

"ابھی فرنچ سفارت خانے کا سیکرٹری کوئسل آیا تھا۔ وہ بتا رہا تھا۔"

"کیا بتا رہا تھا؟" اس لڑکی کی بےچینی عروج پر پہنچ گئی تھی۔

وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی سفارت خانے کو یقین دلایا گیا ہے کہ پھانسی نہیں ہو گی۔

"کس نے یقین دلایا ہے؟" اس لڑکی کے منہ میں بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو؟" وہ ہمراز پھر بولا۔ "کوئی بھی اتنا سخت ہوا۔"

میں آپ سے بحث نہیں کر رہی ہوں۔ میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔" اس نے خبر لانے والے شخص کا بازو چھوڑ دیا اور ان صاحب کی طرف بڑھی۔ وہ صاحب خوب گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔

"کیا یہ سچ نہیں ہے؟" وہ خبر لانے والے شخص کی طرف مڑی۔ لیکن وہ جا چکا تھا۔ وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے چلا گیا تھا۔ شاید اس کا کام ختم ہو گیا تھا۔

ویسے یہ کسی کو اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ انہیں وہ خبر مل چکی تھی جو وہ جاننا چاہتے تھے جس کی وہ آرزو کر رہے تھے۔ اب سب خوش نظر آ رہے تھے، خوب مسکرا کر رسم جلد از جلد ختم ہو گئی تو کئی کسمسائے اٹھے اور باہر نکل گئے۔

چلو انہیں گھر چھوڑ آئیں۔ اب وہ اس لڑکی سے اسی طرح کہہ رہے تھے جیسے روز کہتا تھا۔

[illegible]

سے بیٹھ لگا کر پھر گئی۔ "بہت تھک گئی ہوں۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا ہے۔"

"اچھا چلو، مذاق نہیں کرو، بہت دیر ہو گئی ہے۔" اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔

میں ابھی خالی ہو کر جاؤں گی۔ ہم سب کچھ نہیں کرتے کی سچ کہہ رہی ہوں، ہم بھی تو بالکل یہی نہیں چاہ رہے ہیں؟" وہ اور بھی سمٹ کر کھسک گئی۔

سمجھ رہا ہوں۔ یہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ چلو اٹھو۔ اس نے اس کا ہاتھ اور زور سے کھینچا۔

"اوہ، تم نے تو میرا ہاتھ ہی توڑ ڈالا گویا۔" اس نے بھی لنگڑی سکیڑ لی، مگر دیوار سے لگی بیٹھی رہی۔ "کیا عورتوں اور مردوں کی ترجمانی وہ نہیں ہو سکتی جو مردوں اور عورتوں کی قدرمانی ہوتی ہے؟" اس نے بہت سنجیدگی سے سوال کیا۔

"کیوں نہیں ہو سکتی؟" اس نے بھی اسی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ایک عورت اور مرد کی ترجمانی ہی دوسری کہتے ہیں۔ وہ کچھ نہیں کہتے ہوں۔ اس وقت ہم جیسے ایک دوسرے کے درمیان کسی دوسرے کا پردہ حائل نہ ہو۔"

یہ خاموش ہو گئی؟" وہ پھوڑے سے سیدھی ہو گئی۔

"جاؤ، جاؤ باتیں مت بناؤ۔ لیکن..."

"لیکن کیا؟"

لیکن یہ کہ جو ہندہ بستر ہی نہیں سوا نہیں سکتا ہے۔" یہ بات اس نے اس لڑکی کو ڈرتے ڈرتے کہی۔ جو جوڑ صحراء اسی حسرت میں ڈال رہی تھی۔ اگر اس شخص کو پتا چل گیا تو خرابی میں سب ہی پر غصہ ہو جائے گی۔

یہ میں نہیں کہتی کہ سچ ہے۔" وہ جانے والی نہیں تھی۔

سب میں نہیں "یہ سب کچھ سوچو۔"

لوگ ابھی چوڑی تو ہر ساعت اسی طرح رہی ہیں۔ اب کیا کیا جائے؟ یہ اسے اچھی طرح اندازہ تھا کہ کسی طرح ہو جائے۔

"اس محلے میں اچھی طرح جان گئے ہو، ہم صرف لڑکوں سے ڈرتے ہو۔ چڑیا کا سا دل ہے تمہارا!"

"ہاں، دراصل میں شمشاد ہمسائے سے ڈرتا ہوں۔"

"یہ کون ہے؟"

"ہمسائے کی ماں..." اس نے کہا اور اسے کھینچ کر کھڑا کر دیا۔

"تمہیں اپنے ہمسایوں کا بہت خیال رہتا ہے۔ کبھی ان کی بیویوں کا ذکر کرتے ہو اور کبھی ان کی اماں کا۔" وہ بھی چلنے کو تیار ہو گئی تھی۔ "چلو، تم بھی کیا یاد کرو گے۔ چلی جاتی ہوں یہاں سے، ورنہ ڈر کے مارے تمہیں رات بھر نیند نہیں آئے گی۔ صبح کو [illegible] ہو گی [illegible] فائر بریگیڈ منگانا پڑے گا مسہری سے مجھے اتارنے کے لیے۔"

راستے بھر دونوں خاموش رہے تھے۔ وہ کیا سوچ رہی تھی، اسے نہیں معلوم۔ لیکن وہ سوچ رہا تھا ہمارے تعلقات بھی کتنے مصالحانہ ہیں۔

اور جب اس نے اس کے دروازے پر اسے اتارا تو اس لڑکی نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا، "زیادہ نہ سوچا کرو۔" اور اس نے اس کے سر پر ہلکا سا چپت لگا دیا تھا۔

دوسرے دن کا سورج مغرب سے طلوع ہوا تھا۔ اندھیرا ہو چکا تھا۔ سب دھوکا کھا چکے تھے۔ سب دھوکا دے چکے تھے۔ لسانی الجھنیں، فرسودہ سیاست، سارے فلسفے، سارے منطق اور سارے سیاسی اختلافات، سب کے سر نیچے ہو گئے تھے۔ منافقت، ریاکاری، فریب اور جھوٹ سربلند ہو گئے تھے اور شیطان انہیں لگا رہے تھے۔

اسی صبح یہ خبر مل گئی تھی، اور وہ سیدھا اس کے گھر کی طرف دوڑا تھا۔ اسے سب سے پہلے اس کا خیال آیا تھا۔ اس نے کسی دل سے یہ خبر سنی ہو گی؟ اس وقت اس کے پاس کسی کو ہونا چاہیے تھا۔

لیکن وہ گھر پر نہیں تھی۔ کہاں گئی؟ کچھ پتا نہیں! کس کے ساتھ گئی ہے؟ نہیں، اکیلی ہی گئی ہے۔ اس نے ناشتہ بھی نہیں کیا۔ کچھ کہے بغیر ہی چلی گئی۔ کہاں جا سکتی ہے اتنی صبح ہی صبح؟ وہ کسی کو بتا کر تھوڑا ہی جاتی ہے۔ اپنی مرضی کی مالک ہے۔ جب چاہتی ہے آتی ہے، جب چاہتی ہے چلی جاتی ہے۔ اس نے تو ہوٹل سمجھ رکھا ہے اس گھر کو۔

اس وقت وہ رشتہ داروں کی شکایت سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اسے تو فکر یہ تھی کہ اس وقت وہ کہاں گئی ہو گی۔ اس کا کیا حال ہو گا۔ وہ اس کی دو تین سہیلیوں کا گھر جانتا تھا۔ وہاں گیا، مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی۔

وہ ادھر ادھر چکر لگاتا دفتر پہنچ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ دفتر تو ضرور ہی آئی گی۔ وہ انتظار کرتا رہا۔ لوگ آنے لگے۔ ہر ایک اپنی اپنی بات کر رہا تھا۔ اپنی رائے ظاہر کر رہا تھا۔ ہر ایک اپنی خوش بختی کی داستان اسی واقعے کا تجزیہ کر رہا تھا۔ کچھ اسے بھی ایسے تھے جو اس پر خوش تھے اور اپنی خوشی کی وجہ بیان کر رہے تھے اور کچھ لوگ مرے مارے ہو رہے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہیں چپ لگ گئی تھی۔ وہ خاموشی سے سب کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ بھی انہیں میں شامل تھا۔ لیکن اس کی وجہ کچھ اور بھی تھی۔ وہ دوپہر تک دفتر نہیں آئی تھی۔ اس

کا کوئی فون بھی نہیں آیا تھا۔

وہ سردرد کا بہانہ کر کے دفتر سے جلد اٹھ آیا۔ اس کے گھر کا ایک چکر اور لگایا۔ وہ نہیں تھی۔ اس کا کوئی پتا بھی نہیں تھا۔ اب کیا کریں؟ اس نے سوچا، اور اپنے فلیٹ لوٹ آیا۔

اپنے کمرے میں پہنچتے ہی مستقل ہو کر گیا۔ لڑکے نے کھانے کو پوچھا تو اسے بھی ڈانٹ دیا۔ پھر لڑکے نے بتایا کہ وہ آئی تھیں تو بے ساختہ اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ "تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"جی، ابھی تو آپ آئے ہیں۔ وہ تو تو صرف آگر نہیں..."

"کب کی گئی ہیں؟"

"کچھ نہیں کہا، دونوں صرف آپ کا پوچھ کر چلی گئیں۔" وہ لڑکا اپنا گال سہلاتا چلا گیا۔

اس نے لڑکے کو کیوں مارا؟ اسے کیا ہو گیا ہے؟ کیسی حرکتیں کر رہا ہے؟ اس نے لڑکے کو بلایا، اسے پیسے دیے۔ "جاؤ، فلم دیکھ آؤ۔"

پھر وہ بستر پر گر گیا۔ اسے نہ جانے کیسے نیند آ گئی۔ اس کی کھڑکی بیٹھک کے دروازے پر ہوتی ہے۔ لیٹے لیٹے ہی اس کی آنکھ نہیں کھلی۔ جب کھلی، اور گھوسیوں سے دروازہ بجنے کی آواز آئی تو وہ گھبرا کر اٹھا۔ وہ کھڑی تھی۔

"کہاں تھیں تم؟"

"کہاں نہیں تھی؟" دوپہر سے شام تک۔ "وقت کی

میں لمبی کہاں کہاں نہیں بھٹک پھری..."

"تم فلیٹ میں کیوں نہیں تھے؟ میں نے کتنے چکر لگائے ہیں..."

"ہم دفتر کیوں نہیں آئیں؟"

"ہم دفتر جانے کا دن ہے؟"

"میں شہر دیکھنے گئی تھی۔"

میں شہر میں گھوم گھوم کر تھک گئی۔ میں سارے شہر میں گھومی پھری۔ ایک ایک چہرہ دیکھتی رہی۔ ایک ایک شخص کا چہرہ ٹٹولتی۔ ایک ایک کی آنکھوں میں جھانکتی۔ وہاں کچھ بھی تو نہیں تھا۔ کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا۔ سب کچھ ویسا ہی تھا۔ کوئی جیسے ایسی آنکھ سے دیکھ ہی نہیں رہا... وہ خاموش ہوئی اور بیٹھ گئی۔ اس کی باتوں، اس کے چہرے اور آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ وہ دھوپوں اور سڑکوں میں بھاگتی پھری ہے۔ اس کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے کہ اس نے صبح سے پانی بھی نہیں پیا ہے۔

وہ جلدی سے اس کے لیے پانی لایا۔ وہ پوری بوتل پی گئی۔ پھر تھوڑا بولی اور ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ ایک ایک چیز کو بہت لگا لگا کر دیکھتی رہی۔ پھر اس کی طرف پلٹی [illegible] دیکھو [illegible] ویسے کے ویسے ہی

[illegible]

[illegible] وہ بھی رو رہا تھا۔ وہ سسکتی ہوئی سر سے پیر تک کانپ رہی تھی

پر بھی نہیں رویا تھا۔ آج رو رہا تھا۔ وہ دونوں رو رہے تھے۔

اور اس رات وہ اس کی قربت ہی میں رہی۔ اس رات اس کو قربت میں اور کوئی نہیں آیا۔

اور اس کے بعد وہ سب ٹھیک ہی ہو گئی۔ "ایسی تیسی ان حرام زادوں اور کتوں کی — کمینے... خبیث... بدمعاش... بے غیرت..."

دوسرے ہی دن اس نے پہلا کام یہ کیا کہ کسی دوسرے علاقے میں مکان تلاش کرنا شروع کر دیا، جیسے علاقے میں جہاں لوگ اسے نہ جانتے ہوں۔ اور ایک ہفتے کے اندر اس نے مکان تلاش بھی کر لیا اور وہاں چلا بھی گیا۔

یہ سب اتنی جلدی میں ہو گیا تھا کہ اسے سوچنے کی مہلت ہی نہیں ملی تھی۔ اس کے لیے تو ماضی حال اور مستقبل سارے زمانے گڈمڈ ہو گئے تھے اور وہ ان میں الجھا اپنے باقی ٹکڑوں کی جگہ تلاش کر رہا تھا۔

پھر اسے خیال آیا کہ یہ کیا ہو گیا؟ یہ کیسے ہو گیا؟ اب آگے کیا ہو گا؟ ایک شخص جرمنی میں بیٹھا ہے جو واپس بھی آئے گا۔

"یہ سب ایسا ہی ہونا چاہیے تھا" وہ اسے تسلی دیتی ہے۔ "کوئی نئی بات نہیں ہوتی۔"

"مگر..."

"مگر وگر کچھ نہیں۔ کوئی کسی کی ملکیت نہیں ہوتا۔ شاید وہ جو تھا وہ دھوکا تھا، ٹوٹ..."

"لیکن اگر یہ دھوکا ہوا؟ فریب نظر؟" یہ بات وہ لب‌ولباب سے کہتا ہے۔ اس سے نہیں کہتا کہ اب بھی اس سے ڈرتا ہے۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں شادی کر لینا چاہیے۔" ایک رات اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کیوں؟" اس نے روکھا سا منہ بنا کر سوال کر دیا۔

"بس..." اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا وجہ بیان کرے۔

"ہماری شادی تو ہو چکی ہے۔ شادی کیا ہوتی ہے؟ سب کے سامنے اعلان کرنا اور بتانا کہ ہم نے میاں بیوی بن کر رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور یہ ہم سب کو بتا چکے ہیں۔"

"کہاں بتایا ہے ہم نے؟"

"ہم ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ سب دوستوں کو معلوم ہے۔ یہ بتانا نہیں تو اور کیا ہے؟"

تھوڑی دیر وہ دونوں خاموش رہے۔ پھر وہ بولی: "میں جانتی ہوں تم لوگوں سے ڈرتے ہو۔"

"لوگوں سے بھی اور اس شخص سے بھی جو جرمنی میں بیٹھا ہے؟" اس نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ کہیں اس کی یہ بزدلی پھر اس کے مذاق کا ہدف نہ بن جائے۔

"اس سے تو مجھے ڈرنا چاہیے؟" اس عورت نے جو اب اس کے ساتھ رہ رہی تھی جواب دیا۔ "تم کیوں ڈرتے ہو؟ اور میں نے اسے لکھ دیا ہے۔"

"تم نے اسے لکھ دیا ہے؟ کیا لکھا ہے؟" وہ گھبرا گیا۔

"وہی لکھا ہے جو لکھنا چاہیے تھا۔"

کیا لکھنا چاہیے تھا؟ اس کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا تھا کہ اگر کبھی اس نے اس دوست کو خط لکھا تو وہ کیا لکھے گا۔

"ہم کب شادی کر رہے ہیں؟" اس لڑکی نے اطمینان سے جواب دیا۔

"بس تو میں کہہ رہا ہوں۔ ہمیں شادی کر لینی چاہیے۔"

کچھ دن بعد وہ راضی ہو گئی اور باقاعدہ نکاح ہو گیا۔

"اب تو تمہارا خوف دور ہو گیا؟" یہ بات اس لڑکی نے جو اب اس کی منکوحہ بھی تھی کہی تھی۔

"کیسا خوف؟" وہ ظاہر کرتا کہ حالانکہ وہ اور کوئی سا حملہ کرنا چاہتی ہے۔

"یہ خوف کہ کہیں وہ جرمنی سے واپس آ گئے اور میں ان کے ساتھ چلی جاؤں۔"

"نہیں مجھے تمہاری طرف سے کوئی ڈر نہیں ہے۔" اس نے بہادر بننے کی کوشش کی۔

"جھوٹ مت بولو۔ میں جانتی ہوں تم ہر وقت اس خوف کھائے جاتے ہو۔"

"تو تم... مجھے چھوڑ کر جا سکتی ہو ناں؟" یہ جملہ وہ بہت کہہ بھی گیا تھا۔ اس نے اپنا یہ روپ پہلی بار دیکھا۔ اب کمزور انسان، ... وہ تو ایسا نہیں تھا۔ وہ ایسا کیوں ہو گیا؟ کیسے ہو گیا؟

اس لڑکی نے شاید اس کے دل کی بات جان لی تھی۔ وہ شرارت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اتنی دیر تک وہ اس طرح دیکھتی رہی کہ وہ جھینپ گیا۔ "کیا دیکھ رہی ہو؟"

"یہ جاننا چاہتی ہوں، تم سامنے آتے ہو تو میرے اندر کیا ساز جاگ اٹھتے ہیں۔"

"کیا مذاق کر رہی ہو؟" وہ اور بھی جھینپ گیا۔

"سچ کہہ رہی ہوں۔ تمہیں دیکھ کر دوسرے مرد کیسے لگتے ہیں؟"

"اب بتا کر رہی ہو اپنی تک بھی چاروں تمہیں؟" اس نے اس کا کان پکڑ لیا۔

"ارے، کیا کرتے ہو؟ چھوڑو میرا کان۔ ... ہو رہی ہے۔ میں تو سمجھی تھی تم صحیح زبان بھی نہیں جانتے۔"

وہ واقعی اس کی زبان نہیں سمجھتا تھا۔ ابھی تک اس کی زبان نہیں سمجھ پایا تھا۔ لیکن اب وہ لب‌ولباب تو بھی سمجھ سکتا تھا۔

وہ پھر اس شخص کو بھول گیا تھا جو جرمنی میں تھا، جو اس کا سب سے گہرا دوست تھا اور جو اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا جو آج اس کی بیوی تھی۔ مگر کیا واقعی اسے بھول گیا تھا؟

۲

وہ دو دن جلسے کے بعد واپس آ رہا تھا۔ یہ اطلاع اسے دفتر ہی میں ملی۔ اور اس وقت ملی جب وہ لڑکی، جو اب اس کی بیوی تھی، وہاں سے دفتر سے جا چکی تھی۔ وہ کسی سہیلی کے ساتھ کہیں گئی تھی۔ وہ گھبرا گیا۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ وہ اس کا سامنا کیسے کرے گا؟ وہ

کہ کس کا اس میں؟

وہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے اور پھر لان میں ٹہلتا رہا۔

"سب ٹھیک ہے؟"

اس نے مڑ کر دیکھا تو نوکر کھڑا تھا۔

"کیا بات ہے؟"

"جی گاؤں جانا ہے۔"

ابھی تو گئے تھے۔

"جی وہ میرے بھائی نے اپنی بیوی اور ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔"

"تمہارے بھائی نے مار ڈالا ہے، کیوں؟"

"جی وہ اس کی بیوی کسی کے ساتھ بھاگ گئی تھی، اس نے دونوں کو مار دیا۔"

"کیا؟" اس نے اس زور سے کہا کہ اسے خود اپنے اوپر حیرت ہوئی۔ "ٹھیک ہے ٹھیک ہے جاؤ جاؤ۔۔۔"

پھر وہ غسل خانے میں گھس گیا۔ آئینے پر نظر پڑی تو ڈر گیا۔ اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا۔ بالکل سفید۔ جیسے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں۔ پھر اس کے دماغ میں ایک گولہ سا اٹھا اور وہ باہر آ گیا۔ [illegible] کسی دوست کو اسلام آباد فون کر رہا تھا۔ کینیڈا کی دو وزارتوں کے دوست کو دو [illegible] اسلام آباد [illegible] پاسپورٹ لے کر۔

وہ واپس آیا تو [illegible] کہ بڑا گاؤں [illegible] سوچتا رہا کہ [illegible] کی بات کسی کو کرے۔ سوچتا رہا۔ اپنے اندر [illegible]

"چلو [illegible] بس [illegible] نہیں [illegible]" [illegible] ڈالا۔

وہ کلورٹ میں کپڑے رکھ رہی تھی۔ "کینیڈا؟" وہ ہنسی۔ "ابھی وقت میں کون کیا سوچتی ہے؟"

وہ ڈر گیا۔ کہیں اسے اس دوست کی رشتے [illegible] تو نہیں ہے [illegible] وہ جانتا ہے کہ دوسرے ہی [illegible] اطلاع [illegible] تھا۔

"ابھی وقت ہی نہ ملے۔"

"مطلب ہے کہ [illegible] پروگرام [illegible] کیا؟" وہ [illegible] کی طرف [illegible]

"پروگرام تو [illegible] تھا [illegible] جانتا تھا۔

"اچھا؟ سیپرانزا؟" وہ پھر خاموش ہو گئی۔

"میں کل اسلام آباد جا رہا ہوں۔"

"پھر کینیڈا کو اطلاع کرنا چاہیے تھی۔"

"[illegible] کی اطلاع کر دی گئی [illegible] سیپرانزا [illegible] طرف سے پورے بچوں کی [illegible] وہ اس خاتون کو یقین نہیں دلا پا رہا ہے۔ لیکن وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا؟

ہوگی۔ وات اے سیپرانزا!" وہ پھر اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی۔

کراچی سے روانگی تک وہ پریشان رہا کہ اس عورت نے اب تک اس شخص کا ذکر کیوں نہیں کیا جو مہینہ جلد ہی واپس آ رہا ہے۔ ظاہر ہے اسے اطلاع مل گئی ہو گی۔ لیکن اس نے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ جانتی ہے وہ اس کی خاموشی سے ڈر رہا تھا۔ وہ خاموش کیوں ہے؟ وہ ادھر ادھر کی باتیں کر رہی ہے اس دوست کا ذکر نہیں کر رہی ہے۔

آخر ٹورنٹو سے جہاز روانہ ہوا تو وہ بولی۔ "آپ تو خوش ہو؟"

"کس بات سے؟" وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے، مگر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اب تو ہم پاکستان سے دور نکل آئے ہیں اور کافی عرصے کے لیے دور نکل آئے ہیں۔"

وہ خاموش رہا۔ کچھ نہیں بولا۔ [illegible] کہتا۔

تم بہت بھولی ہو۔ بہت ہی معصوم۔ بالکل [illegible] ہی سمجھ گئی تھی، چلو [illegible] اس نے اس کی نقل اتاری۔

[illegible] اس نے ذرا طنز سے کہا۔ "میں خواہ مخواہ شک کرتا رہا ہوں۔" وہ صرف اتنا کہہ سکا۔

"میں تو سمجھ [illegible] اور پھر [illegible] یہ کہہ کر وہ اس کی طرف اس طرح مڑی جیسے ابھی اسے پیار کر دے گی۔ شکر ہے وہ دونوں کھڑکی کے ساتھ والی اس قطار میں بیٹھے تھے جس میں صرف دو نشستیں ہوتی ہیں، اگر وہاں تیسری [illegible] دوسرے آدمی کو [illegible]

"چلو چھوڑو کچھ نہیں ہوا۔" اس عورت نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

[illegible] سے جہاز بدل کر وہ ٹورانٹو روانہ ہوئے۔ ایک رات میں بعد [illegible] میں اپنے ایک دوست کے اپارٹمنٹ میں ٹھہرے۔ دوسری صبح وینکوور روانہ ہو گئے کہ اس کی ماں باپ وینکوور کے نواح میں ایک سرسبز و شاداب علاقے میں رہتے تھے۔

[illegible] کہ وینکوور اور ٹورانٹو کی درمیانی کتنی ہزار میل کا [illegible]

[illegible]

گر جائے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ عورتیں اب کیا رہا ہے لیکن وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھی۔ اسے کچھ نہیں ہو رہا تھا۔

[illegible] کوئی غرض نہ تھی [illegible]

[illegible]

[illegible] کچھ نہیں لتی ہوں۔۔۔" وہ [illegible] کر اٹھا [illegible] کر بستر پر ڈھیر ہو گیا۔

[illegible]

"تم نہیں سوئیں؟"
"میں تو امی ابو سے باتیں کرتی رہی۔"
"کیا وقت ہوا ہے؟" اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔
"لیٹے رہو۔ ابھی تو آدھی رات ہوئی ہے۔ تم دوپہر سے سو رہے تھے۔ ہم صبح کو ٹورانٹو سے چل کر ہزاروں میل کا فاصلہ طے کرنے کے باوجود دن ہی دن میں یہاں پہنچ گئے ہیں۔"
"ہاں ہاں۔ سمجھ معلوم ہے ان دونوں علاقوں میں وقت کا کتنا فرق ہے۔"
"امی ابو تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔" اس نے ایسی آواز میں، جس میں پیار بھر کر کہا اور اس سے بہت کچھ، صبح کو اس نے ناشتہ کیا اور گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ کیونکہ امی ابو کی ساتھ اس لڑکی کی باتیں اسی ہجوم میں ہوتی تھیں۔ اور پھر اجنبیت سے اس کے بھائی اور بہن کے بچے بھی آنے والے تھے۔ اس نے بہتر یہی سمجھا کہ خود ہی گھر سے نکل پڑے۔ راستے میں اسے جو بھی بس نظر آئی اس میں بیٹھ گیا۔ اتفاق سے وہ بس اس پارک کی طرف جاتی تھی جہاں ریڈ انڈینز کی ثقافت نکالی گئی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کا تماشا بنایا گیا ہے۔ ان کی جھونپڑیاں، ان کی سواریاں، ان کے لباس، ان کے ہتھیار، سب اس طرح سجائے گئے ہیں جیسے سچ مچ وہ وہاں رہتے ہیں اور رہائش بھی ایک دو الگ نہ ہوئی ہو۔ ابھی بچھڑی مسلہ ہی وہاں جس کھڑا ہو۔ یہ لوگ بھی کاروبار کرنا چاہتے ہیں، پہلی ایک قوم ایک تہذیب کو مٹاتے ہیں پھر اس کی ثقافت بنا کر پیسے کماتے ہیں۔ وہ سوچتا رہا۔
پھر وہ نہ جانے کہاں کہاں گھومتا پھرتا شام کے قریب گھر پہنچا۔
"کہاں چلے گئے تھے؟ بھائی جان اور بھابھی صبح سے پوچھ رہے تھے۔" اس نے اسے پکڑ کر اپنے بھائی جان کے سامنے پیش کیا۔ "یہ ہیں میرے شوہر۔ بھائی جان آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے گا۔"
بھائی جان اور ان کی بیگم جلد ہی اس کے ساتھ بے تکلف ہو گئے۔ اور پھر وہ تمام جہان کی باتیں کرتے رہے۔ پھر اس نے ان سے وہ بات پوچھی جس کے لیے وہ بہت بے چین تھا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ کینیڈا ہی میں آ جائیں؟
"کیوں نہیں ہو سکتا۔ بہت سے طریقے ہیں یہاں آنے کے۔ اب لوگ سیاسی پناہ لے کر بھی اسٹیبلش کر لیتے ہیں۔" اس کی بھابھی نے اسے یقین دلایا۔
لیکن وہ ناراض ہو گئی۔ "کیا مجبوری ہے کسی ملک سے باتیں کرتے ہو۔ ابھی ہم پاکستان ہی واپس جائیں گے۔ پھر کبھی یہاں آنے کی سوچ سکتے ہیں۔" اور وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے آگے وہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا؟
تو تین ہفتے کے بعد ہم نے بھابھی واپس چلی گئیں۔ اور انہوں نے وینکوور کی اس پاس گھومنا شروع کیا۔ پہلے وہ وکٹوریہ گئے۔ جہاں پھولوں اور موسموں نے ان کا استقبال کیا۔ پھر وہ دو سو میل دور ریڈ انڈینز کے ایک ریزرو علاقے میں گئے۔ جہاں ٹوٹے پھوٹے اور خستہ مکانوں اور شراب کی مستی میں ڈوبے ہوئے ریڈ انڈینز نے انہیں خوش آمدید کہا۔ ان ریڈ انڈینز کو

وظیفہ ملتا ہے کہ ان علاقوں سے باہر نہ نکلیں۔ اور ان کی نوجوان نسل حرام کے بچے پیدا کریں ہیں کہ بن باپ کے بچوں کو وظیفہ زیادہ ملتا ہے۔ وہ وہاں سے بھاگے۔
وہاں سے لوٹے تو ایک دن کے لیے امریکہ کے شہر سیاٹل بھی ہو آئے کہ وہ سرحد کے ساتھ ہی ہے۔ پھر وہ واپس ٹورانٹو آ گئے اور اوٹاوہ، مونٹریال اور میری لینڈ تک دیکھ آئے۔ آخری رات نیاگرا فال کے ساتھ ایک ہوٹل میں گزاری۔
"ایک مہینے کی اور چھٹی لے کر امریکہ بھی نہ دیکھ لیں؟" اس نے ہوٹل کی بند کھڑکی سے نیاگرا فال کی ہلکی ہلکی موسیقی میں اس عورت کو سوتے سے جگایا جو اس کی بیوی تھی۔ اور جو اس سے پہلے اس کی دوست کی بہو بننے والی تھی۔
"چپ ہو کر سو جاؤ۔ میں بہت تھک گئی ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے کروٹ لی اور سو گئی۔ وہ رات بھر جاگتا رہا۔ اس کا ذہن نہیں پاکستان میں ٹھہر چکا تھا۔

اور پھر وہ واپس پاکستان آ گئے۔
وہ دوست بھی واپس آ چکا تھا۔ جنگ بہت پہلے ختم ہو چکی تھی۔ اور دفتر آ رہا تھا۔ دفتر میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ گیا تھا۔
"ہم صبح ساتھ ساتھ دفتر جایا کریں گے۔" اس عورت نے کہا۔ اور اس نے اسے حیرت سے دیکھا۔ "اچھا؟ تو یہ بھی ڈر رہی ہے؟"
"ہم ساتھ ساتھ ہی تو جاتے ہیں۔" اس نے کہا۔ حالانکہ اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اس دن وہ اکیلا ہی چلا جائے گا۔ اس کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ تنہائی میں ہو جائے۔ اس لڑکی کو پتا نہ چلے۔ لیکن اب وہ پھنس چکا تھا۔
لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ہم ساتھ ساتھ جائیں گے اور سیدھی اس کے کمرے میں پہنچیں گے۔ دھڑ سے دروازہ کھولیں گی اور اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔ "ہمیں مبارکباد دو ہم نے شادی کر لی ہے۔"
وہ خاموش رہا۔ سامنے وہ جانتی تھی کہ وہ بھی اندر سے خوش نہیں ہے۔ شاید مگر وہ کچھ نہیں بولا۔ اس عورت نے پھر کہنا شروع کیا۔ "اس طرح ہم دو جاسوس بن کر جیسے سب کچھ دیکھ لیں۔"
"سب کچھ دیکھ لیں گے؟ اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر میں اس سے بدلہ لوں گی ہم۔"
"کیوں؟ یہ سیکریٹری کا صحیح پرائیویسی نہیں ہے۔"
"اور اگر اس نے منع کیا تو؟"

وہ اسی لیے تو ہمارا دوست ہے۔
"ہاں۔ دوست تو ہے وہ۔" اس نے سوچتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں خاموش ہو گئے۔
دوسرے دن وہ دفتر سے باہر گئے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اسی وقت پہنچیں جب وہ دوست

Scanned with CamScanner

انور خاں

پھول کی پتّی سے

[illegible]

[illegible]

گی۔ اس کے بعد وہ ریڈیو پر ملازم ہو گئے۔ کئی سال بعد بحثیں میں پوسٹنگ ہوئی تو مجھے فون کیا۔ اب بس پندرہ دن میں ایک بار ملاقات ہو جاتی ہے۔ اس وقت بھی میں ان سے ملنے چلا آیا ہوں۔

معراجی نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ویسے تو ان میں ایسی کوئی بات نہ تھی۔ کھدر کا کرتا اور جیبر پہنے ہوئے، پیروں میں کولہاپوری چپل، سیدھا سا چہرہ، چھدرے چھدرے بال، تالو گنجا ہو چکا تھا۔

چند روز بعد ان سے پھر ملاقات ہوئی۔ ریڈیو اسٹیشن کے نزدیک ہوٹل سمرات میں میں اور ریاض چائے پی کر گپ لگا رہے تھے۔ پروگرام اگزیکٹو مہدمہ بھی ساتھ تھے۔ معراجی پھولوں سے لدے کئی لوگوں کے ساتھ داخل ہوئے۔

ہمیں دیکھتے ہی لپک کر آئے۔ بہت خوش تھے۔ اس دن خوشدلی لہجہ میں بتایا کہ آج ان کی سالگرہ ہے۔ معراجی والوں نے ہار پہنائے ہیں۔ ہم نے انہیں مبارک باد دی اور ساتھ میں چائے پینے کی دعوت دی۔ مسر جی نے معذرت چاہی کہ ان کے ساتھ اور کئی لوگ ہیں۔

"کمال ہے، معراجی میں یہ سب بھی ہوتا ہے؟" مہدمہ نے حیرت سے کہا۔

تھوڑی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر ریاض نے اچانک باتوں کا سرا بدلا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ "یار تم ریڈیو کے لیے کیوں نہیں لکھتے؟"

"میں؟" میں ششدر رہ گیا۔ "میں کیا لکھ سکتا ہوں؟"

"تمہاری اردو تو مجھ سے بھی اچھی ہے۔" ریاض نے کہا۔ "مہدمہ، اسکول اور کالج میں ہمارے تمام ساتھیوں میں ان کے نمبر سب سے زیادہ تھے۔ انہی کے نوٹ پڑھ پڑھ کر تو ہم نے بی اے پاس کیا۔"

"ریڈیو کے لیے لکھنا کوئی مشکل نہیں۔" مہدمہ نے مجھ سے کہا۔ "آپ کوشش تو کیجیے۔"

ریاض کا کہنا مہدمہ کے لیے کسی فرمان سے کم نہ تھا۔ اگلی دن میں ریڈیو اسٹیشن پہنچا تو انہوں نے مجھے پانچ منٹ کی تقریر دی اور کہا "سب سے آسان کام نصیحت کرنا ہے۔ ایسا کوئی اخلاقی موضوع لیجیے۔ جیسے اچھی صحبت، سچائی، اخلاق یا عمل کی ضرورت۔ اور پانچ منٹ کی تقریر لکھ لائیے۔ بس دو صفحے لکھنے ہیں۔ چند اقوال زریں ہوں اور چند اشعار۔ آپ کی اردو تو اچھی ہے ہی۔ اور طالب علمی کے زمانے میں آپ نے ایسے مضامین تو لکھے ہی ہوں گے۔"

واقعی یہ کام بہت آسان نکلا۔ میں نے دو چار کتابیں، اقوال زریں اور اخلاقی حکایات کی سستی کتابیں خریدیں۔ چونکہ میں بہت دن بعد لکھنے بیٹھا تھا اس لیے کچھ دشواری تو پیش آئی لیکن ایک مختصر مضمون لکھ ہی لیا۔

مضمون دیکھ کر ریاض بہت خوش ہوئے۔ مہدمہ سے کہنے لگے "دیکھا، میں کہتا تھا نا، ظفر بہت اچھا لکھ سکتے ہیں۔"

مہدمہ کو بھی مضمون پسند آیا۔ اس کے بعد میں نے کئی مضامین لکھے۔ ایک بزرگ شاعر کا انتقال ہوا تو میں نے بڑی محنت سے ان کی شاعری پر ایک مضمون لکھا۔ دفتر کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ میں ریڈیو کے لیے لکھ رہا ہوں تو بہت خوش ہوئے۔ افسران بھی عزت سے دیکھنے

لگے۔ اس سے فائدہ یہ ہوا کہ ریڈیو اسٹیشن جانا ہوتا تو افسر سے اجازت لینے میں ہچکچاہٹ نہ ہوتی۔ اسی بہانے معراجی سے بھی ملاقات ہو جاتی۔

معراجی سیدھے چلے آتے۔ کرسی خالی نظر آتی، جس کلرک کے پاس بیٹھ جاتے۔ اگر نہ ملتا، پوچھتے پھرتے۔ پتا چلتا کہ کسی علمی کام سے باہر گئے ہیں۔ وہ کسی اور میٹنگ میں دوستوں کے ساتھ بیٹھے ملتے۔ بہرحال جب ملاقات ہوتی مجھے اطمینان دلاتے کہ بہت آسان سا کام ہے۔ آپ نے درخواست دی ہے تو کرسی ملے گی۔ آپ کا نام ہو جائے گا۔ سکریٹری صاحب کے دستخط کرنے کی دیر ہے بس۔ میں ریاض کے پاس چلا جاتا۔ راہ میں اکثر معراجی اپنا ایک ہوٹل کی جانب یا کسی درخت کے نیچے بیٹھے اسٹیشن سے کسی حسن سے گفتگو کرتے دکھائی دیتے۔ ملاقات ہوتی تو بس پھر کر شعر سنانے کا اصرار کرتے۔ میں بھی ہوں ہاں کر کے ٹال دیتا۔ ایک بار سوچا معراجی سے کہوں کہ شام کو مشاعرہ میں بات کریں۔ پھر یہ سوچ کر کہ آج نہیں تو کل ہو ہی جائے گا۔ چپ رہا۔

ایک روز مہدمہ سے بات ہو رہی تھی۔ کہ نئی انجمن کے جلسہ کا ذکر تھا۔ انٹرمیڈیٹ میں انہوں نے کہا "آپ نئے شاعروں پر کوئی مضمون کیوں نہیں لکھتے؟"

میں حیران ہوا۔ میں نے غالب، اقبال اور فیض پر لکھا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان پر بھی بہت سی کتابیں نہیں۔ مضامین تھے۔ نئے شاعروں پر کیا لکھتا؟ میری تو کبھی ان سے واقفیت نہ تھی۔

مہدمہ نے کہا "آپ لکھیے تو۔ کلام ہم بھیجا کریں گے۔ نئے لوگوں پر کوئی نہیں لکھتا۔ آپ لکھیں گے تو ہم ریڈیو والوں کو کریڈٹ ملے گا کہ ہم ادیبوں کو متعارف کروا رہے ہیں۔"

[illegible]

باتوں باتوں میں ہی ان کا نام سامنے آیا۔ کہا کہ انہیں بہت سے شاعروں کا ذکر کرنا ہے۔ [illegible] مجھ بھی کا ذکر کیا جا سکتا تھا۔ پھر ایک شعر بھی لکھ سکیں گے کہ ہمیں بعض اچھے شاعر نظر نہیں آتے۔ ان کی شعری دنیا کا ذکر کسی نے نہ کیا تھا۔

ریاض نے مشورہ دیا کہ ان کی ریڈیو اسٹیشن کا ریخ پچھلے کچھ مہینے سے۔ "اس ریخ میں جو شاعر آئے ہیں ان میں جو نمایاں ہیں ان کا ذکر تفصیل سے کر دو۔ باقی کے نام گنوا دینا کافی ہو گا۔ چار پانچ سے زیادہ نہ ہوں جو بہت مشہور ہیں ان کے ذکر اور اس معذرت کے ساتھ کہ اس مختصر وقت میں مختصر گفتگو ممکن نہیں۔ مضمون ختم کیا جا سکتا ہے۔"

میں نے ایسا ہی کیا۔ مضمون سب کو پسند آیا۔ اچھا عرصہ بعد اردو اکادمی کی ایک سیمینار میں اس مضمون کو سامنے شاعروں کے ساتھ دوبارہ پڑھوایا گیا۔ ایک معاصر روزنامہ نے سیمینار کے چند روز بعد تعریفی نوٹ اور تصویر کے ساتھ اسے اتوار ایڈیشن میں چھاپا۔ ان سب باتوں کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ ہم پورے اعتماد کے ساتھ شہر کے ہر ادبی حلقوں میں بیٹھنے لگے جو ادیبوں کی ٹھکانے تھے۔

بڑے خوش گوار دن گزر رہے تھے کہ معراجی کی ایک مولس نے حیرت کا نام سچ سچ ہی رہی۔ سرکا ہلکہ مستقبل سا ہوشیاری سچ تھا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ آپ کی نئی سرگرمی ہو

چکے ہیں۔ قانونی دلائل ڈھونڈ نکالنے کی محنت کمرہ ایک ماہ کی اندر حال کر دیں۔

اگلی ہی دفتر سے چھٹی لے کر میں سیدھا سسرال پہنچا۔ حسب معمول کلرک محترم اپنی کرسی پر نہ تھے۔ انہیں تلاش کرنے ہوئے میں کسٹنی پہنچا۔ مجھے دیکھ کر انہوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا اور فوراً چائے منگوائی۔

جب تک چائے آئی، میں نے خط شافی سمیت ان کے حوالے کیا کہ یہ آپ کے دفتر سے موصول ہوا ہے۔ شدید غصے اور رنج کی حالت میں اور کچھ نہ کہہ سکا۔

"سب سر؟" انہوں نے تعجب سے کہا "میں نے کوئی خط نہیں بھیجا۔"

اس نے لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھا، پھر خط نکالا۔ خط پر لکھے نمبر اور دستخط دیکھ کر اطمینان کی سانس لی۔ چہرے پر ابھری تشویش کے آثار معدوم ہوئے۔ خط مجھے واپس کرتے ہوئے کہا "یہ خط ہمارے سیکشن کا نہیں۔"

"پھر؟" میں اور فکرمند ہو گیا

"گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" اس نے مسکراہٹ سے کہا۔ "یہ ضابطے کی کارروائی ہے جو اس سیکشن کو کرنی پڑتی ہے۔ یہ کارروائی انہیں دو سال پہلے کرنی چاہیے تھی جو اب کر رہے ہیں۔"

"کب تک کریں؟"

"چائے پیو یار۔" اس نے کہا۔ "آؤ چل کر سیکرٹری صاحب سے ملتے ہیں۔"

سیکرٹری صاحب سے ملے۔ انہوں نے بھی وہی بات کہی کہ یہ ضابطے کی کارروائی ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کا کام جلد ہو جائے گا۔"

[illegible] میں سیکرٹری کا تصور ہی مسئلے [illegible] کے لیے کافی ہے ان کی تسلی سے مجھے اطمینان کیسے ہوتا؟

سسرال سے باہر آیا تو مصر جی درخت کی سبز کھڑی دکھائی دیے۔ ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ میرے قدم خودبخود ان کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا بات ہے، ظفر بھائی؟" مجھے اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ آگے بڑھ آئے۔ مڑ کر اپنے ساتھیوں کو رخصتی اشارہ کیا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے

"کیسے چائے پیتے ہیں؟"

ہم قریبی ہی مسرت ہوٹل کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ میں نے تمام تفصیلات گوش گزار کیں۔ مذکورہ آزادگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے

"ظفر بھائی، آپ نے کبھی بتایا ہی نہیں۔ یہ لوگ بھی ہم کس طرح کے لیے جانتے ہیں؟ اسی لیے تاکہ آپ جیسے سمجھوں کو کچھ [illegible] کر سکیں۔"

چائے ختم کر کے انہوں نے سگریٹ کا پیکٹ نکالا۔ دو انگلیوں میں سگریٹ دبا کر [illegible]

"آپ چنتا نہ کریں۔ کسی طرح کی جلد بازی نہ کریں۔"

"یہ کب تک ہوگا؟" میں نے پوچھا۔

"اب یہ بیمار [illegible] ہے، ہم پر چھوڑ دیجیے۔"

مصرا جی سے دو روز بعد ملاقات طے ہوئی۔ یہ دو دن میں نے بڑی تشویش میں گزارے۔ مصر جی کا مونس یاد آتا تو دل کو ہچکیاں لگ جاتیں۔

خدا خدا کر کے دو روز گزرے اور میں مصرا جی سے ملا۔ مصرا جی سیدھے مجھے ڈپٹی سیکرٹری کے پاس لے گئے۔ وہ اپنے کمرے میں نہ تھے۔ ہم باہر راہداری میں کھڑے ان کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ آتے ہوئے دکھائی دیے۔ مصر جی نے انہیں راہ ہی میں لپک لیا۔

"مصرا جی، اس وقت میں بہت مصروف ہوں۔" ڈپٹی سیکرٹری نے اپنی کوفت کو لہجے کی سرد مہری میں چھپانے کی کوشش کی۔

"میں تو رضا جی کے لیے آیا تھا۔" مصر جی نے اسی اپنائیت سے کہا گویا وہ ڈپٹی سیکرٹری کے رشتے دار ہوں۔

"رضا؟" وہ بڑبڑائے۔ "رضا ... کی لڑکی کا نام تو بہت ٹھیک ہے، آئیے، لیکن میں دو منٹ سے زیادہ نہیں دے سکوں گا"

کچھ ہی دیر سے انتظار کر رہے تھے۔ میں بارہ [illegible] کا ایک وقت تھا جو پہلے سے وقت لے کر کسی خاص مسئلے پر گفتگو کا خواہاں تھا۔ ہم سیکرٹری کے [illegible] کی شدید بے چینی کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئے

"رضا صاحب" انہوں نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ ظفر صاحب ہیں" مصرا جی شروع ہوئے، "اردو کے مایہ ناز لکھنے والے ہیں۔ میں نے ان سے ملنے کی کوششوں کر چرچا کی تو بہت خوش ہوئے۔"

"آپ انہیں کیوں لائے ہیں؟" سیکرٹری صاحب کچھ جھنجھلا گئے۔

"ظفر صاحب چاہتے ہیں کہ رضا جی ریڈیو پر اپنی کہانیاں سنائیں۔" مصرا جی نے اسی تیوری سے کہا۔

"وہ آتی ہیں؟" ڈپٹی سیکرٹری نرم پڑ گئے۔

"آپ ریڈیو پر افسر ہیں؟" مسکرا کر مجھ سے پوچھا اور جیب سے سگریٹ نکال کر مجھے [illegible]

میں نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

"جی نہیں" مصر جی بول اٹھے۔ "ریڈیو کے بڑے بڑے افسر ان کے دوست ہیں۔ ان کے لیے تو [illegible] بات چٹکی بجا کر پوری کی۔"

[illegible] چٹکی میں وہ مجھے اپنی طرف لے گئے تھے۔ سیکرٹری بھی مجھ [illegible] ریڈیو پروگرام

"پھر ہوا۔ آپ رضا کو فون کریں۔" ڈپٹی سیکرٹری نے بیساختہ سے کہا۔ لیکن ان سے صبر نہ ہو سکا۔ [illegible] انہوں نے اپنی ریسیور کو چھونے کے لیے انگلیوں کو مروڑا، مٹھی بند کی۔ [illegible] ان کو ملایا اور چائے کا کہا۔ آخر ان کا ہاتھ ٹیلی فون کی طرف

[illegible] میں نے کہا، میرے چھوٹے سے نام کی نے ہو اتنا بڑا چکر

[illegible] ریاض نے نیچے میں بیٹھ جاتی ہیں
[illegible] تو انہوں نے بتایا کہ اس کام ہو ایک صنعت کار کا ہے۔
[illegible] کام کروانا ہے جو منصفہ ڈائریکٹر نے وجہ صنعت کار نے
[illegible] کے خلاف مسائل تنخواہ کے لڑ کر وزیر موصوف اس کا کام کر
[illegible] تب اب ڈپٹی سیکرٹری صاحب کی دوبارہ کوشش ہو گئی۔ ان کی

[illegible] ڈپٹی سیکرٹری کی معاونی کاغذات کے ساتھ ڈپٹی
[illegible] بھیج گئی ہے اور انہوں نے دستخط بھی کر دیے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں
[illegible] دو سفارش ہو انہوں نے دستخط کر دیے
[illegible] سے فوری طور پر ایکشن لے اور جوش ہو
[illegible] سیکرٹری صاحب کی دستخط کے ساتھ

[illegible] تو میں انعام لینا چاہیے لیکن گلور چاہیے کہتے ہوئے انہوں نے اپنی کاں
[illegible]
[illegible] وقت دفتر میں تنہا تھا۔ [illegible] بیٹھا ہوا ایک سفید نے پوچھا "وہ

[illegible]

پڑھا اور انہوں نے نمبر ملا کر اپنی بیٹی رضا سے بات کی
مصراجی بڑکا بیدار سے ان کی تمام حرکتیں دیکھتی رہیں
"بیٹی رضا، یہاں مصراجی آئی ہوئی ہیں۔۔۔ ہاں وہ جو بہوں بتاتی ہیں نا۔۔۔ وہ تمہاری کوئسلی ریڈیو سے سوگنا چاہتی ہیں۔۔۔ ہاں ریڈیو سے۔ ٹھیک ہے، تم خود ہی ان سے بات کر لو۔"
میں نے دیکھا ان کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا ہے۔ کچھ لمحوں کے لیے وہ بھول گئے کہ وہ سرال میں ڈپٹی سیکرٹری ہیں۔ ایک باپ کی مسرت چھپائے نہ چھپتی تھی۔ دل ہی دل میں مصراجی کو مان گیا۔ والدین ماکساں ادمی ہیں۔ لیکن میں ریاض سے کیسے کہوں گا؟ مہر ہو کہ مصر جی پر ہی چھوڑ دوں۔
ریاض سے ملاقات ہوئی تو انہیں تمام بات بتائی ہی ہوگی۔ وہ ہنس پڑے۔ "بہت کائیاں ہے" انہوں نے کہا "آخر بھس میں پھانس ہی لیا۔"
مہذب نے فون کر کے رضا کو بلوایا۔ مصر جی نے محبوب بتایا کہ ڈپٹی سیکرٹری کو اپنی بیٹی پر ناز ہے کہ وہ بہت ذہین ہے۔ خوبصورت ہے۔ سائنس کی طالبہ ہے لیکن غزل لطیفہ سے شوق ہے اور شاعری کرتی ہے۔ ریڈیو پر بلایا جانا گویا ان خوبیوں کی تصدیق کے مترادف تھا۔
اس میں شک نہیں کہ مہذب ریاض اور میں نے بھی اس سے مل کر یہی محسوس کیا۔ رضا اپنی ماں کے ساتھ آئی تھی۔ اس کی نظموں میں کچھ نہ تھا لیکن اظہار کی تازگی اور قوت بھی تھی جو جذبے کی صداقت سے پیدا ہوئی ہے۔
ریاض چاہتے تھے کہ اسی وقت ریکارڈنگ ہو جائے۔ لیکن مصراجی مصر ہوئے کہ ریکارڈنگ دو چار دن بعد اطمینان سے ہو تاکہ رضا کو نسلی صحت کر لے اور پڑھنے سے پہلے ذہنی طور پر تیار ہو جائے۔ یہ بات رضا کی ماں کو بھی مناسب معلوم ہوئی۔
ریاض نے کہا "آپ جیسے مناسب سمجھیں۔"
ریاض نے ان کی خاص خاطر کی چائے بسکٹ وغیرہ منگوائے۔
ریکارڈنگ کے دن میں نے چھٹی کی۔ وہاں پہنچا تو ایک صحافی اور کیمرہ مین مہذب کے کمرے میں نظر آئے۔ ڈائرکٹر صاحب کو پتہ چلا کہ ڈپٹی سیکرٹری کی لڑکی اپنی نظمیں ریکارڈ کروا رہی ہے تو خود ریکارڈنگ پر آئے۔ لڑکی کو سامنے دیکھ ریاض سے وہ خاصے خوش نظر آئے۔ کیمرہ مین کو انہوں نے مختلف تصویریں کھینچنے کی اجازت دی۔
اگلے روز ہم نے دیکھا کہ ایک مشہور اخبار کے ادبی صفحے پر رضا کی ریکارڈنگ کی تفصیلی رپورٹ چارکالمی تصویر کے ساتھ چھپی تھی۔ جو دو تصویروں کو ملا کر ایک تصویر بنائی گئی تھی۔ ایک طرف رضا مائیکروفون کے سامنے بیٹھی اپنی نظمیں پڑھ رہی تھی۔ دوسری طرف مہذب اسے ہاتھ سے کچھ اشارہ کر رہے تھے۔ ڈائرکٹر صاحب ان پر جھکا ہوا تھا۔
اتنے میں ریاض کا فون آیا
"آج کا اخبار دیکھا؟"
"ہاں۔ رضا کی تصویر کی بات کر رہے ہو؟"

Scanned with CamScanner

قمر احسن

سیرِ آسوجانہ

"اگر تمہارے دل کو اس سراپا دار سے تعلق ہے تو خود اسباب پر نظر رکھو۔ کیونکہ وہ کمال ظہورِ حسن کی وجہ سے اضافت صفت اظہار کی طرح حجاب میں ہے۔ لیکن دنیا کا کوئی ذرہ اس کے پرتو سے محروم نہیں۔ غور کرو اور اس حقیقت کو سمجھو۔ ہم خود ہی اپنا مقصود ہیں"

"شیخ شہاب سمنانی نے بیٹھے بیٹھے خود پر غور کیا اور پھر فرض کر لیا کہ وہ ایک طاہر اور مرغِ گامی ہیں۔ لہٰذا وہ گامی ہو گئے۔۔۔"

واجد توکل حسین ایک کرم خوردہ گیروے رنگ کی کتاب سے اتنا ہی پڑھ سکے تھے کہ خاموشی میں سے ایک صوت ہوا۔"

واجد صاحب نے کہا اگر ہم فرض کر لیں کہ ہم چوہے ہیں تو ہم چوہے ہو جائیں گے؟"

"ہاں ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ ہم خود ہی اپنا مقصود ہیں۔ بس جس شدت سے فرض کیا ہوگا جس شدت سے شیخ شہاب سمنانی نے فرض کیا تھا۔" واجد صاحب نے جواب دیا اور پھر کتاب کے صفحے پر نظریں جما دیں۔

"اے بستی کو کم اب دریا کے ساحل پر بسنے رہنے والو! اگر تم مر کر بچانا چاہو تو آ جاؤ۔"

"جب شہر کے شہر کو آگ کی ہولناکی نے ہر شے کو جلا ڈالا ہے۔ انہیں میر صاحب کو ایک دن بستی والوں نے دیکھا کہ جابجا سڑک پر ہر شے سڑک سے چپکی لگی ہوئی اور ایک بیٹی کی جیبیں ہو گئیں۔ سرشام اس وقت حضرت جاہل نے دیکھا کہ میر صاحب شیر کی کھال پہنے شیر کی کھال پر بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں۔ وہ رخ کیے جلال پر ماتھی نظر نہ جم سکی اور جد کر ایک گوشے میں چھپ گئیں۔ کچھ دیر بعد جھانک کر دیکھا تو میر صاحب شیر کی کھال سے غائب تھے۔ اس کی نظر اوپر گئی تو جو کچھ سے منظر تھا وہ اس کے ہوش اڑا دینے کے لیے کافی تھا۔ میر صاحب کا سر ہوا میں معلق تھا اور بدن سے ہاتھ جدا۔ پورے کمرے میں بکھرے پڑے تھے۔

تیسرے روز بستی میں جابجا سیر ... اگر چلانے لگی لوگو دوڑو میر صاحب کو ... کسی نے

مل کر دیکھا ... حقیقت دور ہوئی تو ... نے پایا کہ میر صاحب اسی طرح شیر کی کھال پر بیٹھے وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ عوام الناس خاموش اور ... لگ محو تماشا تھے۔

"جب لوگ چھٹ گئے تو میر صاحب نے میاں سے مخاطب ہو کر کہا: تو میرا راز جان کر خاموش رہ سکے گی ... تو خود مٹ جائے گی

وا ترمانی ہے دنیا ایک دلکش کاروان گاہ ہے۔ یہاں سے حسرت کے سوا کچھ نہیں جاتا۔ ... رنگ میں رنگ ہو اور ... وحدت میں ایک ہو۔ ... کثرت کی تو ... اور ... ہو جاؤ

پھر ایک دن انہیں میر صاحب نے فرض کیا کہ وہ ایک آسیب ہیں۔ تب وہ کالا سایہ ہو گئے۔"

واجد توکل حسین کتاب بند کر کے برآمدے سے دور تک میدان کی طرف دیکھنے لگے۔ عاصمہ دھیرے دھیرے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔

واجد صاحب نے ... پچیس سال پولیس کی ملازمت کی تھی۔ لیکن اب طبیعت کی مسلسل خرابی کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی ریٹائرمنٹ لے لیا تھا۔ تب تو وہ ریٹائرڈ ... پولیس ... اکثر بے تکلف دوست اب بھی فوجدار صاحب ہی کے نام سے پکارتے تھے۔

اسپانی وجیہ اور مضبوط جسم اور چہرے کے مالک تھے اور خاص طور سے آنکھیں جن پر ایسی چمک تھی۔ انہیں غور سے دیکھنے ہی سے کسی جسم کا تصور آ جاتا تھا۔ آنکھوں کی وہی بجلی سی روشنی اور ذات دار چمک دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ انہیں کوئی ... ہے۔

... میں ... مبتلا تھے۔

... جسم پر خشک دھبے سے پڑنے لگے تھے جن سے خشکی جھڑتی تھی۔ ڈاکٹروں نے ... کر علاج کیا تو کچھ دنوں کے لیے خشکی ختم ہو گئی لیکن دس سال رہے کچھ دنوں بعد پھر خشکی پیدا ہو گئی۔ حکیموں اور ویدوں نے خیال ظاہر کیا کہ ... لوگوں کو ... لیکن مرض کی تشخیص کے باوجود وہ بھی شافی علاج نہ کر سکے۔

پھر یہ خشک دھبے ... سرخی پیدا ہو گئی۔ اس کے ساتھ خارش اور جلن بھی بڑھنے لگی۔ ڈاکٹروں نے ہر طرح کی الرجی ٹیسٹ بھی کر لیے لیکن کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ یہ دھبے پھیلتے پھیلتے چہرے اور سر تک بھی پہنچ گئے اور خارش کی وجہ سے ایک مستقل [illegible] کر دیا کہ پورے جسم پر ... اب ... ان کی وضع داری کے خلاف تھا۔ لہٰذا ... کمرے میں بند ... جسم پر مرہم کا لیپ لگائے پڑے رہتے۔ جب کوئی افاقہ نہ ہوا تو ... کی ... سے ... کی چھتری ... لگ ... کر ... کرانے کے بعد بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ... جوتی پر جا

Scanned with CamScanner

ہی پڑا۔ اور مرض بڑھتا ہی گیا۔ باقی جسم تو لباس میں چھپا رہتا لیکن چہرے اور ہاتھوں پر انتہائی مکروہ سرخ دھبّے پڑے رہتے جن میں سے خشکی جھڑا کرتی تھی۔ کچھ دنوں بعد ان دھبوں میں سوجن بھی پیدا ہونے لگی اور ان میں سے پانی جیسا مادہ رسنے لگا۔

راجہ صاحب کی طبیعت اور مزاج میں مرض کی طوالت کی وجہ سے اشتعال سا پیدا ہو گیا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر غرّاتے اور غصہ کرتے، چیزوں کو توڑپھوڑ دیتا اور خاص چیزیں پھر غائب [illegible] ان کا معمول سا ہو گیا تھا۔ گھر کے تمام افراد اب ان سے کترانے لگے تھے اور خود بھی زیادہ تر اپنے کمرے تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اب اس مرض کے ساتھ فرائضِ منصبی کا ادا کرنا ممکن نہیں رہ گیا ہے تو رضاکارانہ سبکدوشی کی درخواست دے دی اور اعلیٰ عہدیداروں سے مل کر انہیں صورتِ حال بتا کر اس کی منظوری بھی حاصل کر لی۔ چنانچہ سبکدوشی کے بعد سے پھر اپنے وطن واپس آ گئے تھے جہاں علاج بھی باقاعدہ چل رہا تھا۔ گھر اور گھر کے باہر اعزاواقربا ان کی دلجوئی میں بھی لگے رہتے تھے۔

اب ان کا معمول ہو گیا تھا کہ صبح اپنے کمرے سے نکل کر خاندانی لائبریری میں چلے جاتے اور خاصی دیر تک کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے۔ پھر جو کتاب انہیں دلچسپ لگتی اسے لے کر باہر برآمدے میں آ جاتے اور اس کی کچھ سطریں یا اقتباس بلند آواز سے پڑھ کر حاضرین کو سناتے۔ کبھی کبھی کسی خاص موضوع پر بحث گفتگو میں بھی حصہ لیتے۔

دوپہر کے بعد سے پھر وہ اپنے کمرے میں بند ہو جاتے۔ بس اذان کی آواز پر باہر نکلتے۔ مسجد جا کر [illegible] نماز پڑھتے۔ پھر کمرے میں واپس آ کر کسی کتاب کے مطالعے میں مشغول ہو جاتے۔

آج کل تصوف اور صوفیا میں ان کی دلچسپی بڑھی ہوئی تھی۔ احوالِ صوفیا پر جو بھی کتاب ہاتھ لگتی وہ اسے اٹھا لاتے۔ چنانچہ "نفحات الانس" اور "طبقات الصوفیا" اپنے کمرے ہی میں اٹھا لائے تھے۔

آج حاضرین کے جانے کے بعد بھی بہت دیر تک وہ خلا میں گھورتے رہے اور پھر اسی طرح گھورتے گھورتے اپنے کمرے میں واپس آ کر مسہری سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

اچانک انہیں محسوس ہوا کہ کوئی ہلکے رنگ کی پرچھائیں سی کمرے کی دیواروں پر دوڑ گئی ہے۔ انہوں نے چونک کر ادھر ادھر پھر دروازے کی طرف دیکھا لیکن کچھ نظر نہیں آیا۔

جب سے اس مرض کی شدت ہوئی تھی انہوں نے سب کے ساتھ بیٹھ کر دسترخوان پر کھانا ترک کر دیا تھا۔ اب ان کی اہلیہ ہی ان کا کھانا لے کر ان کے کمرے میں آ جاتی تھیں۔ ملازمہ خالی برتن اٹھا لے جاتی اور ان کے حکم میں [illegible] ان کے جھوٹے برتن علیحدہ سے دھلوا لیے جاتے تھے۔

کھانے کے بعد جب ان کی بیوی چلی گئیں اور ملازمہ برتن سمیٹ لے گئی تو انہوں نے ایک گوشے میں رکھی سنگھار میز کے قدِآدم شیشے میں اپنے آپ کو دیکھا۔ کرتے کی [illegible] سینے اور مونڈھوں پر لمبے لمبے سرخ نشان سے ابھر آئے تھے جیسے رول یا کوڑوں کی مار سے ابھرے ہیں۔ انگلیاں دیکھیں تو سرخ دھبوں کے بیچ گوشت کم ہو گیا تھا اور ہڈیاں کڑیوں کی طرح

ابھر آئی تھیں جس سے انگلیاں پوروں پر سے مڑی مڑی سی لگنے لگی تھیں۔ انہوں نے رومال اٹھا کر ناک صاف کرنا چاہی تو لگا جیسے ناک پہلے سے کچھ موٹی ہو گئی ہو۔ کان کی لویں بھی لٹکی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ ابھی وہ آئینے میں اپنا سراپا دیکھ ہی رہے تھے کہ آئینے میں پھر ہلکے رنگ کی پرچھائیں سی تھوڑی تھوڑی نظر آئی۔ ایک لمحے کو انہیں لگا جیسے یہ شیر کا سراپا ہو۔ اضطراری طور پر انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو سپاٹ دیواروں پر کچھ نظر نہ آیا۔

مسہری پر غنودگی طاری ہونے لگی تو اچانک ذہن میں خیال آیا کہ محرم آنے سے پہلے امام باڑے کی صفائی ستھرائی ہو جانا ضروری ہے۔ چنانچہ وہ ویسے ہی باہر نکل آئے اور ملازموں سے امام باڑے کا دروازہ کھلوا کر [illegible] اندر داخل ہوئے۔ سب سے پہلے سامنے ضریح پر نظر پڑی [illegible] انہیں لگا کہ [illegible] پرچھائیں [illegible] میں وہ بالکل اسی تصویر سے مشابہ ہیں [illegible] ملازموں کو کچھ ضروری ہدایتیں دے کر واپس چلے آئے اور مسہری پر لیٹ گئے۔ چند لمحوں بعد پھر اٹھ کر [illegible] اور کاغذ نکال کر اپنے دونوں بیٹوں کو خط لکھنے لگے۔

ان کا ایک بیٹا عمان(?) کا [illegible] پاس کر کے اب شہر میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا اور دوسرا [illegible] میں [illegible] کر رہا تھا۔

انہوں نے [illegible] خط [illegible] کے طور پر لکھا کہ وہ [illegible] خواہش ہے کہ [illegible] طور سے شیر کے متعلق اچھی [illegible] اور چھوٹے بیٹے کو انہوں نے شہر کی ایک مشہور دکان سے دیوار پر لگانے کے لیے شیر کی عمدہ تصویریں خرید کر بھجوانے کی ہدایت کی۔ دونوں خط ختم کرنے کے بعد وہ [illegible] سے فراغت [illegible] حسبِ عادت سو گئے۔

[illegible] نماز کے دوران حالتِ رکوع میں انہیں لگا جیسے دونوں پیروں کی انگلیوں کے گھٹ [illegible] ہو کر آگے سے مڑ گئی ہیں۔ جب تک نماز ختم ہو گئی ان کی حالت بڑھتی گئی [illegible] جلدی جلدی انہوں نے دونوں پیروں کی انگلیوں کو چھوا اور دیکھا تو [illegible] اور [illegible] ہو گیا۔ [illegible] پھر اپنے کمرے کی طرف چل پڑے۔ [illegible] تصوف اور [illegible] شاعری کی [illegible] پھر [illegible] کی فہرست کھول کر [illegible] اور [illegible] نکال کر اپنے سامنے لے آئے اور [illegible] کا ذکر [illegible] لگے۔

[illegible] کھانا کھاتے کھاتے انہوں نے ان آنکھوں سے اپنی بیوی کی طرف دیکھا اور کہا: "آپ [illegible] اسی طرح انتظار کرتی ہیں، آپ کھانا رکھ دیا کیجیے، میں اطمینان سے کھا لیا کروں گا۔"

"نہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ آپ اطمینان سے کھانا کھائیے" بیوی نے کہا "لیکن مجھے تو محسوس ہو رہا ہے کہ جلدی کھانا ختم کروں۔ آپ انتظار کر رہی ہیں۔"

Scanned with CamScanner

بس کل سے آپ میرا کھانا چھوڑ کر چلی جائیں گی۔"

جب وہ ان کی طرف جانے لگیں تو انہوں نے کہا "کل تھا ہوا مرغ بکرا سمجھ کر بچ رہا ہے۔"

رات دیر تک وہ کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے پھر سو گئے۔ دوسرا دن بھی معمول کے مطابق تھا۔ بس دوستوں اور مصاحبوں کی موجودگی میں ان کے چہرے پر ایک فکر کا سایہ سا لہراتا رہا تھا۔

دوپہر کو جب ان کی طرف کھانا لے کر گئیں تو انہوں نے دیکھا کہ اس میں ان کی حسب فرمائش بھنا ہوا مرغ بھی رکھا ہے۔

جب ملازمہ نے کھانا سجا دیا اور ان کی طرف وہیں بیٹھنے لگیں تو انہوں نے اصرار کر کے انہیں کمرے سے واپس بھیج دیا اور یہی بتایا کہ وہ اطمینان سے کھانا کھا لیں گے۔ جب ان کی بیوی کمرے سے باہر چلی گئیں تو انہوں نے کمرہ اندر سے بند کر لیا۔ کھانے کے پاس آ کر تھوڑی دیر کھڑے رہے پھر کرسی کھینچ کر کمرے میں چاروں طرف دیکھا اور فوراً بیٹھ کر دونوں ہاتھ دسترخوان پر ٹیک کر مرغ کی بوٹی پر جھک گئے۔

وہ کوشش کر رہے تھے کہ کسی درندے کی طرح منہ سے مرغ کو صرف دانتوں کی مدد سے ادھیڑ ڈالیں۔ لیکن مرغ باربار پھسل جاتا تھا۔ ان کی پوری داڑھی مرغ کے مسالے میں لت پت تھی۔ وہ اسی حالت میں اٹھ کر آئینے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اپنی حالت دیکھ کر خود ہی ہنس پڑے۔ لیکن انہیں خود اپنی ہنسی خراب سی لگی۔ آئینے کے سامنے سے ہٹ کر پھر دسترخوان پر آئے اور اسی طرح دانتوں سے روٹی میں کاٹ کر کھانے کی کوشش کرنے لگے۔ خاصی دیر تک جدوجہد کرنے کے بعد روہانسے سے ہو کر تھک گئے اور ہاتھ دھو کر پھر اطمینان سے کھانا کھانے لگے۔

اب انہوں نے باہر کی نشستیں بھی کم کر دی تھیں۔ کوئی ملنے پر بہت ہی اصرار کرتا تو تھوڑی دیر کو باہر آ جاتے تھے ورنہ زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں کتابوں کے مطالعے میں غرق رہتے۔ ان کے ساتھی اور دوست دوچار دن تو دروازے پر جمع ہوئے لیکن ان کی بے دلی دیکھ کر وہ بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

ان کی بڑی لڑکی نے سیروں اور ان کی عادات و خصلت پر بہت سی کتابیں جمع کر کے انہیں بھیجی تھیں جنہیں پا کر وہ بہت مسرور ہوئے تھے اور اب رات دن ان کتابوں کو پڑھ کر کاغذ پر بوٹس اور شیر کی چہرے، دانت اور پنجوں کی تصویریں بنایا کرتے تھے۔ تھوڑے دن بعد ان کا چھوٹا بیٹا شیروں کی بہت سی شاندار تصویریں لے کر خود ہی آ گیا اور دونوں نے مل کر یہ تصویریں کمرے میں کیلوں اور چپکنے والے کاغذ کی مدد سے لگائیں اور لٹکائے رہے انہیں دیکھ دیکھ کر وہ اپنی خوشی کا اظہار کرتے۔ ان کا بیٹا دوچار دن رہ کر پھر واپس چلا گیا تو بھی وہ دیر دیر تک ان تصویروں کے سامنے کھڑے ہو کر انہیں دیکھتے رہتے یا پھر آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا سراپا دیکھتے۔ کبھی انہیں اپنا ناک کا ناسا سا موٹا ہوا نظر آتا کبھی یوں لگتا کہ دونوں ہونٹ موٹے ہو گئے ہیں اور جبڑا باہر اٹھ گیا ہے تو پھر وہی خاص خوشی محسوس

اور ان کی بوٹس اور تھنی۔

بزرگوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا تھا کہ گھر کے افراد سال بھر کہیں بھی رہیں کچھ بھی کریں، لیکن محرم کی چاند سے پہلے سب وطن پہنچ جائیں۔ اس رسم کی انہوں نے بھی پابندی کی تھی اور اپنی اولاد کو بھی یہی ہدایت کی تھی کہ محرم سے پہلے وہ سب گھر آ جایا کریں۔ چنانچہ ان کا بڑا بیٹا جب اپنی بیوی و بچوں کے ساتھ آ گیا تو ان کو بڑا اطمینان ہوا۔ چھوٹے بچوں کی ان کے کمرے سے خاص دلچسپی رہی تھی کیونکہ ان کی یہ کمرہ عجوبۂ روزگار تھا۔ جب بھی ان کی ہر مطلوبہ شے کسی نہ کسی طاق یا دیوار سے نکل آتی تھی، اور انہیں اس کمرے میں دھماچوکڑی کرنے یا خاموشی سے اپنا کھیل جاری رکھنے کی پوری آزادی رہتی تھی۔ لیکن اس بار ان کے ابو نے راحد صاحب کی اہلیہ بچوں کی دادی نے سختی سے اعلان کر دیا کہ کوئی بچہ ان کے کمرے میں نہ جائے گا اور پھر انہوں نے اپنی بہو کو علیحدہ سمجھا کر ضروری ہدایات بھی دے دیں۔ بچے پہلے ایک دو دن تو ادھر ادھر منڈلاتے رہے لیکن تیسرے ہی دن نظریں بچا کر ان کے کمرے میں گھس گئے اور حیرانی سے دیواروں پر لگی شیر کی تصویروں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ راحد صاحب اپنی کتابوں سے ذرا فارغ ہوئے تو بچوں کو دیکھ کر مسکرائے اور ہاتھوں پر دستانے پہن کر دراز سے ٹافیاں، چنے اور بادام نکال کر ان کے حوالے کر دیے پھر تنگ ٹھوڑی کے کر مٹھیوں میں سامان لے کر بھاگ آئے تو دیکھا کہ ان کی دادی اور باپ سر جوڑے بیٹھے ہیں۔

"لیکن اماں یہ صورت کب تک رہے گی۔ اب انہیں کسی مخصوص اسپتال میں داخل کر دینا ہی اچھا ہے" لڑکے نے کہا۔

"تم جو چاہو کرو۔ لیکن یہ خیال رہے کہ انہیں کسی بات کا احساس نہ ہونے پائے۔ وہ ابھی تک اپنی مرض کو نہیں سمجھ سکے ہیں" ماں نے اسے سمجھاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب یہ تو بتانا ہی پڑے گا، وہ بچے تو ہیں نہیں کہ اس کی اہمیت کو نہ سمجھ پائیں،" لڑکے نے اصرار کیا۔

"وہ کسی طرح بھی بچے سے بھی زیادہ کم گزرے ہو گئے ہیں۔ میں نے انہیں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر طرح طرح کی حرکتیں کرتے، دانت بھینچتے غراتے اور خرخراتے دیکھا ہے۔ اکثر دیواروں پر لگی تصویروں سے باتیں کرنے لگتے ہیں، ان سے اشارے کرتے ہیں اور ابھی کبھی اسکول کی صندوق سا بنا کر ان کا دستانہ لٹکائی ہیں۔ ملازمہ بتا رہی تھی کہ کسی دن وہ ہاتھوں کے بجائے دانتوں ہی سے کھانا کھانے کی کوشش کر رہے تھے" ماں نے مشوش ہوتے انداز میں کہا۔

"ایسی حرکتیں تو ہر آدمی تنہائی میں کرتا ہے اماں۔ یہ کوئی خاص بات نہیں اصل بات تو ان کا وہ مرض ہے جس میں وہ اتنے عرصے سے مبتلا ہوئے ہیں۔" لڑکے نے کہا۔

"تم جو بھی قدم اٹھاؤ خوب سوچ کر اٹھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے ان پر اور خراب اثر پڑے۔"

لڑکی تو دامنے ہوئے ہی مہراً مار کر اتر گئی اور راحد صاحب پھر اپنی معمولات میں کھو گئے۔ موسم بھی اب زیادہ گرم ہو گیا تھا۔ لہٰذا دن کی دھوپ اور لو کی وجہ سے ان کا باہر

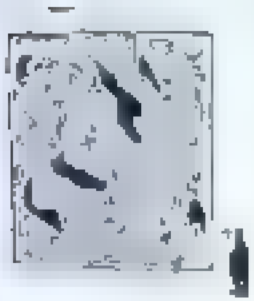

فهمیده ریاض

Scanned with CamScanner

فہمیدہ ریاض

گوداوری

Scanned with CamScanner

میں سوٹ کیس سے نکال نکال کر کپڑے [illegible] لگی جنہیں وہ دلّی سے استری کر کے لائی تھی [illegible] اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس کی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔ [illegible] پرلطف وقت کی توقع امید سے اس کا دل گنگنا رہا تھا۔

[illegible] راستے میں کئی خوبصورت لڑکے دیکھے [illegible] کی طرح [illegible] شاید [illegible] سے [illegible] اور پہاڑ کے سرخ، [illegible] چکردار راستوں پر [illegible] کر رہے تھے۔ [illegible] جانے [illegible] ولا میں رہنے والی اس کی دیکھ بھال کی ذمہ دار [illegible] کو کھانا [illegible] خرید کر [illegible] کے لیے [illegible] لے گیا تھا۔

جب تک [illegible] کے [illegible] میں (جو وہاں وافر مقدار میں دستیاب تھا) [illegible] کی [illegible] طرح کی [illegible] بال اور [illegible] حد تک نرم اور [illegible] [illegible] کر [illegible] اور [illegible] سورج کی [illegible] دھوپ میں اپنے لمبے سیاہ ریشمی بال [illegible] اور اب [illegible] اشتیاق سے گلابی [illegible] [illegible] خوبصورت لڑکے [illegible] کر رہے تھے۔ وہ [illegible] تھی کہ کوئی بھی لڑکا اسے دیکھ کر کم از کم [illegible] [illegible] لیکن خوشی اور اضطراب [illegible] چھپا [illegible] خوشی کی [illegible] باہر نکلی رہی۔ اس کی [illegible] آنکھیں چکرمکر [illegible] اور [illegible] کسی [illegible] لڑکی کو دیکھ لیں۔ [illegible] والی [illegible] اور [illegible] بالکل [illegible] کی [illegible] میں [illegible] ہوئی تھی۔ اس کی [illegible] لائی تھی۔

جب تک [illegible] سفر کی [illegible] اتاریں [illegible] کی مہک سے [illegible] کمرے میں [illegible] والے [illegible] بستر پر [illegible] خوشبو والی چادروں سے خود کو [illegible] کر ایک [illegible] تھا۔ [illegible] والی [illegible] کر [illegible] میں پانی گرم کر کے [illegible] اور اپنی [illegible] کی [illegible] میں [illegible] برس کی عمر ہی میں کسی اسکول ہیڈمسٹریس کی طرح سنجیدہ [illegible] اور [illegible] والی [illegible] کا [illegible] کر [illegible] پہن [illegible] تھی۔ اب [illegible] والی تھی کہ [illegible] کی [illegible] پر آ پہنچی۔

[illegible] کی نظریں اس کی جانب اٹھ گئیں۔ کھڑکی تھی وہاں گندمی رنگ کی ایک [illegible] [illegible] کی طرح [illegible] کا سکوت [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] وہ [illegible] کا [illegible] تھی جو اس کے لبوں کو چھو رہا تھا۔

"[illegible] آئے؟" [illegible] پر رکھتے ہوئے کہا۔ "[illegible] بھائی کا [illegible] سے فون آیا تھا [illegible] کی آنے کی خبر مل گئی تھی۔ میں ہی یہاں بنگلے کی دیکھ بھال کرتی ہوں۔"

"اچھا! [illegible] تو آپ ہیں [illegible] فوراً [illegible] ہو کر کہا

خوشی سے وہ [illegible] طور پر [illegible] ہو گیا تھا۔ اس کا بھی حال تھا۔ کوئی بھی اور کسی بھی [illegible] ہو [illegible] ہو جاتا تھا۔

[illegible] کو [illegible] کر لڑکی نے [illegible] سے [illegible] چمک دار چکرمکر [illegible] اور [illegible] کو دیکھا۔ [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اسی [illegible] لڑکی کی ہنسی چھوٹ گئی۔ جیسے انہوں نے [illegible] کی حالت میں [illegible] رہا تھا! [illegible] اور [illegible] میں خوشی کی [illegible] کھانے [illegible] پر [illegible] اٹھا [illegible] کے لیے باہر چلی گئی۔ [illegible] وہ [illegible] لائی تو [illegible] اسے غور سے دیکھا۔ وہ [illegible] عورت [illegible] کی طرح نرم اور [illegible] اور [illegible] نرم [illegible] ملائم [illegible] جیسی [illegible]۔

[illegible] فوراً [illegible] کی [illegible] کو [illegible] کرانے لے جائیں وہ خود ولا میں [illegible] اور [illegible] [illegible] اور [illegible] لڑکی کی بلند آواز [illegible] کی گونج میں [illegible] سیر کرانے لے گیا کھڑکی سے [illegible] [illegible] کی [illegible] میں گونج رہی تھیں۔

٭٭٭

[illegible] ولا میں خاموشی تھی۔ یہاں اب کوئی نہ تھا۔ دو عورتیں، جدا جدا، اپنے کاموں میں [illegible]

[illegible] ولا کے [illegible] لگی غسل خانے میں [illegible] تھی۔ اور [illegible] کسی کی [illegible] سے [illegible] کیا ہوا شاید اس [illegible] میں [illegible] کمرے اور غسل خانے اور الماریاں [illegible] کھول [illegible] اس کے [illegible] وہ [illegible] پانی گرم [illegible] [illegible] لیا تھا۔ [illegible] آئی۔ [illegible] دھوپ [illegible] اس نے [illegible] پر نظر ڈالی۔ [illegible] کی [illegible] اس کے [illegible] میں [illegible] گئی۔ وہ خوشی سے [illegible] قدم [illegible] پر جا بیٹھی۔ [illegible] کا [illegible] تھا جو [illegible] [illegible] ولا [illegible] کرتی [illegible] وہ جو دل چاہے [illegible] [illegible]

[illegible] کر وہ [illegible] کے [illegible] پر [illegible] کی طرح ادھر ادھر [illegible] ہیں۔ [illegible] میں [illegible] خوبصورت لگا۔ اس نے ولا پر نظر دوڑائی۔ ولا

سے مشتمل دو سرونٹ کوارٹر تھے۔ دو میں تالا پڑا تھا۔ ایک کوٹھری کھلی تھی جس کی چمنی سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ آشا اسی کوٹھری میں رہتی تھی۔ ولا کے باورچی خانے کو سنبھالنے کے علاوہ چھوٹے کام سے بچنے کے لیے وہ اپنی کوٹھری ہی کے چولہے پر ولا میں مہمانوں کا کھانا بنا دیتی تھی۔

ماں سنبھلتی ہوئی، لیٹی ہوئی اٹھ کر کوٹھری کی طرف چل دی۔ جانے کیوں اس نے دروازہ پر دستک نہ دی۔ شاید وہ کسی ناخوشگوار حالت کی گرفت میں تھی۔ دروازہ اندر سے بند نہ تھا، صرف بھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ کے ذرا سے دباؤ سے کھل گیا۔ کوٹھری کی نیم اجالی میں آشا چولہے کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اٹھ کر دیکھا پھر مسکرا کر کھڑی ہو گئی۔

"آؤ بائی صاحب" اس نے کہا۔

کوٹھری کھولنے ہی ایک عطر، مگر مہاجت واضح مشکدہ کا مہکتا جھونکا ما کے چہرے سے ٹکرایا۔ مہک اس سرعت سے اس کے نتھنوں میں گھسی اور اتنی غیرمتوقع تھی، کہ پل بھر کو ما نے جھنجھلا کر سوچا کہ جیسے سچ مچ کسی چھوٹی جائے واردات میں چہرہ مچاتی ہو۔ یہ ایک مہکتی ہوئی خوشبو تھی جس میں گرم مصالحوں اور باسی پھولوں کے ساتھ مٹی کی دھانسی شامل تھی اور جو شاید اپنی لطافت کے باعث حیرت انگیز طور پر خوش گوار ہو گئی تھی۔

کوٹھری کی مدھم اجالے میں ما نے قدم بڑھایا۔ یہ کوٹھری معمولی لمبائی میں بنائی گئی تھی اور بالکل سادہ سی تھی۔ حالانکہ یہ ولا کا حصہ تھی، لیکن اس کی بناوٹ کسی جھونپڑی کی طرح تھی۔ ایک دیوار کے ساتھ تین پتھروں کا چولہا بنا دیا گیا تھا (جیسا پورے ہندوستان میں ہر روز بے شمار گھروں میں جلایا جاتا ہے) جس کے پاس راکھ بکھری تھی۔ سامنے پیتل کے پھاوڑے، کفگیر اور مٹی کی کونڈے میں ہلدی کی گٹھیاں اور لہسن پیاز رکھا تھا۔ بانس جوڑ کر کوٹھری میں پارٹیشن سا کھڑا کر دیا گیا تھا جس نے کھانا پکانے کے حصے کو باقی کی کوٹھری سے جدا کر دیا تھا۔ پارٹیشن سے پرے ایک کھاٹ پر آشا کا بستر بچھا تھا۔ دیوار کے ساتھ دھرنے کے لیے ٹین کا صندوق تھا جس کے اوپر دیوار کی کیل میں ٹنگا آئینہ تھا اور اس کے بالکل ساتھ سات رنگوں کی دھنک میں رنگی معصوم سی سونڈ والی گنیش جی کی مورتی دیوار پر آویزاں تھی۔

وہ آشا سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی جیسے دو عورتیں، جب اب سی اب ملتی ہیں۔

"جب مہمان نہیں ہوتے تب میں سیڑھیاں بناتی ہوں۔" اس نے ما کو بتایا اور بانسوں کی جڑی میں اپنے پنکھے کے لیے دکھایا۔ اس کے ساتھ بانس کا ایک کھوکھلا سا دیوار کے سہارے لگا تھا۔ اتنا کھوکھلا بانس ما نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نے وہ بانس ہی ٹھیک سے غور سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ جیسے بانس کو کسی نے کسی چیز میں لگا ہوا ہی دیکھا تھا جس پر کوئی غور نہیں کرتا۔ ما نے حیرت سے اس کھوکھلی سی چیز کو کیسے دیکھا جیسے برسوں کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہو؟

پاس لگتی ہوا سے اٹھ کر ما "آشا نے کہا۔ "آج آپ مجھ سے مصالحے لیں۔ ایک ہم کہلاتی ہو گیا۔ بس کا پاس ہے۔ کھولنے سے جو آیا، لیکن اس میں ایک دیر چلتی تھی، لیکن چلانے والا

سو میں سویرے اٹھ گئی۔

(معمولہ دیر بعد یہ چاول ہی باتیں تھیں، ما کو معلوم ہوا۔ تم برانگ سواجی صرف سویرے ہی نہیں رات کو بھی آتا ہے۔ لیکن چلانے نہیں۔ پیاز کی ٹھنڈی رات میں آشا کو سنگ سونے لیکن جب مکئی میں مہمان ہوں تو پھر اس کو مشکل پڑتی ہے۔)

تب کا ذکر بعد نہ تھا۔ اس کا شوہر تھا یا نہیں یا کہاں گیا۔ اس بات کو وہ بالکل گول مول کر گئی۔

"ہاں تھا وہ ایک دار پوشاکار" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں؟" ما نے حیرت سے نوجوانی پر انگلی دھر کر پوچھا

"یہ کہاں ہے"

پھر ما کو پتا چلا۔ یہاں ایک دار پوشاکار کاریگر کو کہتے ہیں۔ مراٹھی محاورے میں فارسی کی حرارت سے وہ بہت کالی چنگاری، پولیس والوں کو معاملہ دار کہتے تھے، رسم اداروں کو کہاں دار۔ لیکن مراٹھی تو اپنی بادشاہ کو بھی پیشوا کہتے تھے وہ فل میں بسے [illegible] فارسی بولتے گویا حل جل

(بعد میں کسی نے سب سے پہلے آشا کا آدمی چلا گیا تھا۔ ممبئی، فلم ایکٹر بننے۔ اسی نے اس سے کہا تھا وہ بہت سندر ہے، ہیرو بن جائے گا۔ پھر اس کی کوئی خبر ہی نہ آئی۔)

آشا پڑھی لکھی نہ تھی، لیکن پھر بھی پہاڑ پر بوجھا ڈھونے والیوں سے زیادہ مہذب معلوم ہوتی تھی۔ وہ ایک ذہین عورت تھی۔ اس نے ما کو بتایا کہ وہ طاہر بھائی کے ساتھ کئی بار ممبئی جا چکی ہے۔ کچھ مہینے تک اس نے ممبئی میں طاہر بھائی کی فیملی کی خدمت گزاری بھی کی تھی۔ وہ ماں کی وجہ سے واپس آ گئی جو ابھی زندہ ہے اور سچی گھی ترالی میں رہتا ہے۔ ممبئی میں طاہر بھائی کا شاندار بنگلہ تھا۔ ان کا عطر کا کاروبار تھا۔ ما اور ما کی طاہر بھائی سے ملاقات در اصل طیب بھائی کے ذریعے ہوئی تھی۔

ما اور با اس کی خیال میں کسی بھیکر سکتے میں پڑ کر پڑوسی ملک پاکستان سے [illegible] ان دو سیاسی جھگڑے میں رفت رفتہ ہوا۔ ان کے ہم خیال دوستوں کا وسیع حلقہ بن گیا تھا۔ ان میں کئی ہی کمیونسٹ تھے۔ طیب بھائی ایک [illegible] مسلم فرقہ پرستی کے خلاف تقریباً کل وقتی تحریک [illegible] ایک چھوٹے سے [illegible] طرح وقت نکال کر ان فرقہ کے بھتوں کی ظلم و [illegible] تحریک میں چلاتے تھے۔ ان کے بہت سے دوست اس حرکت سے خاطر رنجیدہ ہوتے خیال مسلمانوں کا، اور ہندوؤں کا بھی۔ سوال یہ تھا کہ ایک چھوٹے سے راتی جیسے فرقہ کو کہیں چھوڑا جائے۔ بہتی کریں تو جو ان کا دل چاہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

طیب بھائی ما بہار سے کہتیں "آپ کا بنیادی کام تو ہم ہے۔ اگر کبھی آپ اپنے فرقے کی اصلاح کی جانب توجہ دیں! خواہ مخواہ اپنے لیے مزید مشکلات پیدا کرتے رہتے ہیں؟"

طیب بھائی کے [illegible] ہندو مسلمان سکھ پرستار ایسا ہی کہتے۔ کسی کو بھی اس فرقے کی اصلاح سے دلچسپی نہیں تھی۔

بچپن کی اس معصوم شکل و ہی طیب بھائی کھچڑی داڑھی میں انگلیاں پھیرتے [illegible] چہرے کو [illegible] موٹے موٹے شیشوں کے پیچھے بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اور بھی پھیلا کر کہتے۔

"یہ لیجیے! اتنی سی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ تو سب سے اہم مسئلہ ہے۔ اس فرقے کی اصلاح تو سب سے زیادہ ضروری ہے۔"

سب لوگ اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے۔

طاہر بھائی عطر والے اس اصلاحی تحریک کی حمایتی تھے۔ مگر [illegible] فرقے کے پیشوا اور [illegible] شہر سے باہر قبرستان میں دفن ہونے کی جگہ نہیں دی جاتی تھی (سارے چھوٹے فرقوں کی طرح اس فرقے کا بھی علیحدہ قبرستان تھا۔)

"ارے تو لعنت بھیجیے،" لوگ کہتے۔ "عام قبرستان میں دفن ہو جائیے" (لوگوں کا مطلب ہوتا تھا کہ ایسے مُردوں کو عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں۔)

وہ ہنسی سے منہ دیکھتے۔ "آپ سمجھ نہیں رہے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ گویا [illegible] جنت میں چلا جائے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ ہم کیوں [illegible] کریں۔"

اصل بات یہ تھی کہ ان ہی میں سے کوئی اس فرقے کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا جو راجپوتانہ سے کسی [illegible] سے گجرات تک جا پہنچا تھا۔ طیب بھائی کے چکر میں کتنے ہی عام مسلمانوں نے اس کے موجودہ پیشوا کی ظلم کی داستانیں صبر اور تحمل سے سنی تھیں اور تاسف سے "چہ چہ" کیا تھا۔ کس طرح وہ دین کی سادہ شاہراہوں سے بھٹک کر گمراہ ہو رہے ہیں۔ طیب بھائی کے منہ پر کوئی کہتا کہ عام مسلمان اس فرقے ہی کو سرے سے گمراہ سمجھتے ہیں۔

"کیا ضرورت تھی بھئی؟" وہ چہک چہک کر آپس میں کہتے۔ "ختم کریں یہ اسکینڈل پاکستانی۔ اصل مقابلہ کفار سے ہے۔ اب سب کے سامنے اپنی گندی [illegible] لاحول ولا..."

مگر طیب بھائی سے کوئی کب کہتا! طیب بھائی [illegible] اور [illegible] ایسی ہی [illegible] محبت کرتے تھے کہ عام مسلمان ان کو دیکھ کر اپنی کم مایگی اور کم عملی پر شرمندہ ہی ہو سکتے تھے۔

طاہر بھائی کا ذکر ہی کیا۔ [illegible] باتیں کرتے کرتے، یہ سارے خیال ما کے ذہن سے ایسے تیز رفتار لمحوں کی طرح گزرے۔

وہ اپنے کمرے میں جانے لگی تو [illegible] مگر [illegible] وہ ایک [illegible] میں مبتلا تھی۔ [illegible] اس انجان [illegible] مقام پر کسی ناخوشگوار صورت حال سے خود کو اور اپنے پورے کنبے کو (بشمول ما) بچانا چاہتی تھی۔ اس تردد کے باوجود [illegible] سے کہا۔

"[illegible] بہت خطیر ہیں۔"

[illegible] سادگی سے دیکھا۔ پھر [illegible] کی نگاہیں گہری ہو گئیں۔ [illegible]

[illegible]

"[illegible]"

"نہیں، میں [illegible] نہیں کرتی" ما نے کچھ [illegible] کر کہا۔ [illegible]

"ضرورت نہیں [illegible]" ما نے کہا۔ [illegible]

[illegible]

تھا۔ [illegible] ہوشی میں [illegible] رچا ہوا تھا [illegible] جیسے عالم [illegible] تھا [illegible] کر رہی ہو!

پھنک گرد سے ہی ان نقوش کو مسحور ہو کر دیکھتی، جنہیں [illegible] کی روشنی نے خوبصورت [illegible] گھیر [illegible] دوبارہ [illegible] واپس جانے کی [illegible] کبھی آ کر تفصیلاً دیکھوں گی، اس نے سوچتے جاتے جاتے آخا ہی دھیرے سے کہا!

"رات کو برآمدے کی [illegible] والی بتّی میں بھی تک گل کر دینا [illegible] سردی میں کھڑا رہے گا۔"

ما مسکرا کر "اچھا" کہتی ہوئی اپنے کمرے میں لوٹ آئی۔ مسکرا تو وہ دی تھی لیکن اسے اور فکر لگ گئی۔ [illegible] وہ کمرے میں بستر پر بیٹھی [illegible] سوچتی رہی۔

پھر اسے خیال آیا، جگنو کے نہانے کا پانی ٹھیک سے گرم نہیں ہوا تھا، جگنو کو کہیں زکام نہ ہو جائے۔ بڑکی کی نظر کسی لڑکے پر نہ جا پڑے، یہ بات بھی [illegible] اور خاص گوشت کا [illegible] ٹھیک تھی۔ [illegible] ساتھ لائی تھی۔ اس کی [illegible] پریشانی [illegible] چھوٹی سی [illegible] دل ہی دل میں [illegible] بستر پر لیٹ گئی۔ [illegible] میں ڈوب گئی۔ [illegible] ایک جزیرہ تھا۔ [illegible] پہاڑ [illegible] سرخ غبار اڑ رہا تھا۔ [illegible] پیچھے کوئی خطرناک [illegible] دوڑ رہا تھا۔

☆☆☆

رات پر جگنی میں جب اس کی آنکھ کھلی۔

ولا کی کوئی کمرے سے اس کے کسی کی باتوں اور ہنسی کی آواز آ رہی تھی۔ کسی وقت یہ لوگ واپس آ گئے تھے۔

ما نے دروازہ کھولا اور برآمدے میں قدم رکھا۔

جیسے اوپر کی سمت اور دور پیچھے [illegible] اس کی چاروں طرف [illegible] میں پھوٹ رہی تھی۔ جہاں تک نظر دیکھ سکتی تھی، گہرے [illegible] اندھیرے میں، دور دور تک جگنوؤں کی [illegible] روشنی [illegible] پھوٹ رہی تھی [illegible] جگنوؤں [illegible] سیکڑوں، ہزاروں! سوئی کی نوک جیسی باریک، چمکتی روشنیاں ہر طرف اڑتی ہوئیں!

آنکھیں پھاڑے ما دیکھ رہی تھی۔ پہاڑ پر اتنے جگنو کہاں [illegible] گرم مرطوب

موسم کی وجہ سے ہو گئے اتنے جگنو! اور ان کا یہ رنگا یہ سبز [illegible] کا عکس کیا یا [illegible] ما کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ وہ مبہوت ہو کر اس منظر کا [illegible] جسے دیکھ رہی تھی جس نے اسے پل بھر کو [illegible] سے غافل کر دیا تھا۔ جب ہوش آیا تو تیزی سے پلٹ کر اس نے [illegible] کمرے کی کھڑکی پہ ہاتھ مارا اور چلائی: "جگنو!"

دروازہ [illegible] سے کھول کر سب لوگ باہر دوڑے آئے۔ پل بھر کو حیرت کی مورتیاں سے [illegible] جادو کی کوئی چھڑی [illegible] پورے منظر کو [illegible] دیا تھا۔

پھر وہ کلکاریاں مارتے، تالیاں بجاتے، اچھلتے کودتے میدان میں پھیل گئے، جیسے جگنوؤں کی بارش میں نہا رہے ہوں۔ [illegible] دور دور تک جگنوؤں کے پیچھے دوڑنے لگے۔ جگنو ان کے [illegible] رہے تھے۔ ان کے [illegible] ہاتھوں اور بانہوں پر چمک رہے تھے۔ بچوں کے [illegible] خاموشی [illegible] سوئے ہوئے لنگوروں کی نیند ٹوٹ گئی۔ لنگور [illegible] کرنے لگے۔ لنگوروں سے ڈر کر بچے واپس دوڑتے ہوئے [illegible] کپڑوں اور بالوں میں جگنوؤں کی افشاں سی چمک رہی تھی۔

کوٹھری کے دروازے سے لگی [illegible] اندر جاؤ [illegible] لنگور کاٹ لیں گے۔

وہ سب جلدی سے اوپر کمرے میں گھس گئے۔ بجلی کی کمزور روشنی میں آتے ہی جگنوؤں کی چمک ماند ہو گئی۔ [illegible] سب سے زیادہ جگنو بڑکی کی بانہوں اور گردن پر [illegible] سب سے زیادہ [illegible] رہی تھی، [illegible] طرف [illegible] اب جگنو اس کو [illegible] رہے تھے۔

اوہ! [illegible] بہت بہت [illegible] بڑکی [illegible] کی طرح [illegible] اور [illegible] ما نے بڑکی کو غور سے دیکھا: "یہ کیا حرکتیں کر رہی ہو؟"

ما نے بڑکی کو [illegible] سرگوشیوں [illegible] دل ہی دل میں [illegible]

"[illegible] روم میں جا کر کپڑے بدلو!" اس نے بڑکی کو حکم دیا اور خود [illegible]

ما [illegible] برآمدے میں [illegible] جگنوؤں کو دیکھ رہی تھی۔ شاید وہ [illegible] کوٹھری کو بھی [illegible] بڑی والی [illegible] جیسے کوئی [illegible] جلائی [illegible] ہو۔

[illegible] لگ رہی ہیں۔ کچھ [illegible] ہی جاتا ہے ما نے یاد کیا ایک عورت کی [illegible] اندر کی آتما [illegible] جسم کی [illegible] ہو گئی تھی۔ [illegible] کی روح [illegible] ما سوچا۔

Scanned with CamScanner

روح اور بدن کی یکجائی کی جگہ میں نہیں پڑی کہ وہ [illegible] [illegible] ہی سارے [illegible] [illegible] [illegible] رسمی [illegible] [illegible] [illegible] کبھی پورا [illegible] اس کے دماغ میں [illegible] جو کچھ [illegible] [illegible] [illegible] وہ نئی روح ہے جو کچھ [illegible] [illegible] [illegible] وہ نئی روح نہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تب ہی جگنو [illegible] اپنی سوچوں کے سفر سے واپس لوٹ آئی۔

[illegible] کی [illegible] [illegible] کا [illegible] الجھا الجھا سا تھا اپنی [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مطلب [illegible] [illegible] کچھ نہیں [illegible] [illegible] مطلب [illegible] [illegible] کی جنت [illegible] ہی [illegible] تم فکر مت کرو۔

[illegible] [illegible] رکھنے والی ماں [illegible] کو اگلے [illegible] کی بات کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لگی۔

رات ہو گئی [illegible] اپنے کمروں میں [illegible] تھیں [illegible] [illegible] [illegible] کمروں کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں، ایک [illegible] [illegible] کی [illegible]

[illegible]

کہاں گئی ہو؟

[illegible] کی [illegible] میں [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] کمروں سے نکل کر [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] وہ دیر تک [illegible] جگنو [illegible] کمرے میں گھومتی رہی۔

[illegible]

ایک دم [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اور شہری لوگوں [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جگنو کی [illegible] [illegible] کسی کمرے [illegible] [illegible] تھا۔ [illegible]

نشان سرخ سرخ دوڑا ہی کو پھیلتا جا رہا تھا۔ کسی ذہریلی کیڑے کے خیال سے ما کا دل سہم [illegible] ابھی فوراً ڈاکٹر کے پاس ہو گا!

[illegible]

لڑکی کی نظر لڑکے پر پڑ گئی تھی۔ منھ سے ڈبل روٹی کے ٹکڑے چھوڑ کر، خوشی سے [illegible] اور آنکھیں میچ کر اس نے ما کی گود میں سر رکھ دیا۔

[illegible]

[illegible] ما نے آہستہ سے پوچھا۔

[illegible]

"ما کی نظریں بچا کر تو نے [illegible]

[illegible]

گوشت کی دکان میں گئے ہوں گے ما" لڑکی کی ہنسی پھر باہر آ گئی۔ اس نے پھر آنکھیں [illegible]

[illegible]

پھر کیا؟" لڑکی جھٹ پٹ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بالوں کی جھولی میں ہاتھ ڈال کر بولی "تم [illegible]

[illegible]

"چڑیا پرست" لڑکی نے فوراً ما کے سر پر ہاتھ رکھ کر [illegible]

[illegible]

[illegible] بھی جھگڑو، جھکڑو اور ہم [illegible]

لڑکی کا منھ اتر گیا۔ مگر وہ کچھ بولی نہیں۔

"اور تو اپنی کتابیں جو لائی ہے ساتھ [illegible] جی میں [illegible] تو کیسے سرور پڑھے گی"

"دل میں؟" لڑکی نے بالکل سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ پھر وہ بالوں کی جھولی میں ہاتھ ڈال کر لیٹنے لگی۔

"وہیں کی انگریزی میں کمزور ہے اس کی انگریزی میں اسے پڑھا دیا کرو۔ ہر روز دو گھنٹے؟" اس نے بہت فکرمند منھ بنا کر پوچھا۔

"نہیں؟ شطرنج سے" ما نے ہنستی سے ماتھی اور ہاتھی سے ماتھی میں سر ہلا دیا۔ پھر لڑکی کی آنکھوں کے نیچے انگلیاں پھیر کر کہا۔

"یہ دیکھو ہے یہ کیا ہوا؟ میری ناخوں، کیا ہے اس میں؟"

"کیا ہوا؟" لڑکی نے آنکھیں پھاڑیں، وہ بور ہو گئی تھی۔

"کتنی چالیں! میرے ناخنوں میں ہی یہ چالبازیاں تیری۔ دو گھنٹے تک تم خود پڑھو گی۔ کیا سمجھیں؟" اس نے مصنوعی غصّے سے لڑکی کو ڈانٹا۔ لڑکی سہم گئی۔

کنکلی نہ جانے کب وہاں آ گئی تھی۔ اسے ڈر لگا چاہیے تھا مگر آ گئی تھی۔ اس نے ما کا آخری جملہ سن لیا تھا۔ وہ ما کی پیچھے چپ چاپ چلتی آئی اور اپنی حصّے میں آئی الماری ٹٹولنے لگی۔

ما کرسی پر بیٹھی انگلیاں چٹخاتی رہی۔

ما ابھی تک نہیں آیا۔ جیکر کی ہوا ملی کہ نہیں! لڑکی کو پڑھنے کی ہے وہ بچوں بالا نہ ولاتی تھی۔ چھوٹوں کی فوراً مدد امتحانی ہے۔ اس شدت سے لڑکی کو جیسے کسی وقت جھٹر جو سہا کر جھکا لگا کر تصویریں سے سکات تھا۔ ما کو آشا کی ساتھ منھا مارنے سے کسی نہ کسی طرح روکا تھا۔ پھر اس کی نظر کنکلی پر پڑی۔

مامتوں سمی شدتیاں، پورے سمجھدگی سے، اپنے چھوٹے سے وجود کی ساری توجہ مجتمع کیے کاپی پر جھکی ہوم ورک کر رہی تھی۔

خوشی اور تشکر سے ما کی آنکھ میں پانی آ گیا۔ "کنکلی! تو ہی تو ہے ما ایک، سچ مچ کبھی نہ ستانے والی؟" کنکلی کی توجہ نہ ہونے کی خاطر ما نے دل ہی دل میں اسے پیار کیا۔

سنگل کی دیر (ما تو بنا جلا) پہاڑ کی کھیل، آسمانی نیلی پھیلی بازار میں سراٹھی سے آنے والے ڈبیاتوں کا میلا لگتا تھا۔ زمین پر کھڑا بچھ کر انھوں نے اپنی مسکوں کے ہار اور کنگھیاں، کپڑے پر سے قمیص لاکھ کی سی لکڑی دار وغیرہ جن پر چاندی اور دوسری دھاتوں کی بیریاں چڑھائی گئی تھیں اور چھوٹے بڑے، مرک دیوتاؤں کی لکڑی، پھر اور مٹی کی مورتیاں سجا رکھی تھیں۔ خطاطوں سے اترتی زد پہاڑ کے بیچ و خم کے ساتھ گھرمی ای گمبہ زمین ہوکانیں جو جیسے کسی جادو سے موجود ہو گئی تھیں اور کسی جادو سے جیسے تو موسم ہی غائب ہو جانا تھا۔ مہاکری ڈال ہوئے کے مواسم جانے کی تھیلی۔ دکانی دار چوڑے پھلی کی پتی کا پھوٹی سے خوبا سنا اور جالی جو پھر کر ماشہ جاتا، پچوں کے ہوتے ہی (جس میں ہی کی طرح لٹکا پھر اتا تھا؟) ایک قطرہ جالی میں جو زمین پر نہ گرتی تھی! کنکلی اور لڑکی خوشی سے چھلانے۔ انھوں نے

سے موڑ موڑ کر دوہے بنانے کی مشق شروع کر دی۔

ما منڈی میں کہیں ادھر ادھر ہو گیا تھا۔ یہ شہر خریداری پر آمادہ، وہ کئی طرح کے سستے سے واکھ ڈالی جمع کر رہا تھا۔ چیزیں جمع کر کے وہ ان کے پاس سکوں کی ٹوکری میں رکھوا دیتا۔

ما نے سرائے سے سودا بیچنے والی دکان داروں کو غور سے دیکھا۔ [illegible] سب [illegible] اسے عام مراٹھیوں سے کچھ مختلف لگیں۔ ان کے رخساروں کی ہڈیاں حسب معمول ابھری ہوئی تھیں اور جلد کا رنگ مراٹھیوں کی طرح گہرا سانولا نہیں، گندم گوں تھا۔ وہ گاہکوں سے ٹوٹی پھوٹی ہندی میں بات کر رہی تھیں۔ لیکن کوئی کوئی تو انگریزی کے ایک دو لفظ بھی بول دیتا۔ یہ دلی میں جی بچہ پر تیہر نکلنے والی سپاہیوں کی طرح راگ موسیقی کی گائیکوں جیسے چہروں کی تھیں۔ لیکن شہروں میں بات چیت کرنے میں کافی منجھی ہوئی لگ رہی تھیں۔

"تم ہندی جانتی ہو؟" ما نے ایک نوجوان سے پوچھا جس نے پھول دار بش شرٹ اور ایک [illegible] رکھی تھی۔ اس کے [illegible] کندھوں سے [illegible] رہی تھی۔

دکان دار مسکرایا۔ "تھوڑی تھوڑی۔"

"مراٹھی جانتے ہو؟"

"نہیں... تھوڑی تھوڑی۔" دکان دار نے کہا۔ وہ اسے سکوں کے ہار دکھانے لگا۔ "پانچ روپے میں، پانچ۔" اس نے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں پھیلا کر دکھائیں۔

"مراٹھی نہیں جانتے ہو؟" ما نے شوق سے پوچھا۔ وہ ان کی مورتیاں دیکھنے لگی۔ ایسے پہچانے دیوی دیوتا کھوجنے لگی۔ شیر پر سوار درگا، مورپنکھ والوں میں [illegible] کرشن۔ گلے میں سانپ لپیٹے شوجی۔ ما رام جی کے سامنے یہ سب کچھ نہ ہونا تھا [illegible] جو میں ایک کنول پر کھڑے رہتے تھے اور [illegible] کی طرف [illegible] گنگا جمنا کی [illegible] میں۔ لیکن ان مورتیوں میں سے ایک بھی ایسا مورتی نہ ملی [illegible] کچھ اور ہی قسم کی تھیں۔

"یہ مورتیاں کن دیوتاؤں کی ہیں؟" اس نے پوچھا۔ پھر اسے کرید ہوئی، "تم رام اور سیتا دیوی کو جانتے ہو؟"

"نہیں۔" نوجوان نے اختصار سے کہا۔ وہ دوبارہ اس کے ہاتھ سکوں کا ہار بیچنے کی کوشش کرنے لگا۔ "یہ دیکھو... ایک دم چمکتا ہار۔ یہ پیسے کا ناک میں۔" اس نے ما کو ایک بڑا سا مکمل سا حلقہ دکھایا جس میں ستارہ لگے تھے۔

ما حیرت اور اشتیاق سے اپنی دریافت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس نے انگریزی میں ما سے کہا جو ان کی ٹوکری میں کچھ رکھنے ابھی ابھی آ نکلا تھا۔

"یہ لوگ مراٹھی نہیں ہیں... اور حقیقت میں ہندو بھی نہیں ہیں۔ حتی کہ جیسے ہم انھیں جانتے ہیں۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں مادام آپ؟" اس کے پیچھے سے آواز آئی۔ ما نے چونک کر پلٹ کر دیکھا۔ ان کے پیچھے انھی کی طرح جہاز گھومنے آئے دو مراٹھی لڑکے کھڑے تھے [illegible] معلوم ہو رہے تھے اور کافی گھبراہٹ اور غصے سے ان سے مخاطب تھے۔ ان میں سے ایک اس سے

انھیں پر آمادہ تھا۔

"یہ لوگ بالکل مراٹھی ہیں۔ [illegible] اسی طرح یہ اب بھی مہاراشٹر ہی میں اقلیت میں تسلیم کر لیں گے۔ ایک تو ویسے ہی پورے انڈیا کے گنڈوں اور [illegible] نے مہاراشٹر پر دھاوا بول رکھا ہے۔ ایک تو ویسے ہی [illegible] گجراتیوں نے... کچھ بہاریوں نے..."

وہ تو اور جانے کیا کچھ کہتا، لیکن اس کا ساتھی اسے ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا دوسری طرف لے گیا۔

ما حیران پریشان کھڑی رہ گئی۔ جیسے کسی نے کھینچ کر اس کے سامنے ہندوستان کے نقشے کو چکر کی طرح گھما دیا ہو۔ "اوہ! تو یہاں بھی وہی مسئلہ ہے؟" ابھی ابھی جو اس نے سنا یہ ایک سنی ہوئی بات تھی۔ کسی اور پردیس میں... کسی اور ملک میں... کسی اور سرزمین پر...

"یہ آدی واسی ہیں۔" ما نے اپنے سے کہا۔

مگر ایسے نہیں جیسے فلموں میں نظر آتے ہیں۔ یہ تو [illegible] ہندوستانی ہیں۔ ما نے [illegible]

اس نے آشا کی کھکھیاتی ہنسی سنی جو بالکل اس کے پاس کھڑی تھی۔ ایک عجیب موسیقی جیسی مدھم [illegible] کی طرح بجتی ہوئی ہنسی۔

"تم بھی کون ہو؟" [illegible] ہنستی ہوئی کہہ رہی تھی

[illegible]

"وہاں بھی یہ حالت۔ ادھر بیچے رہتے ہیں۔ جنگلوں میں۔ [illegible] کے پاس۔ ڈاہانو، پال گڑھ [illegible] میں۔ اور [illegible] میں... جہاں میرا گاؤں ہے۔"

"تم بھی آدی واسی ہو؟" ما نے مسکرا کر پوچھا۔ اچانک اسے آشا اور ترانی سے [illegible] ان دکانداروں کے نقوش میں مشابہت کا احساس ہوا۔ وہی ترچھے خط و خال۔ اور گندمی رنگ۔

"ہاں، ہمارا گوت وہی ہے۔ وہیں رہتا ہے میرا باپو۔ مہینے میں ایک بار آتا ہے اب کی [illegible] کو [illegible] ملو گی؟"

ساحل کی [illegible] عورتیں اپنے اپنے [illegible] کے ساتھ ساتھ ولا کی طرف واپس آنے لگیں۔ [illegible] ایک لمبی چھڑی سے جھینگے، کیکڑے اور [illegible] کو تقریباً [illegible] رہا تھا۔ [illegible] وہ آشا کو گھر پر [illegible] اور تھوڑا آرام کرے، اور ما کو بچوں کے ساتھ [illegible] پر عمل درآمد نہ کر سکتا تھا۔

"تو یہ ہیں آدی واسی!" ما نے عجب کی [illegible] میں ڈوب کر سوچا۔ کہاں تھے یہ لوگ

ہزاروں برسوں سے! کیا بس یہی ہے؟ سب سے کٹے ہوئے رہتے ہوئے گیا جب ان علاقوں میں ستر کی دہائی کے گھڑسواروں کی دھمک سے پہاڑ گونج رہے تھے جب مورخ نے سچ [illegible] رنگ ریت کی افواج اور مرہٹوں کی چھوریوں کے حوصلے مگر پرشکوہ [illegible] کھیلا [illegible] کہاں ہوں گیا جنگلوں میں! کہیں جنگلوں میں چھپے جھانک رہے ہیں؟ جھانک کر دیکھ رہے تھے ہزاروں برس سے۔ یہ [illegible] تاریخ کو سب سے زیادہ غیرجانبدار انسان۔ سولٹرولینڈ سے بھی زیادہ! ما نے سوچا۔ کیا جنگلوں میں ہزار برسوں سے چھپے لاکھوں لوگ! ان پہ پھر [illegible] کو سوچا۔ جنگلوں میں رہنے کی وجہ سے ان کا رنگ سانولا ہے۔ [illegible] آئی ہو گی یا وہاں، اس نے سوچا۔

"کیا جاسکتا ہے کب جا سکتا ہے؟"

مبئی میں مسجرک بازار کے پاس پارٹی آفس میں کامریڈ رانگاسکر نے [illegible] سرہلایا (ما کی یہ بات سن کر کہ [illegible] باسی نہ مرالیا نہیں اور نہ [illegible])

"مگر ایسا لگتا ہے، تہذیب کا دریا میں گھومتا جنگل انہیں چھوڑ رہا کا نہیں۔ وہ انہیں ابھی لپیٹ میں لے کر ہی دم لے گا اور [illegible] واسی [illegible] جیسے ہی اور جہاں ہیں۔ ویسی کی تہذیب میں رُل گھل کر اس کا ایک انگ بن جائیں گے۔ پچاس برس [illegible] میں [illegible] اب کو بالکل ویسے ہی ایک وہاں مرالیا مل سکتا ہے جیسے آج تک رانگاسکر مرالیا مل رہا ہے۔"

"مگر یہ صرف مہاراشٹر ہی میں تو نہیں۔۔۔" ما نے کہا۔

"نہیں نہیں! ایک چھوٹی بٹی سے ہزاروں کی اور سوں کی۔۔۔" کامریڈ رانگاسکر کرسی سے اٹھ کر شیلف میں لگی کتابیں الٹے پلٹنے لگے "یہ دیکھیے" انہوں نے ایک کتاب کھول کر اسے سر اور خاکی رنگوں میں سائے ہوئے نقشے دکھائے۔

"یہ تو ایک چوڑی پٹی میں پورے ہندوستان کو بٹے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھیے مدھیہ ساگر کے پاس سے، مورینہ، گیدمتی، میل گھاٹ، چندا پور، سریکاکلم، کورابٹ، چھوٹا ناگپور، سنتھال پرگنہ سے لے کر بنگال کی ترائیوں اور اروناچل تک پھیلے ہوئے ہیں۔ بس یہ پہاڑوں اور ان کے سنگ اگے والے بہت گھنے بنوں میں رہتے ہیں۔"

"چھوٹا ناگپور! ما کی یاد میں گھنٹی سی بجی۔ انہیں تعجب تھا پہلے ہی سے اخبار میں ایک عجیب خبر لگتی تھی۔ چھوٹا ناگپور کی آبادی نے حکومت ہند سے درخواست بھیجی تھی کہ انہیں ایک الگ ملک قرار دے دیا جائے۔ وہ پہلے دیا کر بستی رہی ہیں۔ "یہ ہم ہندوستان! یہاں سب کچھ ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہی، مذہب پرستی کی ناچیں میں جھا چھوٹا ناگپور (برا بھی جیسں!) بقیہ ہندوستان سے علیحدگی کا [illegible]" اس پر دوبارہ ہنسی کا دورہ پڑا تھا۔ "یہ درخواست [illegible] انگریزی سرکار کو کیوں بھیجی گئی؟ ان کی جنس کی خبر جنگلوں میں [illegible]

[illegible]

اس خبر کو سب نے ہنسی میں اڑا دیا تھا۔ لیکن اس وقت وہ ایک پیچیدہ صورت حال کو نئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ چھوٹا ناگپور تو ہزار میں برس لیکن وہ خوف کے ابتدائی میں انسانی وجود کی ماضی سے جا ملا [illegible]

(۱۹۸۸)

اس رات ما نے ایک مرگت سورج لی۔ ایک پیچ دار مرکب بعد ور کی صبح وہ ما کو بازار لے جائے گا۔ اس کے بعد جب کہ آشا کھانا پکا چکی ہو گی، وہ ما کو واپس لے آئے گا۔ پھر ما بچوں کو سیر کرانے لے جائے گی۔ اور ما؟ وہ مورتی میں سولے گا۔

ما ما کی صبح بازار گئی۔ پروگرام کے مطابق واپس آئی۔ اور پھر بہت تھک گئی۔ ما جب چادر اوڑھ کر بستر پر لیٹ ہو ما تو وہاں یا تو تھک کر رہ گئی۔

"بچے خود مجھ سے کہ کہ کریں گے مجھے" اس نے ما کو سمجھا نے میں سمجھایا "تم ابھی سیر کرانے لے جاؤ۔"

وہ ہو عمر ہوتی آشا کے ساتھ جا چکی تھی؟ ما نے اسے اطلاع دی۔

ما بستر پر اچھل پڑا، اس کا پورا بدن اکڑ گیا۔ وہ فوراً بستر سے اتر کر عدم جوتے پہنے جانے لگا۔

"آشا اکیلی۔۔۔ وہ [illegible] جنگلوں۔۔۔ کیسے سنبھالے گی آشا انہیں؟" اس نے سرعت سے کہا۔ اب وہ بستر پر سیدھا ہو چکا تھا۔

ما انکھیں بند کیے لیٹی رہی۔ وہ رعنی سد گئی تھی۔

انکھیں بند کیے کیے اس نے آدمی کو بستر سے نکلنے ادھر ادھر گھومتے سنا۔

"کہاں؟ کس طرف گئی ہے؟ کس طرف گئی ہیں سب لوگ؟" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"آخری پہاڑی پر۔ جہاں دوربین لگی ہے۔ ما کی آواز آئی۔"

"اوہ! اس دورا گرمی کے سب لوگ اکیلے۔" اس نے افسوس سے کہا اور جشم ولیں میں کمرے سے باہر دور پڑا۔ ایسے ویر مرداہ انٹرسو کی پھورپوں فالتہ، کمرہ خوشگوار مہک میں بس گیا۔

بچے آشا کے ساتھ آخری پہاڑی پر نہیں گئے تھے۔ اتنی دور تک وہ واقعی انہیں کیسے سنبھالتی؟ وہ تو سرک مال تک گئے تھے۔

یا کو تھوڑا دے کر ما آرام سے سو گئی۔

دھندلا پڑتے ہوئے جب ما آخری پہاڑی سے اکیلا سب طے کر، سکلاخ سورج جٹانوں میں اب آتا چکار کر اور ان کی گونج کو دور دور تک وادیاں بھانے سے کر اور بہنس میں [illegible]

رپورٹ دے کر دوربین سے دور نظر آنے والے بچوں کو دیکھ کر واپس ہوا۔ سرخ مٹی میں آثا جو [illegible] آشا کب کی واپس آ چکی تھی اور اپنی کوٹھری میں [illegible] رہی تھی۔ لڑکی اور کنگھی اس کے پاس [illegible] پر بیٹھی۔ ڈھیر سے جمع کیے ہوئے [illegible] کے پتھر اور کنکریوں سے [illegible] بنا رہی تھی۔ [illegible] ان سے وہیں [illegible] جا رہا تھا۔

ما کی یادوں میں [illegible]

"یہ سکتا ہے ہندوستان کا قدیم [illegible] اور [illegible] میں آیا ہو۔ ان دونوں خطوں میں قبل از تاریخ پتھروں کے اوزاروں کی ساخت اور وہ مادہ جس سے یہ اوزار بنائے گئے ہیں، یکساں پایا گیا ہے۔"

ما کوسمبی کی کتاب کے ورق پلٹتی رہی۔ [illegible] کتاب تھی۔ بہار پر مطالعے کی [illegible] اسے دلّی سے [illegible] تھا۔

"یہ خوراک جمع کرنے والے [illegible] کاشت نہیں کرتے جب کہ جنگلوں میں آج بھی خودرو باجرہ، جوار، گیہوں، چاول اور گرم مسالے تک مل سکتا ہے۔ تاریخ دوستوں کو یہ بات حیرت زدہ کر دیتی ہے کہ جب کہ ان کے بالکل پڑوس میں کاشت کاری شروع ہو چکی تھی۔ [illegible] ان کی زیادہ تعداد میں صرف خوراک جمع کرنے پر قانع رہے [illegible] پیداوار کا طریقہ نہ بدلا۔ اسی طرح ان کی زندگی کا اور عقائد کا محور بھی [illegible] رہا۔"

آگے لکھا تھا

"ہندوستان کی [illegible] کی علامت، مختلف خطوں میں ادوار کا ایک دوسرے پر تہہ در تہہ جاری ہونا ہے۔ ایک دور شروع ہو کر [illegible] ہو جاتا تھا جب کہ پہلا دور بھی ساتھ رہتا تھا۔ جنوبی ہندوستان میں [illegible] ملتے ہیں۔ ان پتھروں پر ایک دائرہ [illegible] تھا۔ اس کے علاوہ چٹانوں پر [illegible] جانور [illegible] گئے تھے۔ مہاراشٹر [illegible] کی تعداد میں ملی ہیں۔ ان کا مطلب کیا تھا؟ [illegible] تک کوئی نہیں جان سکا۔"

"خوراک جمع کرنے والوں کی ایک [illegible] ہے۔ [illegible] کا ثبوت دریافت ہوا تھا۔ ابتدا میں خوراک [illegible] جنگ [illegible]۔ جب ان انسانوں [illegible] کو [illegible] گئے۔ [illegible] مہاسوبھا کا سر [illegible] ہو گئے۔"

"بعد کے [illegible] ابتدا قرار [illegible] میں ایسے مردوں کو [illegible] جلانے کی رسم [illegible] واسیوں میں [illegible] کاشت کاری کا کام عورتیں کرتی تھیں۔ [illegible]

[illegible] کا کام عورتوں سے نہیں کروایا جاتا۔ یہ لوگ مٹی کے بالکل [illegible] برتن کمہار کے چاک کے بغیر صرف ہاتھوں سے بناتی تھی۔۔۔"

[illegible] ما نے سوچا۔ [illegible] میں کچھ سمجھاتے [illegible] اپنے سامنے چکنی سرخ مٹی کے لوندے کو ہاتھوں سے [illegible] کر گول کر رہی تھی۔ اس کے گرد [illegible] کی بھیڑ تھی۔ [illegible] میں چھوٹے سے [illegible] اور [illegible] ہو جاتی۔ [illegible] میں وہ [illegible] کو دکھا کر [illegible] کے [illegible] میں رکھ دیتی۔ عورت پر جھکا ہوا مجمع [illegible] میں تالیاں بجاتا۔ [illegible] زیادہ تر [illegible] شامل تھا) عورت کی [illegible] کی۔ [illegible] تھے جو [illegible] کیا کہہ رہی ہے [illegible] والوں میں سے ایک [illegible] اور انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ہندوستان کی [illegible] تاریخ [illegible] ما نے سوچا [illegible] کی بدلی پر جگہ موجود ہے اور کوئی دور بھی [illegible] حیرت کی [illegible] نہیں ہوا۔

[illegible]

[illegible] صبح [illegible] بج رہے تھے [illegible] آشا نے اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

[illegible]

آشا کب کی وہ چلی گئی۔

ما چل جھاڑی اس کے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ اس کوٹھری میں بہت ہی کم آتی تھی۔ جہاں [illegible] رہی تھی اور جہاں سے پھیر کی روشنی میں ایک [illegible] پر عجیب [illegible] دیکھے تھے۔ آشا نے دروازہ بھیڑ دیا تھا۔ کچھ [illegible] کوٹھری [illegible] نہیں کہ دوربین تک باہر [illegible] اور پہلا [illegible] سب [illegible] نظر آتا تھا۔ کوٹھری کے اندر [illegible] نہیں کر سکتا تھا۔ آشا کی کوٹھری کی نیم تاریکی میں [illegible]

"ارے [illegible] کچھ نہیں دکھ رہا" ما نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بے اختیار کہا۔ اسے [illegible] پر [illegible] سے نکھر کر کہا۔

آشا نے اپنی کوٹھری کی [illegible] دیوار میں [illegible] کا [illegible] سے [illegible] پر [illegible] کی روشنی [illegible] کوٹھری میں [illegible] پل بھر تک تو ما اس [illegible] روشنی

Scanned with CamScanner

ہی کو دیکھ سکی جس نے اچانک فضا میں معلق اس گنبد نما جالی کسی قسم کی دھول کی خوردبینی حرکت روشن کر کے اسے سمجھا دیں۔ شاید آشا نے بھی جھاڑو دی ہو۔ ما نے سوچا۔ لیکن اب کمرہ روشن ہو چکا تھا۔

ایک پتلے سے اپنی مچمچاتی آنکھوں کو روشنی سے بچاتا ایک بہت بوڑھا، جھریوں کی پوٹلی سا آدمی ایک لمبی ڈالی کے سہارے کھڑا ہو رہا تھا۔ اس کے تن پر ایک کسی ہوئی لنگوٹی کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ بائیں ہاتھ کی کلائی پر ایک رنگ برنگی کمنڈل اس کی [illegible] سے دھنک رہی تھی۔

ما اسے نہایت حیرت اور اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے مٹی بھرے بال، جو [illegible] اب بھی، جیسے کسی جوانی معجزے سے کافی سیاہ بال موجود تھے، سنگھوں کی طرح لمبے، جن کا اس نے شانوں پر جوڑا سا رکھا تھا۔ لیکن داڑھی موجود نہیں تھی۔

لالی آشا کو دیکھ کر بدھے نے جسم کے ساتھ ایک ہاتھ کا پیالا سا اور دوسرے بازو کی کہنی پیالے میں لگا کر ماتھے اپنی ناک کے سامنے لکڑی کی طرح سیدھی کر لی۔

ما کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ اسے شدید [illegible] محسوس ہوئی۔ وہ ایک سچ مچ کے ادی واسی کو دیکھ رہی تھی جو شاید اسے سلام کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ایک عجیب قسم کی بے بسی کو اپنے اندر کروٹیں لیتے محسوس کر رہی تھی جو اس عجیب سلام سے پیدا ہو رہی تھی۔ جو اس کے اپنے معاشرے کے ثقافتی تجربے میں کسی فحش اشارے سے مشابہ تھا۔

"یہ سادھو ہیں؟" ما نے کہا۔

ہاں ہاں کرہ بیٹھا [illegible]۔

ما نے حیرت سے پوچھا: "یہ مرالی سے، اس گاؤں سے، اتنی اوپر پہاڑ پر چڑھ کر کیسے آگیا؟"

"نہیں؟" آشا ہنسی۔ "نیچے سے آیا ہے"

ما آشا کے پاس بیٹھ گئی۔

"کیا کرتا ہے تمہارا ساتھی؟"

"اب کیا کرے گا؟ بڈھا اتنا ہو گیا ہے۔ یہاں بیٹھے۔۔ پہلے جنگل جلاتا تھا۔"

"جنگل؟"

آشا ہنسی۔ "کوئلہ کرنے [illegible] جو سنگھنیں میں جلتا ہے پیڑ پورا جلا کر کوئلہ بناتا تھا۔"

"اچھا" ما نے کہا۔ وہ جانتی تھی اسے یاد آیا، کوئلہ وغیرہ جو [illegible] کا استعمال کرنا چھوڑ چکے تھے شہروں کے لوگ کم از کم جو شہروں میں رہ رہے ہیں، ممبئی جیسی شہروں سے لے کر دلی اور دلی، دلی تک میں، جہاں قدرتی گیس نہیں تھی وہ گیس کے سلنڈر استعمال کرتے تھے۔ کہ کوئلہ کس طرح کا ہوتا ہے۔ پتھر کا کوئلہ اور لکڑی کا کوئلہ مگر یہ بنتا کیسے ہے؟ اس بات کو سوچنے پر [illegible] اپنی عمروں کے پندرہ سولہ میں کبھی نہیں گزارے تھے۔ ایسے اس نے صرف کبھی بچپن میں معاشرے کی کتابوں میں پڑھا تھا۔ زندگی کا اس قدر [illegible] نہیں؟ اس

ایک پل میں اس نے سوچا تھا [illegible] کچھ [illegible] بڑھی ہوئی، ستی ہوئی۔ گویا مٹی کی کسی تودے کی سطح ڈھل کر نہیں [illegible] سکتی [illegible] کے باوجود۔ [illegible] کس قدر جھوٹی محسوس ہوئی تھی زندگی جیسے کوڑ ہی کی مانند ہوتے سب کچھ۔

ہاں۔۔۔" آشا کہہ رہی تھی۔ "کوئلہ بنانا یہاں میں والوں ہی کو آتا تھا۔ اب تو نہیں ملتی ہے۔ سرکار نے منع کر دیا ہے۔ لیکن بہت چھوٹے ہوتے تھے، ہم پیڑ کاٹتے تھے۔ ہر رات الاؤ جلتا [illegible] پیڑ پھینکتے تھے۔۔۔ ایک مارتے ایک مار تو ایک آدمی کو پھینک [illegible]۔

"آدمی کو؟ کس نے پھینک دیا تھا؟"

ما نے [illegible] ہو کر پوچھا۔

"کوئلے دار نے۔ بدھی نے سادھی سے کہا۔"

○۹۹○

[illegible] ما نے سوچتے ہوئے [illegible] گیا۔ ما غروب مغرب میں ڈال سکھانے بیٹھی۔ پہاڑ کی [illegible] دوسرا [illegible] ہو جانا تھا۔ اور بچے اس سے بھی پہلے اٹھ گئے تھے۔ ما نے بچوں کو جگایا تھا۔ [illegible] نے اطلاع دی تھی۔ علی الصباح بادلوں کے ٹکڑے [illegible] بادلوں کے ٹکڑے، کسی اپسرا کے چھپرکھٹ کی طرح [illegible] دروازے کے عین سامنے اڑتے چلے آ رہے تھے۔ بچوں نے حیرت اور خوشی سے [illegible] پھر [illegible] ایک دوسرے سے لپٹ گئے تھے۔ کبھی بادل انہیں لپیٹ [illegible] ما کو [illegible] سے نہلا دیا تھا۔ سوچا ہو گا یہ زیادہ بہاری [illegible] دیکھنے کی اتنی باہل دھند معلوم ہو رہی تھی۔ وہ اس کنبے سے [illegible] جانے جانے سب کو کھلا چھوڑ کر۔ بچے جھٹس مار مار کر [illegible] سچ مچ چھوا۔ اڑتے مخلوقات کے مسّں کی گدگدی وہ دیر تک [illegible] اپنے اپنے پروگرام کے مطابق باہر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔

ما [illegible] بال سکھا رہی تھی۔ وہ برآمدے سے آرام کرسی گھسیٹ لائی تھی۔ پرانے زمانے کی لکڑی اور [illegible] سی ہوئی کرسی احاطے میں گھسیٹ کر وہ سورج سے پیٹھ کیے بیٹھی تھی۔ [illegible] انگریزی اخبار الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی جو ما [illegible] سے محصل بازار سے لایا تھا۔ وہ خبروں پر نظریں دوڑا رہی تھی۔ [illegible] بنا ہوا تھا۔

[illegible] اسکیاں پھر پھر کر انہیں سکھاتی ہوئی ما نے بلند آواز میں کہا۔

[illegible] بالکل عقل کی الٹ بات ہوتی ہے تو ٹوٹ کے جس چیز سے

روح ہی نہیں جو ناسمجھ ہے، بےشعور ہے۔ وہ تو پھل پھول اور درخت۔۔۔ اور جو چیز باشعور ہے، سمجھ دار ہے، وہ نہیں ساکن و صامت رہ سکتی کی طرح۔ کسی سوکھے مارے پیڑ کی طرح، ملک بھر کی طرح جس میں کبھی نہیں آتی۔ پتا نہیں یہ ناسمجھوں نے اکیلے بیٹھ بیٹھ کر کب الٹی ہٹ کی باتیں سوچیں۔ دھوپ میں کھوپڑی پگھل گئی ہو گی۔ مت ماری گئی ہو گی۔ ظاہر ہے۔"

"کون کہتا ہے پتھروں میں تبدیلی نہیں آتی؟" برکی نے جھولا جھولتے ہوئے پکارا۔ "بالکل آتی ہے۔ مگر ہزاروں برسوں میں۔ اب ہماری جیوگرافی کی کتاب میں لکھا ہے۔"

"اور ماںجی دھوپ میں بیٹھی پیڑ کی چھاؤں میں بیٹھی ہیں" ما نے ہنس کر کہا۔

ما مسکرائی۔ پھر بھی اسی عادت کی روح ہر مرتبہ بسنے میں لگی۔ عادت ہر جگہ ہے مگر صرف مرجانے سے کیا ہوتا ہے؟ اس کے شعور کی زیریں رو میں یہ بات تھی کہ ہم تو سب ہی جانتے ہیں۔ مرنے کے بعد اصل میں ہوں تو بھی ہوں ہی گی۔ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے، اس سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ہاں، یہ زندگی کی تھی۔ انسان کا مطلب اس کے ذہن میں شعور کا تھا۔ آتما کا مطلب اس کی متعلق تھا۔ خیال، احساسات وغیرہ۔ وہ اس کو برتر سمجھتا چاہتی تھی۔ ادھوراتی عورت بےچاری! جب کشش ثقل اور پیدائش بچگانی کی حسرت بیہودہ سازش سے بندی فعل رہا ہو، تب وہ روح کی مرتبہ نہ جانے گی تو کیا کسی کی مرتبہ جانے گی؟ نہیں! روح ہی برتر ہونی چاہیے اور صرف ہونے سے بھی کیا ہوتا ہے۔ مانی بھی جانی چاہیے۔ لوگوں کی نظروں میں، اس کی اسراعتا نے خوب بخشی کی۔ انسانی ہی کی زیادہ قدر ہونی چاہیے۔

دور جامنوں کی جھنڈ پر لنگور بےٹھکے مچا رہے تھے اور رقصتی تک رہی تھی۔

"منہ ہی دانوں ٹنی میں لپیٹے جنگو نے اُلٹی کی۔ "ہائیں! یہ کیا؟" دمسار پھینک کر وہ گھبراہٹ میں کھڑی ہوئی۔ اس نے جنگو کو گود میں اٹھایا۔ ستھری دھلی ساڑی پر جنگو کی الٹی سی گئی۔ جنگو کا بدن بخار سے تپ رہا تھا۔

"ڈاکٹر نے کہا تھا بخار ہو سکتا ہے" ما نے اسے تسلی دی۔ "تم نے سبح کی خوراک پلائی؟"

ما نے صبح سے پہلا کام یہی کیا تھا۔ جنگو کو ناشتہ کرا کے اسے دوا پلائی تھی۔ لیکن جنگو کو بخار ہو گیا تھا۔ اب جنگو آج سیر پر نہیں جاسکتا تھا، اور۔۔۔ ما بھی نہیں!

ما کی تو ہوبہو ہو گئی۔ بیبسہ حسرت کو چھپانا، چھپانے کی ناکام کوشش کرنا۔ وہ مبہوط ہمیں ہونے لگی۔

"بہت ضروری ہے۔۔۔ ٹیچ جب ہو چکا۔۔۔ کچھ دنا ہے۔ میں اکیلا ٹیچ نہیں کر سکتا۔ بچوں کو دکھانی معلوم ہو نہیں۔ آپ کو خدا ہے اور ہاں گنگلی کو تو برکی سنبھال لے گی۔"

برکی نال لہراتی آئی۔ انکھیں مسرت سے تاروں کی طرح روشن۔ "بالکل ماسہ تم فکر نہ کرو۔ گنگلو کو میں سنبھال لوں گی۔ میں سب کچھ سے والی عمولے ہو تشاؤر گی۔" اس نے جنت جت ما کی رخساروں پر بوسے دیے۔

ما کی ادبی دماغ نے سوچا۔ برکی گنگلی کو سیر کرانی ہو گی۔ اتنے دنوں بعد ما کو آشا کے ساتھ سب ہونے کا پہلا موقع ملے گا۔ لیکن اس کا اُلٹا دماغ جنگو کے بخار میں کب کا اٹک چکا تھا۔ وہ جنگو کو ماتھوں میں بھر کے اندر لے گئی۔ آشا جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ جنگلی کی وارا سے اس نے خود ہی پانی میں پانی گرم کیا۔ جنگو کو منہ اور بدن سے تولیہ بھگو کر الٹی صاف کی۔ پوڈر لگایا۔ اسے صاف کپڑے پہنائے، نئی ساڑی اور بلاؤز تبدیل کیا۔ جنگو کو چھاتی سے لگا کر تھپکتے ہوئے جب ما نے کھڑکی سے جھانکا تو گنگلی برکی کے اور آشا کا چھوٹا سا قافلہ ولا کی ڈھلانی سے اتر رہا تھا۔ سب سے آگے گنگلی، سمجھ داری سے جما جما کر قدم دھرتی ہوئی۔ اس کے پیچھے برکی گنگلی کو اپنے پروبابہ سے بیزار، سنگریزوں کی طرح زندہ نگاہی کے ہو ہیماسے اس کے پیچھے ہی آشا، پروسنگہ، حسین اور پُرسکون آشا راستوں پر لاشعوری احتیاط کے ساتھ قدم دھرتی، اور اس میں یا جس نے دونوں ہاتھوں میں خالی سوڈے کی بوتلیں خود ہی اٹھا رکھی تھیں، جس کی ناچیں بالکل برکی ہی کی طرح کھلی تھیں، اور جو اتنی دور سے بھی آشا پر وارفتہ صدقے ہوتا نظر آ رہا تھا۔ جس کا پیر بار بار رپٹ رہا تھا کیونکہ اسی راستے کا ذرہ ذرہ سراسر دشمنی سے تھا۔

ان کی لیں بہیں وہ سب ما کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ما کسی عامل کے معمول کی طرح جنگو کو تھپکتی رہی۔ ابھی تک اس کا دماغ جنگو میں لگا تھا۔ لیکن اب، جب جنگو اس کے سینے سے لگ کر وسکتے رہا تھا اور وہ سب جا چکے تھے، اس کے ذہن نے جنگو کی فکر سے رہا ہو کر پوری صورت حال کا جائزہ لیا تھا۔ یا اور آشا کے بارے میں سوچا تھا۔ اور شدت اور غم میں خرسے لگا تھا۔ ما کی آنکھوں میں آنسو جھلکنے لگے۔ سر کو جھٹکے دے کر اس نے غم کو جھٹکنے کی کوشش کی۔ جنگو اس کی بانہوں میں سو گیا۔ جانے کب سے سو رہا تھا جنگو۔ جب کہ وہ اسے گود میں لیے ٹہلے جا رہی تھی۔

ما نے جنگو کو اس کے بستر میں لٹایا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس کے نیچے نیچے سی چادر اور پلاسٹک بچھایا (کیونکہ جنگو پیشاب ضرور کرے گا)۔ اسے رضائی اُڑھائی۔ پھر کچن میں چلی گئی۔ اس نے ایک بڑا سا سوچ کر تھپا۔ اسے اتنا نہیں کُھنا چاہیے! یہ جرم کا احساس اور بچکانہ پن نہیں تو ہیں۔ وہی نہیں برتنا چاہیے تھا۔ اسے سر کے بل کھڑا ہونا چاہیے۔ کشش ثقل کے اثر کو رد کرنے کے لیے۔ اس نے مایوسی سے سوچا۔ کیونکہ وہ ایسا سب کچھ کر بھی چاہتی تھی۔ بہت جانتی تھی۔ ما کا دھیان گیس اور مشارستان۔

اور ایک بار پھر بالکل ایسا ہی ہوا۔ شعبی بنانے والی ایسی بات جس سے بڑا شاید ہی ٹوٹی اور ہو سکتی۔ اگر روس اور امریکا میں تیسری عالمی جنگ شروع ہو جاتی تو شاید ما اسے کو غم سمجھتی۔ جب گول کمرے میں جا کر ما نے وقت بلاک کرنے کے لیے ٹرانزسٹر ریڈیو لگایا۔ خبریں کی صورت ہو رہی تھیں اور سب پتا چلا کہ مہاراشٹر کے پہاڑوں کی مواضع میں بھیونڈی کی ٹاکسی پر جھونپڑے میں شدید ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ہندو مسلم فساد تو ہوتے رہتے تھے پر جیسے کبھی نہ کبھی تو ہر روز ہی ہوتے ہوں گے۔ اب اگر وہ بچوں کی سکولوں کی چھتوں میں پہاڑ پر آتی ہوئے تھے تو ملوا سوں کو تو اس کی خبر اور پروا نہیں تھی، ماں یا ہونی چاہیے تھی؟

ما پریشانی میں ریڈیو سنتی رہی۔ خبروں کے بعد نظم کی کیسٹ اسے اچھی نہیں لگی۔ وہ [illegible] کی "اے مالک تیرے بندے ہم ایسے ہوں ہمارے کرم، نیکی پر چلیں اور بدی سے ٹلیں تاکہ ہنستے ہوئے نکلے دم" کی پرسوز التجا کو بدلتی ہوئی سنتی رہی تھی۔ جو اسے پتا تھا کہ ایک مراٹھی ہدایت کار وی شانتارام کی فلم "دو آنکھیں بارہ ہاتھ" میں گایا گیا تھا۔ ما نے یہ فلم دیکھی تھی۔ ٹی وی پر دکھائی گئی تھی۔

"بڑا کم روز ہے آدمی۔ ابھی لاکھوں ہم لیں میں کئی۔ ہر نر جو گیراہ ہے دنیا مزاہ ترکی کرتا ہے مغربی تھی۔"

ریڈیو کہہ رہا تھا۔

جی چاہا ما نے سوچا تھا۔ آدمی اتنا کمزور ہے۔ شانتارام نے اپنی ہستی ہوئی جیتری کو چھوڑ ... کو کہہ میں ڈال دیا تھا ... تب ابھی اس نے منی سے ... کیا تھا یہ علم پتا گریہ اور یہ گیت لوا کر اس نے سوچا تھا۔ آدمی جو کیا ہے اس کی الٹ کیوں کرتا ہے؟ یہ بات اس کی سمجھ میں کبھی نہیں آئی تھی۔ اور وہ سمجھنے کی کوشش میں لگی ہوتی تھی۔ جیسے کہ اسے اپنی ذاتی معاملات میں بہر حال کی کم از کم کچھ کوشش کرنی چاہیے تھی۔ جب کہ سے ذاتی حالات کا کافی غم تھا۔ حالانکہ زندگی کی روا روی میں غم سنگ کی فرصت آدمی کو کم ملتی ہے۔

گیت چل رہا تھا

"یہ اندھیرا گھنا چھا رہا، تیرا انسان گھبرا رہا ہو رہا بے خبر۔ کچھ نہ آتا نظر۔ سکھ کا سورج چھپا جا رہا۔"

خالی خالی آنکھوں سے ما سفید دیوار کو تکتی رہی۔

"ہر نو جو کرے گا تو ... تو (نہ جانے کیا) ہو جائیں گے ہم نیکی پر چلیں۔ اور بدی سے ٹلیں۔"

ما نے ٹرانزسٹر ریڈیو بند کر دیا۔

کھڑکی سے ما کو نظر آیا وڈ کی ٹہنی پر دو ... کے مخطوط بادبانز چڑھے چلے آ رہے ہیں۔ آگے آگے مرکی تھی جس کی چمک دار آنکھیں چکرسکر گھوم رہی تھیں اور چہرے پر سنجیدگی اور کچھ بڑا منانے کا تاثر۔ گال سرخ ہو رہے تھے، شاید چڑھائی چڑھنے سے۔ لمبی بال ہوا میں اڑ رہے تھے چاند کا ٹکڑا لگ رہی تھی پندرہ سال کی اس کی مرکی

وہ اس کی پیچھے آ رہا تھا۔ سبزی ترکاری، آلو، موٹھ کی دالیں، بیل کی ڈبیں، چاکلیٹیں اور گوشت سے لدی ٹوکریوں سے لدا پھندا، ٹوکریوں سے مسالوں کے پیکٹ ابل ابل کر گرے پڑ

رہے تھے۔ ... مجھے یہ تو نہیں ... سر اور منہ سے عادی غصے کی جھاگ نکل رہی تھی۔

مرکی اس سے الگ ہی کچھ بے خبر لگ رہی تھی۔ اپنی کمرے کی طرف مڑ گئی: پوری ہدایات ... آدمی گھر میں ما نے بھی پوری بات سنا دینا۔ لیکن ... غصہ اور کوشش سے دہری پڑ رہی تھی۔

ما نے ... کہ مرکی کے جڑوں میں ہی سارا پروگرام تلپٹ کر دیا تھا۔ ما کا ارادہ یہ تھا کہ خریداری کی مدد کرا خریداری کی دوران مرکی لنگلی کو سنبھالے گی۔ لیکن مرکی نے ایسا کچھ نہیں ... سبزی ... کو پتا اور رکھنا کو ساری خریداری کر ڈالی تھی۔ اور بچہ یا گوشت کی دکان میں گئے تھے اور آنسو ہونے کی وجہ سے نہ گئی تھی۔ ... لنگلی کو ... کی ... ہو گئی تھی

... گوشت ... اور ایک کلو گوشت منگوا کر اسے چار پیکٹوں میں ... تھا ... کا سنگ دانتے کو گھری دیکھا تھا اور مرکی غائب تھی ... کی دوری میں ... جب تھا

... جوڑی ... پہ ...

مرلی ... ہی ...

یعنی کہ ... کی اصل بسروتی ارجیھو ہو چکی تھی

مرکی کہاں گئی؟ اس استفسار پر لتا نے شمال کی جانب منہ کر کے کہا تھا "وہاں۔ کبھی کی ابھی آتی ہوگی"

گوشت کی دوکان کی سامنے، سڑک کے کنارے کے جھولوں سے جہاں ... تھا، جہاں لنگلی اور ما نے ... مرکی کا انتظار کیا ... گھنٹہ معلوم ہوا۔ لنگلی نے دونوں ہاتھوں کا چھوڑ دیا اور نہیں دیر تک جھانکتی رہی۔ اس نے رسی پر بیٹھ کر کنکروں کی قطاریں سجائیں، ... جیتا اور پھر رنگ کے حساب سے کنکروں کی الگ الگ چھوٹی چھوٹی ڈھیریاں بنائیں۔ مگر مرکی شمال کی طرف سے واپس نہیں آئی۔ آخر لنگلی کھڑی ہو گئی۔ ... نے سکڑی سے کہا، "ما اب میں جوتوں پر ... لی"

ما ... اور جھنجھلاہٹ کی وجہ سے ... تک آئی ... نہیں کر سکا تھا ... کی عمر ہی اور ... لاڈلی (ما بچوں پر جان چھڑکتی تھی) مارے غصے کے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

"مرکی کہاں مر گئی؟ ... سمجھی چھوڑ جھولا ..." ... غم و غصے سے تلملاتے ...

... ہیں ...

"بابو صاحب بیٹھ ... کرو ... گو میں سے ... ہوں آپ سامنے ... کو مرکی کو ڈھونڈ لیجیے اور واپس چلی جائیے"

کنکل خوشی سے کھلکھلانے لگی۔ اس نے جھٹ آنٹ کی انگلی تھام لی۔

یا بڑیڑایا۔ لیکن میں سے پہلے کہ وہ کوئی ترکیب سوچ پاتا، کنکل دور اٹھ جا چکی تھی۔

بڑکی کی تلاش میں، سامان کی کتنی ٹوکریوں اٹھائی یا شمال کی طرف گیا۔ لیکن بڑکی وہاں نہیں تھی۔

یا جنوب اور مشرق اور مغرب کی طرف گیا مگر بڑکی ان چاروں سمتوں میں نہیں تھی۔ یا پریشان ہو گیا۔

بڑکی کو آسمان کھا گیا کہ زمین نگل گئی؟ پریشانی میں وہ ان تمام جگہوں پر گیا جہاں بیٹھ کر جگا بیٹھ ٹوکریوں سے پیار اور آلو ترمنگ ترمنگ کر گرتے رہے۔

اب اگر یا بڑکی کو مزید تلاش کرتا تو وہ پریشانی سے بےحال ہو سکتا تھا۔ اس نے دل کو سختی سے سمجھایا کہ کسی وجہ سے بڑکی واپس ولا چلی گئی ہو گی۔ اور یقیناً وہیں ہو گی۔ جیسے ہی وہ ولا میں قدم رکھے گا بڑکی اسے نظر آ جائے گی۔

یا، لڈابھیما ولا کی سمت چل دیا۔ پہاڑی کی چکراتی پگڈنڈیاں چڑھنے لگا۔ جو ریل کی چھوٹی گنج کی پٹڑیوں کے ساتھ ہو کبھی ان سے ہٹ کر موڑ کاٹتی اوپر جا رہی تھیں۔

ایک موڑ کاٹ کر یا نے دیکھا ہے کہ ریل کی پٹڑیوں کے ساتھ دو بڑے پتھروں پر بڑکی بیٹھی ہے۔

اور اس کے ساتھ ایک سولہ سترہ برس کا سانولا، چست پوش مگر اسمارٹ لڑکا بھی بیٹھا ہے۔ ایک سفید گھوڑا پاس کھڑا چر رہا ہے۔

بڑکی

یا نے پہلے اطمینان کا سانس لیا۔ بجلی کی طرح اطمینان کی لہر اس کے بدن میں دوڑ گئی اور پھر مارے شدید غصے کے دل ہی دل میں پاروفتار رو دیا۔

"بڑکی!" اس نے غصے کی شدت سے چیخ مارتے ہوئے بڑکی نے اچھل کر اس کی طرف دیکھا اور فوراً کھڑی ہو گئی۔ پھر مسرت مال سراسر افسوس یا ندامت کی خوش باشی سے مسکراتے ہوئے بولی "آؤ یا!"

پھر ہاتھ سیدھا کر بولی

"... ... ... ہیں"

انگریزی بولی۔ پھر بڑکی، جیسے کہ انگریزی فلموں میں ہو شہزادہ کا تعارف کرایا جاتا ہے۔

صاحب زادے نے اٹھ کر یا سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا

"کندھاوسنگ سر!" اس نے بہت خوش خلقی سے کہا۔

یا غصے سے ابھی بیٹھا تھا ہی ہو شرمندگی سے جھکا رہا تھا، اس نے ہی کی انتہا سے مصافحہ کی کوشش کا جواب دیا۔ وہ بس ذرا سی ملائمت سے مسکرایا۔ اس نے یہ سمجھ لیا کہ اسے رحمتوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے اور یہ کہ اس کا ایک چھوٹا گھوڑا ہے۔ دیکھو یہ کہ اس نے سکول والی مسٹر کمشنر کی ولا میں شام کو وہ اس کی ڈیوٹی کے ساتھ ضرور

جاتی ہیں گی۔

جس کو بعد سانولا چست پوش لڑکا ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا۔ بڑکی نے ٹوکریاں اٹھانے کی کوشش کی مگر یا نے شدید غصے سے ہی جھٹک کر انکار کر دیا۔ وہ ولا کی طرف روانہ ہوئے۔ خوشی سے سرشار بڑکی کے پیچھے یا قہر و غضب کے بھیانک کالے بادل کی طرح برستا ہوا ولا کی طرف آیا۔

"غیرذمہ دار!" یا نے داستان سننے کے دوران اور اختتام پر یہ الفاظ منہ سے نکالے "کوئی بھی اس سمجھ کو بیچ سکتا ہے" اس نے شدید غم میں سر ہلایا۔ "یہ بڑکی جو اتنی بڑی ہو گئی ہے اور جو اصل بڑی نہیں ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی کتنی بڑی ہوا نہایت ہی غیرذمہ دار ہے۔"

یا خاموشی سے داستان سنتی رہی۔ اس کے دل میں ہنسی کی پھلجھڑیاں چھوٹ رہی تھیں۔

... ...

وہ بڑکی کی کمرے میں آئی

چالاک بڑکی نے چند سطروں میں بتایا کہ یا کا غصہ اصلی ہے کہ مصنوعی۔ وہ بطالت ارزمی سبب میں ہوتا ہے۔ یا کے بارے میں وہ اسے جانتی تھی کہ کوئی بھی دوسرا فلاوروج نہ چلتا ہو گا۔ یا اب بستر پر کہ غصہ کرتا ہے، کہ پریشانی ہوتی ہے۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا وہ یا کی مسکراہٹ تک پہچانتی تھی۔ جان ان مسکراہٹوں کا اشارہ جانتی نہیں تھی تو یہ دوسری بات تھی۔ اس وقت جب اس نے یا کی رونی مسکراہٹ کو اندرونی آنکھوں سے دیکھا تو فوراً خوشی سے چہچہاتی مارے شرارت سے مزاحمت ہوئی اور یا کے گلے میں جھول گئی۔

جب وہ دونوں پلنگ پر بیٹھیں تو اس نے پھر یا کے گلے میں بانہیں ڈال کر خوشی سے سرشار ہو کر کہا۔

"میں رمسٹی سے — رمسٹی سے ہی بیاہ کروں گی۔"

... ... سے بڑکی کو بڑی دھکیل کر یا نے ماتھے پہ ہاتھ رکھ لیا۔ جو چیخیں میں نے بارشوں تک تم سمجھ سے کہ رہی ہو۔ اس مگواس کا میں ایک لفظ بھی سننا نہیں۔

"میں سچی کہتی ہوں یا، یہ بالکل سچ ہے" بڑکی نے مسرور ہو کر کہا۔ پھر وہ شدید پریشانی ہو گئی۔ علاوہ اس سکنے لگی۔ "مرے اور رمسٹی کی دوستی ایک کیمیکل ری ایکشن ہو رہا ہے یا!" اس نے آزمائش کی طرح گرمی جھت کی طرف اٹھا کر لیا۔

"چھیا جریرین" یا نے ڈانٹا۔ پھر زچ ہو کر بولی۔ "دیکھو بڑکی! کیمیکل ری ایکشن ہو رہا ہو یا ابھی شعلہ بنی ہو رہا ہو، میں یہاں بیٹھی رومانس وغیرہ نہیں چلانے دوں گی۔ اور یہ ایک بہت ہی ہو شیار لڑکا ہے جیسے ہر طرح نیچا ہے نم نے اس وقت وعدہ کیا تھا کہ زیادہ بڑھو گی۔ سبحسترک ان سے ہرگز دوستی نہ ہو۔" اس سے ہی جب میں پھولتی گئی؟

"میں دوستی نہیں کر رہی تھی۔" بڑکی جھکاؤ کہہ کہا "ملا"

"جب سے آئی ہو میں نے ایک دن بھی کتاب کھولتے تک نہیں دیکھا۔ سوت کہیں بھی [illegible] کندھوں میں ٹھونس کر لائی ہوں۔" ما کو سچ مچ غصہ آ گیا۔ برکی سہم گئی۔ اس نے گھبرا کر پوچھا

"میں رمیش کی سائیکل لیں کے گھوڑے پر کل سویرے سیر کو لے چلی جاؤں؟"

"نہیں؟" ما نے کہا۔ "آکسی اس کے ساتھ کہیں جنگلوں میں جانے کی بالکل اجازت نہیں ہے اور نہ ہم شام کو کیقباد کے گھر جائیں گی۔ اور اب سینہ کی بات کی تو میں طمانچہ رسید کروں گی تمہارے منہ پر۔" ما نے غصے میں فاتحانہ برکی کا منہ اتر گیا۔

برکی نے ناسمجھی کر کہا "آخشہ کو بتا رہے ست بد۔"

ما نے کوئی جواب نہ دیا۔ زور سے دروازہ بند کر کے چلی گئی۔ برکی تن کی زار زار بیٹھی رہی۔ ما کو رمیش سے منسوب ہر وہ چیز [illegible] سکتی تھیں۔ لیکن ما کو کوفت بھی ہوئی تھی۔ غصے میں برکی نے [illegible] موجود کر ما کے جنگلی پر بھی۔ ما نا کی حرکتوں پر برکی کے آگے شرمندہ ہو گئی۔ برکی نے بھی آج اچھی حرکت تو نہ کی تھی۔ دن چپ چاپ غائب ہو جانا والی غیرذمہ داری کی بات تھی۔ حالانکہ برکی بچی ہی تو تھی۔ پھر بھی وہ ما کے آگے شرمندہ ہو گئی تھی۔ جلا جلا غصہ اسے برکی پر ہی آیا۔

شام تک جھگڑا کا معاملہ اتر گیا۔

شام کو کیقباد کے گھر وہ بچیوں کو نہ لے گئی۔ اس نے برکی سے بات چیت بند رکھی۔ کیقباد وسیع لان میں گھرانی جھولے پر جھول رہے تھے۔ بات لمبی نہ کرنے کے لیے وہ سفر میں کسی کو اپنی جلاوطنی کے بارے میں کچھ نہ بتاتی تھیں۔ بس یوں کہہ دیتی تھیں کہ دلّی سے آئی ہیں۔ کسی اسکول کالج میں پڑھتی ہیں۔ دوسری بار کوئی پوچھتا تک نہ تھا۔ کسی کو کیا پتا چلتا ہے! ان کے چہرے مہرے، بول چال والی ہزاروں لاکھوں مستعار تو رہتی تھیں انڈیا میں۔

کیقباد پارسی تھے۔ بستی میں رہتے تھے۔ ان کی دادا یا پردادا نے یہ ولا بنائی تھی۔ پھر ایرانی بیکری ہو گئی۔ سارے سال دھندا چلتا ہوتا ہے۔ بس سیزن میں رونق ہوتی ہے۔ کیقباد گھرانی پارسی تھے۔ رمیش کی شادی سے خاندانی قوسیں تھیں۔ رمیش کی ممی اور ڈیڈی میں [illegible] ولایتی عطر سے مہکتی سوٹ کی دوڑوں میں دمکتی کشیدہ ابروؤں کی سج دھج بندی لگاتی ہوئی ڈیڈی بیچ کی ہستی معلوم تو رہتی تھی۔ اور ما سے موٹی اخلاق کی بھلی باتیں کرنے کے دوران وہ ایسی بھی نہ مرعوبیت ہوئی جاتی۔ کیم چھو، کیسی ہوئی سلامت، خیالات کرتی جاتی۔ رمیش وہاں کچھ دیر بعد پہنچا تھا اور اب بکری کی تصویر کی طرح سیدھا بیٹھا تھا۔ بیچ میں بار بار اندر ما نے برکی کی پسندیدہ لڑکی کو شوق سے دیکھا۔ حالانکہ وہ خوب جانتی تھی کہ نہ سب برکی کی بچپنے کی باتیں ہیں۔ لیکن پھر بھی شوق سے دیکھتی ہی بار نہ رہی تھی۔ جنس بڑی ہی بدولوں کی طرح لڑکی تھی۔ ماسوا لڑکا ہوتے ہی، پسند آنے والی تو کوئی خاص بات نہ تھی۔ برکی کے لیے تو لڑکے کا لڑکا ہونا کافی ہوتا تھا۔ لیکن لڑکی تو یہاں

بیچاری پر جب سے آئی ہوئے تھے پھر اس رمیش ہی کی بنا!

"تم نے اس کا گھوڑا دیکھا! اس کا گھوڑا؟" برکی نے منہ بسور کر تقریباً روتے ہوئے کہا۔

"تو گھوڑے سے کیا لے سکا؟" ما نے پھٹکارا تھا۔ پھر اس نے برکی کو سمجھایا

"یہ گھوڑا وہ مزاج میں نہیں لے جائے گا۔"

مسٹر کیقباد نے کمک پیسٹری کے بعد انہیں مسزکیقباد کے کھانے کی دعوت دی۔ گھریلو رفتار مزاج میں تھیں۔ ایک بڑی ٹرے میں ایک حسین اور جوان لڑکی لے کر آئی

خاموش اور پرسکون لڑکی نے میز پر پیالے اور چمچے قرینے سے رکھے۔ اس کے لبوں پر ایک نامعلوم سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے کم قیمت مگر صاف ستھری ساڑی بندھی رکھی تھی۔ مسزکیقباد بہت مہربان تھیں

"کس نے بنایا؟" ما نے شوق سے پوچھا۔

مسٹر کیقباد مسکرائیں۔ لڑکی کی طرف اشارہ کر کے بولیں

"گھر کی مالکن ہے، اور کون ہے"

لڑکی اسی طرح خاموش پرسکون مسکراتی رہی۔

مہمان کچھ شرمندہ سے ہو گئے۔ لڑکی برتن لے کر چلی گئی۔ سب شرمندگی مٹانے کے لیے رمیش کے ماں باپ کیقبادی ہنسی کے ساتھ ہنس

"یہ ورنی لڑکی کب سے ڈال لیا ہے؟"

"ابھی تو بس چار سال ہوئے۔" کیقباد ہنسے۔ ما کو یہ بے حجابی لگی۔ "مگر سال میں بس تو مہینے کی سکیم کہ سمجھیں؟" کیقباد نے کہا۔

"اور بیٹے اسی سال؟" رمیش کی ممی نے پوچھا۔

"آ رہا ہے یہاں؟" کیقباد خوشی دلی سے ہنسے۔ کاش کر جب جوں اس کو۔ ٹھیک ہم کا کیسا رمیش کی ممی سکیم بدل کر رہے۔ وہ رہا ٹوپی ہنسی تک

"کہاں؟ مسکن میں؟" ما اور رمیش نے قہقہہ خوشی سے ہنس رہے تھے۔ ما اور رمیش کی ممی عورتوں کی دنیا میں تبسم کا رہی تھیں۔ کیقباد نے اپنا ہاتھ رکھنے کا راز مہمانوں کی عورتوں کی بہتر کسی بد ک کی طرح ان کے سر پر دے مارا تھا اور اب انہیں بھی اس کو مذاق ہی کی طرح سہنا تھا۔ رمیش میں عورتوں کی طرح مسکا رہا تھا۔ گناہ اور ذہنی لذت کی یہ ایک ہی جگہ عورتوں کی یہ مجبوری تھی [illegible] لاکھوں میل کے فاصلے پر تھی۔ یا شاید صرف چند برسوں کے فاصلے پر

"ہاں ہاں، چار بجے۔" کیقباد نے رمیش کی طرف اشارہ کیا۔

[illegible]

"بڑی تحریک ہیں ما" رمیش کی دادی نے ہنس کر کہا۔

[illegible]

"آپ ٹھیک تو ہیں؟" گھبراہٹ میں [illegible] ہو کر کہا۔ "ہوا ہی نہیں خلاء کیوں ہے" [illegible]

[illegible]

اور اگر مجھ نہیں [illegible]

[illegible] فارغ کی روشنی میں وہ [illegible]

ہوتا تھا سب صاف اجالا تھا۔ پگڈنڈی کا ایک موڑ کاٹا اور اچانک اندھیرا گویا وہ وقت کی [illegible] سورج اچانک ڈوب گیا۔ جیسے پہاڑوں پر ہوتا تھا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک رات [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کسی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"تک یار کہاں سے آتا ہے یہاں؟" اس نے سرگوشی میں گویا خود سے پوچھا۔

"کنواں کھودتے ہیں۔" سو جی لسکی والے نے بتایا تھا۔

"اور یہ کبھی کبھی مرائی کی جھلک؟"

"حیرت کی ماری ہیں؟"

[illegible]

[illegible] چھت سے [illegible] کمرے کی [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] دور [illegible] ایک بھورا سا [illegible] [illegible]

[illegible] کے [illegible] بھوری ہو گئی [illegible] جھونگ [illegible]

[illegible]

میں کہ اس کے [illegible] بھوری کمروں [illegible] جب [illegible] ایک جھونکا سرسراتا ہوا [illegible] گزر کر [illegible] [illegible] جیسے وہ [illegible] سکے گی

[illegible] اگر [illegible] میں سواحی کو [illegible] پھر اب کیا مشکل ہے؟ [illegible] ادھر کو [illegible]

[illegible]

[illegible] بھوری [illegible]

[illegible] اور سواحی [illegible] [illegible]

بہرحال [illegible] کوئی [illegible] مسرت محسوس [illegible]

Scanned with CamScanner

[illegible] اور کوئی تھا؟ [illegible] دوسرے، باقی [illegible]

[illegible]

تو انہیں جھک پڑی رمش اپنے سفید گھوڑے پر سوار آتا دکھائی دیے۔ ما اور آشا حیرت زدہ ہو گئیں۔ انہوں نے راستے میں ہی [illegible] کو روکا دیا۔ "برف باری کے ساتھ بازار [illegible] ہے آج نہ مل سکے گی۔" انہوں نے کہا۔ مایوس لڑکا سر لٹکا کر واپس جانے لگا۔ لیکن وہ گھوڑا موڑ کر پھر واپس آیا۔

"امی، یہ بہت ضروری تھا۔ دراصل ہم۔۔۔ واپس جا رہے ہیں۔"

ما حیران ہوئی۔ حالانکہ اس کے دل سے بوجھ سا ہٹ گیا۔ شدید مطمئن ہو گئی [illegible] ایک طرف سے دو فرصت ہوئیں۔ اس نے سوچا۔ "آپ تو ہمارے [illegible] کا پروگرام نہ تھا؟" ما نے کہا۔

"نہیں۔ لیکن۔۔۔ بستی سے ڈر لگا ہے۔ کچھ گڑبڑ ہے۔" اس نے کچھ جھجک کر کہا۔ پھر اس نے جیب سے کاغذ نکالا۔ "میرا ایڈریس ہے [illegible] آپ اس طرف۔۔۔" اس نے [illegible] پوچھے۔ ما کا دل پگھل گیا۔ "ضرور۔" اس نے کہا، اور کاغذ تہ کر کے [illegible] میں رکھ لیا۔ بستی میں تو ہرگز نہیں۔ اس نے دل میں سوچا۔ مگر دلی پہنچنے پر وہ یہ پتا [illegible] کو دے دے گی۔ پھر اس نے اضافہ کیا۔ [illegible] دوستی کریں۔

"کیا آج ہی جا رہے ہو؟"

"ہاں، شاید آج ہی۔"

ما نے کچھ سوچ کر کہا۔ "وہ لوگ بڑے دل والے ہو گئے ہیں۔"

[illegible] رمش نے ایڑھ لگائی اور مشکل سے اپنا [illegible] گھوڑا دوڑاتا راستے کے پیچ و خم میں اوجھل ہو گیا۔ [illegible] وہ لوگ کسی دوسری طرف [illegible] اور [illegible] کی ملاقات کا امکان ختم کر کے دونوں عورتیں [illegible] راستے سے سڑک سے نیچے اترنے لگیں۔ ما کو پہاڑ سے اسی طرح اترنا نہ آتا تھا، جب کہ آشا ہرنی کی طرح [illegible] سکتی تھی۔ ما بار بار [illegible] اور جانتی کہ سرخ پہاڑ کی پوری [illegible] ما نے آشا کی [illegible]

[illegible] کبھی [illegible] سے پہلے ان کو شگاف [illegible] وہ جیسے جیسے [illegible] رہی تھیں پہاڑی بالکل ختم ہوتی جاتی تھی۔ ان کے چاروں طرف سرخ پتھروں کی شگاف بڑے [illegible] کھولے ہوئے تھے۔ اس منظر میں خوبصورتی نہیں [illegible] جو [illegible] عورتوں کی چھوٹی [illegible] کی [illegible] سے [illegible] درمیانی شگاف کی بالکل تہہ میں ایک بڑا تالاب سا تھا۔ کیا [illegible] یہ لوگ [illegible] کا پانی ہے؟"

"نہیں، [illegible] کا پانی تو مٹی میں پڑ کر گدلا ہو جاتا ہے [illegible] رہتا۔ [illegible]"

یہ [illegible] ما نے [illegible] اس [illegible] لوگ اس نے خیال کیا۔ اور پھر سے کچھ باتیں یاد آئیں۔

Scanned with CamScanner

سچی بات بتاؤں بائی؟ چھوٹی ورنڈہ والی سک [illegible] چھپ چھپ کر رو رہی تھی۔ [illegible] وہ اس کی [illegible] جس کو اس کی جھونپڑی کے سامنے پھینک لاتی۔ یہ بھگوان [illegible] لوگوں کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس کا [illegible] ہتھ جتن سک بڑھا تھا۔ کیسے بڑے ہو؟ ہم ہا کی سمجھ میں نہیں [illegible] رہا تھا۔ اور وہ کسی گوداوری مائی کا نام بتا جاتا تھا

گوداوری [illegible] ایک ندی ہے۔ کوئی بھی یہ گوداوری مائی؟"

"میں نے [illegible] دیکھا تھا" وہ [illegible] ہوئے کہا۔ اس کی بوڑھی [illegible] کھل گئیں

"دیکھا کیا ہمارے ساتھ رہی تھی رات [illegible] رہی تھی گود [illegible] مائی [illegible] کھرسی [illegible] نکل [illegible]"

"بدھی تھی؟" ہا نے پوچھا

"آرے نہیں۔ [illegible] پر جڑھی اتری تھی"

"[illegible] ایک [illegible] بھگوان نے بھیجا۔ [illegible] کہا۔ بھگوان نے بھیجا تھا کو گوداوری مائی۔" وہ کوسیرلا کی [illegible] کو [illegible]

[illegible] کا نام ونیو تھا۔ کوئی گوداوری مائی [illegible] اس کی جھونپڑی میں [illegible] کچھ کچھ [illegible] اس کی [illegible] ہو گیا تھا۔

[illegible]

[illegible] وہ عورت [illegible] جیسے [illegible] گھوم رہی تھی ایک [illegible] پہاڑی پر [illegible] [illegible] ڈھلان پر [illegible] نہیں [illegible] [illegible] عورت اس کی گھر [illegible] پڑی تھی۔

پہاڑی سے [illegible] اندھیرا چھا گیا۔

وہاں [illegible] جھونپڑی [illegible] کی جھونپڑیوں میں [illegible] ہو گئی تھیں۔ ونیو کی جھونپڑی میں [illegible] گئی۔ [illegible] لڑکا [illegible] ونیو [illegible] ونیو کو [illegible] ونیو کو [illegible] [illegible] ونیو جھونپڑی [illegible] سلام کرنے کے لیے [illegible] پر لیٹ گیا۔

"اٹھو اٹھو" گوداوری مائی نے کہا

ونیو کی عورت اور بچے [illegible] ونیو کی عورت کی [illegible]

ہوئے لگا تھا۔ اندھیرا ہو گیا۔ اس وقت کہاں سے کچھ ملے گا؟

گوداوری مائی کو پتہ چل گیا۔ کیسے پتا چل گیا؟ کسی نے اس سے کچھ نہ کہا تھا۔ وہ تو بس [illegible] کر رہے تھے۔ "تم یہیں گھر میں سے [illegible]

"[illegible] بھگوان نے بھیجا ہے مائی [illegible] گوداوری" ونیو کرسٹ [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] تھا۔ [illegible] کھانے دار کو [illegible] چکا تھا۔ لیکن اس کو [illegible] کے ساتھ گھر سے [illegible] کا ایک [illegible] [illegible] ونیو نے [illegible] [illegible] عورت کے [illegible] [illegible] اور [illegible] تک لے جانے کو [illegible] ونیو کرسٹ [illegible] کے پاس [illegible] کھانے دار کا [illegible]

"چاول کی [illegible] کھلائے مائی [illegible] چاول [illegible] کر کھایا جاتی ہے۔ [illegible] کھانا [illegible] کافی بھوک نہیں [illegible] تو [illegible] نہیں [illegible] چاول کا [illegible] [illegible] بڑی ہوتی۔"

[illegible] ونیو کرسٹ کی [illegible] [illegible] ہو گئے ہیں۔ بہت [illegible] (کیا [illegible] ہے سوچا تھا۔) ونیو کرسٹ کو [illegible] جیسے [illegible] [illegible] طرح [illegible] کچھ [illegible] تھا۔

[illegible] سرخ پہاڑ [illegible] کے منہ [illegible] سرخ پہاڑ کی [illegible] کی طرح تھا۔ جس پر آسمان کا [illegible] سرخ پہاڑ کو [illegible] آسمان نے ڈھانپ دیا تھا۔

[illegible] رہیں۔ کیا [illegible] کی [illegible] سکتا ہو۔

[illegible] کا [illegible] [illegible] سمجھیں۔ پاتال کا [illegible] [illegible] اور پاتال کی؟

سرخ [illegible] گلابی رنگ میں رنگ دیا تھا۔ [illegible] کی [illegible] [illegible] نہیں [illegible] کر [illegible] [illegible] گئی [illegible] [illegible] گیا۔

[illegible]

[illegible]

اس نے انگریزی میں کہا۔

[illegible]

انگریزی میں سوال کیا۔

[illegible]

[illegible]

تھی، اور عورت بھی اس لیے ایک مذہبی جنونی پارٹی کا رکن ہونے کی [illegible]

چند سیکنڈ کے لیے [illegible]

"میں آپ کے بارے میں پتا کروں گا۔" اس نے تھوڑے سے جھکا کر پتا دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

[illegible]

قیامت اور بےحرمتی [illegible] کیسا تھا یہ؟ سواجی [illegible] جیسا؟ گھوڑے کی پیٹھ پر [illegible] لگا؟ جیسے [illegible] پارہ بھر ہوا [illegible] اسی خیال آیا۔ گھوڑے کی پیٹھ پر [illegible] گھوڑے پر [illegible] تمہارا علم کیا ہے؟ [illegible] کو پوچھا اور سواجی [illegible] کی طرح [illegible]

[illegible] گروہ [illegible]

[illegible]

اسی [illegible] وہ دور ہوتا گیا۔ [illegible]

[illegible] دیکھی۔

دونوں عورتیں [illegible] پہاڑوں کا [illegible]

[illegible]

[illegible] اچانک [illegible] ایک [illegible] وہ [illegible]

[illegible]

[illegible] کہاں [illegible]

[illegible] کیوں [illegible]

[illegible]

[illegible] کی طرف [illegible]

[illegible]

مراٹھی کی کہیں میں اور ورلی
۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ کا ... ہے

سب ہی اس پاس کہیں تھا اور ما پیدا ہوئے تھے۔ کہیں بہت دور، دور دراز کے علاقوں میں۔
گرداوری، جو جانے بہت پہلے تھی۔ چالیس پینتالیس سال گزر گئے
بچوں کی کہنی کھلکھلاہٹ کہاں سے لائیں گے جانے؟ ہاں ہاں ہنسی آتی ہے سامنے۔ پہلے تو کبھی سے بھی لاڑ ہی ہو گئی۔ اب ... کہاں؟ کو ... [illegible] ماتی گز کی چال یہ گیا یہ لے گیا؟ ہاں ہاں یہی لے گئی تھی۔ خوشی سے ہر طرح کی ہی تو گئی ... [illegible] اب رہا دودھ۔ دودھ ورلی کے پاس کہاں؟ کسی ماں کا بھی مجبور ہو ... [illegible] دودھ ... [illegible] پانی میں ... [illegible] مگر دودھ ... [illegible] جاتی ہیں۔

نہیں وہ ایک ہی تھی۔ ... [illegible] ایک ہی جیسی جانی کی خوشی۔ ایک ... [illegible] ... [illegible] جانی کی کیوں نہیں؟

"جانتک ما تو ... [illegible]" ... [illegible] نہیں کیا؟ ایں ... [illegible] سے پوچھا۔

"کھیلی کیوں نہیں ... [illegible]" سے کہا۔

"جوں" ... [illegible] کا خیال آیا ... [illegible] کا خیال ... [illegible] اور گائے کی رکھشا ... [illegible] ہندوستان کی آزادی کی تحریک ... [illegible] اور تھا۔ کانگریس میں ... [illegible] گاندھی کی ... [illegible] اور پٹیل کی ... [illegible] بازار میں ... [illegible]

رب کا شکر ادا کر مہاس
جس نے ہمارا گائی ساتھی

وہ دل ہی دل میں ... [illegible] ہم وطن ہی مسکرائی۔ ... [illegible] اور پیار ... [illegible] سوچتی ہوں گی اس طرح مسلمان بھی گائے سے پیار کرنے لگیں! ... [illegible] مسلمان گائے کو ... [illegible] سمجھتے تھے؟ ... [illegible] گائے سے پیار کہاں کرتے تھے؟ کسے ہی ... [illegible] والوں کو ... [illegible] سرکاری ... [illegible] مار مار کے گایوں کو ہانکتے دیکھا تھا اور بڑی عمارتوں کے سامنے (وہ ... [illegible] بس پڑی)

... [illegible] گرجا گھروں اور ... [illegible] کی جان لٹکائے ... [illegible]
[illegible]
... [illegible] اور ... [illegible] بھی
... [illegible] کے علاقوں سے جانے
... [illegible] تو ہیں!
... [illegible] سے
... [illegible] مجروح
[illegible]

اور بہت سے ... [illegible]
[illegible]
... [illegible] کی دوسروں کے جذبات کو مجروح ...
[illegible]
... [illegible] ایک عجیب سا خیال آیا ... جیسے کوئی
[illegible]
... [illegible] دوسرے آدمی کی طرف، اصل مقصد

... [illegible] کر لیا؟ شاید
... [illegible] جیو کا کوئی
... [illegible]
... [illegible] کے قسم کی قتال

... [illegible] فرنورق ڈھونا
... [illegible] لنگسی ہوئے
... [illegible] ایسی میں گھل
... [illegible] وہ ایک ہوئے
... [illegible] ادھر ادھر دیکھ کر
... [illegible] جی کو سب
... [illegible] مایوسی سے
... [illegible] جانی ہوا تھا سے
... [illegible] اور یہی لوگ
... [illegible]

[illegible] لیکن اب [illegible] تو اسی میں لگ گئے [illegible] اور [illegible]

[illegible] ایرانیوں [illegible] کی اولادوں اور [illegible] اور [illegible] مسلمانوں سے [illegible] لوگوں میں [illegible]

[illegible] مطالبہ پاکستان پیش کرتا تھا۔

[illegible] رات کا [illegible]

اور [illegible] نہیں ہے؟

[illegible] اور [illegible]

[illegible] عورت کا [illegible] اپنے ادمی کو [illegible]

رات کو [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی اداکاری کرنے لگا

[illegible] اگر [illegible]

[illegible] آرام [illegible]

[illegible]

دوسری صبح [illegible] کل رات [illegible]

[illegible] اور بھی شدت سے

[illegible] دوسرے [illegible]

اور وہ؟

وجہ [illegible] کی تنہائیوں کی تحریک کی [illegible]

[illegible]

کی طرح پھیل گئی تھی [illegible] تحریک [illegible] مگر [illegible] تحریک [illegible]

[illegible]

[illegible] جاتے

[illegible] ان کی [illegible] اندھیرے [illegible] کھینچ کھینچ کر [illegible]

[illegible]

[illegible] دوسرے [illegible]

[illegible]

[illegible] اصل میں [illegible] جاتا ہے؟ [illegible]

[illegible]

لیکن اب [illegible] تھا۔

[illegible]

[illegible] کوئی [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible] اندر [illegible]

[illegible]

[illegible] لگ گئی ہوں گی

[illegible] کا انتظار [illegible]

[illegible]

[illegible] باتیں [illegible] بہت شور [illegible] جھٹ اس کا سر کاٹ کر [illegible] کے دھر میں لگ دیا۔ [illegible] اپنا بڑوں بیٹا!" انہوں نے [illegible] کو ماتا پاربتی کے حوالے کیا [illegible] اور [illegible] جہاں [illegible] رہتے تھے۔ [illegible] شوجی [illegible] شہزادوں تک وہ وہاں سے پلنگ پر [illegible] عورت [illegible] بھیجی [illegible]

لیکن اس تریاپتھ کی جہت تو بڑی تھی۔ اور [illegible] کی رسم کی [illegible] سے [illegible] کو جسم ہو [illegible] اور [illegible] کے تہوار پر [illegible]

[illegible] یہ [illegible] کہ [illegible] خواہش ہو سکتی تھی کہ مرافقی [illegible] کا یہ [illegible] جلوس [illegible] کی مدد ہو جاتی [illegible] دونوں میں [illegible] رنگ [illegible] میں [illegible] بچانے [illegible] میں [illegible] جلوس [illegible] کہ [illegible] جھپٹ [illegible] اور [illegible] کی طرح [illegible]

لیکن اصل بات تو یہ نہیں تھی۔ اصل بات کیا تھی؟

کچھ دنوں پہلے بمبئی کے ایک اردو اخبار میں [illegible] چھپی تھی کہ [illegible] کسی جلسے میں مسلمانوں کی دلآزاری کے کلمات کہے ہیں۔ اخبار نے لکھا تھا کہ [illegible] کسی مراٹھی اخبار میں چھپ [illegible] مراٹھی [illegible] کسی اردو اخبار میں ہندوؤں کی [illegible] کو [illegible]

[illegible] دونوں قسم [illegible] اخبار تھے۔ جنہوں نے [illegible] کے [illegible] جلسے [illegible] اصل [illegible] کسی نے دیکھا [illegible] تھا۔

[illegible] سے کچھ ہی پہلے [illegible] ہندوؤں (مراٹھوں) اور مسلمانوں میں کشیدگی پھیل گئی تھی۔

تہوار کے موقع پر [illegible] ہندو مراٹھوں نے گنپتی جلوس کا راستہ طے کیا۔ انہوں نے جلوس مسلم علاقوں کے بیچوں بیچ سے نکالنے کی ٹھانی۔ [illegible] راستے پر [illegible] لگانے شروع کر دیے۔ مسلم علاقوں میں۔ [illegible] جھنڈے [illegible] پھینکے گئے۔ [illegible] اس [illegible] میں دو [illegible] مراٹھے ہندو مارے گئے۔ [illegible] زخمی ہو گئے۔

[illegible] کے [illegible] مراٹھا [illegible] سے منظم ہو چکے تھے کہ دوسرے ہی [illegible] ایک [illegible]

[illegible] کے [illegible] علاقے [illegible] کے لیے مشہور ہیں۔ روزگار کی تلاش میں [illegible] سے [illegible] مزدوروں کی [illegible] اور [illegible] چھوٹے [illegible] میں [illegible] سے [illegible] بولی [illegible] والے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] اور [illegible]

[illegible] مسلمان بھی [illegible] ہیں۔ [illegible] کپڑے کے کارخانوں میں [illegible] کام کرتے ہیں۔

وہ ساتھ ایک مسلمان چھوٹی موٹی [illegible] کپڑے کے کارخانے کی مزدوری [illegible] [illegible]

[illegible] میں [illegible]

[illegible] مسلمان کارخانہ دار کی [illegible] کے [illegible] اپنے خاندان کے ساتھ [illegible]

[illegible] وہاں [illegible] دور [illegible]

[illegible] انہوں نے [illegible] مسلمان مزدور [illegible] [illegible] ہاتھوں اور [illegible] سے [illegible] کر [illegible]

[illegible]

[illegible] میں [illegible] ایک مسلمان [illegible]

[illegible] کی [illegible] جھگڑ ہو چکی تھی۔ اس کی [illegible]

[illegible]

[illegible] پاکستان میں [illegible] کی لڑائی [illegible]

[illegible]

[illegible] نظر [illegible]

[illegible]

لیکن [illegible] کیا [illegible] وہ یہ سمجھ نہیں سکتے [illegible] چھوٹی چھوٹی [illegible] میں [illegible]

[illegible] کی معمولی سی [illegible]

آج [illegible] ایک پل کے لیے [illegible] چاہیے [illegible] ان کی جان [illegible] کھسٹ کر [illegible] ایک کمرے میں [illegible] جھگڑوں سے [illegible] سکتی [illegible] صورت [illegible] رات کی [illegible] اپنے [illegible] رات کے واقعات کی [illegible] اہمیت [illegible] والے واقعات نے [illegible] رات کا آج کی [illegible] رہا تھا۔ [illegible] کی طرح [illegible] روسی [illegible] دوبارہ [illegible] چہرے کو بھی [illegible] شاید وہ کوئی [illegible] انجام [illegible] شاید [illegible] آنسو [illegible] جیسے [illegible] کی طرح [illegible] شاید [illegible] [illegible] آنکھیں [illegible] ازاں [illegible] گردھوری [illegible] اپنا [illegible] گردھوری [illegible] گاؤں کی [illegible] کسی [illegible] کی [illegible] مطلب [illegible] گردھوری [illegible] مطلب [illegible] روسی کو [illegible] گردھولی سے مراد [illegible] روشنی کا راستہ [illegible] گاؤں کا [illegible] کسی [illegible] ہوں۔ مگر [illegible] روشنی [illegible] گاؤں کا واسطہ ہی سمجھتے ہیں۔

[illegible] بھائی [illegible] کوشش [illegible] بھائی گھر پر نہیں [illegible] مکتی والی ہیں۔

'یہ لوگ [illegible] سکتی ہیں؟'

[illegible] جہاں [illegible] کیونکہ جا رہی ہیں۔

[illegible] پوچھ [illegible] سکتی [illegible]

مسلمان [illegible] ایک [illegible] آیا تھا کہ کراچی میں [illegible] مہاجر [illegible] ہیں، [illegible] کو [illegible] بالکل [illegible] تھا۔ [illegible] فسادات میں [illegible] اور [illegible] کسی کو [illegible]

'آپ کہاں [illegible]'

[illegible] فسادات کی [illegible]

[illegible] ایک [illegible] کہ وہ [illegible] ہیں۔ [illegible] اور [illegible]

[illegible] فسادات کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کسی [illegible]

[illegible]

[illegible] اور ایک [illegible] کو [illegible] کہ اگر [illegible] کا مطلب کچھ نہیں [illegible]

[illegible] کسی [illegible]

[illegible] مسلمان ہیں۔ [illegible] کوشش [illegible] ہیں۔

Scanned with CamScanner

[illegible] اور [illegible] صبح [illegible] کاشف کا سکوت کسی [illegible] عورت ابھی ابھی [illegible] کی
پاس سے گزر رہی [illegible] خاموشی سے [illegible] رہی تھی۔

[illegible] کوشش کرنے [illegible] کسی انجانی [illegible] دل [illegible] دھڑک رہا تھا [illegible]

"[illegible]" [illegible]

[illegible] کوشش کرنے [illegible] کوشش کر رہی تھی۔ [illegible] دھڑکا [illegible] دوسرا دھڑکا [illegible]

[illegible]

[illegible] چلا کر [illegible]

[illegible] جیسے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ما سر اسسٹنٹ کو میں پکارا تھا۔ چشم زدن میں۔ ایسی حالت پر مست ذہن میں کسی جھپاکے
[illegible] آدمی کی [illegible] خواب کو [illegible]
[illegible]
[illegible] ٹیکسی والے سے کہا تھا۔

"[illegible] چلو [illegible] ایک [illegible] کی کھیر چالیس کے۔"

[illegible] ٹیکسی والا [illegible] اور اس سے پہلے کبھی [illegible] علم [illegible] کا نام سن
کر [illegible] ایک [illegible] جواب اس کے [illegible] میں [illegible] گیا تھا۔

"[illegible] کو [illegible]"

"ہاں۔۔۔ [illegible]"

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جاتے سورج پھر پر نظر ڈالی جس کی پوسکوہ دراڑوں میں اسی دن نظر آیا۔ اسے مرزلا کا چہرہ یاد آیا۔ اور پھر اسے یاد آیا: وشنو کرشنا ولیم کرسٹ کی سنائی ہوئی گیتوں پر محیط داستان اس کا کلائمکس کیا ہے۔

"ورلیوں نے کھیت‌دار کو جنگل میں گھیر لیا تھا۔ نشیں نشیں! جار بیٹا میں تھا۔ جس کھیرے تاریے لنگوٹی پہنائی۔ ایک گٹھا لکڑی اس کے سر پر رکھی۔ اور بولے: اُدھر جاؤ۔ اسے اُدھر اُڑاؤ۔ اسے اُدھر جاؤ، یہ یا یہ؟" وہ ہنستا تھا۔ یاد سے اس کی سجیس آنکھیں اور بھی دھندلا گئی تھیں۔ "اور بولا: دل میں جوتیں میرے کوا تہائی خار ہو رہا تھا۔ کانپ رہا تھا۔ گوداوری ماتی ایک دم خارج ہوئی میں کرسے گوداورک ماتی خارج ہوئی۔ ایسے کوسے کا مشیں! ہوئے ہی ماتی وہ تھورا ہنسی بھی ہیں۔

"وری آنکھ ہو یا ماتی تو کھیتی‌دار سر پر ہیر رکھ کر بھاگا۔ لوٹ کر آیا معاملت دار کی ہے۔ ہی ہم — کو ہو معلوم تھا۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔ وری ایک کی پوچھو ایک گئے۔ براوری دولی....

"پر روں؟" ما نے اسکنی پھیلا کر پوچھا تھا۔

"ہاں ہاں براوری، ایک دم تمہ والت لمبہ راستہ سب کو جیسے اور گوداوری ماتی نے ایک دم ہوا فریا تھی۔ بتا تھی۔ اسکدم سے ہی بات ڈھلی ورپا اور سی ورپا معروف، اور گھاس کی کٹائی ساڑھے چار روپے۔ آگھیر کو جانا ہی پہنی گیہں! کسی سو تو تو جس میں ڈالا تھا۔ کسی سو کو۔"

گوداوری ماتی

گوداوری ماتی کوئی دیوک نہیں تھی۔ وہ پیر کرسٹ کی داستانیں اس کے کہیں حال شکست و ریخت کی شکار مداح کی سانی مسل بے‌جور سی‌پری نہیں تھیں۔

گوداوری ماتی — گوداوری پارولیکر، دراصل گوداوری گوکھلے — انڈین کمیونسٹ پارٹی کی ایک کارکن تھیں۔ جیسے کہ اس پیارے سے اتر کر بمبئی میں سمیری مارار کی پاس پارٹی آفس کی ریکارڈوں میں اب کو پتا چل سکتا ہے۔ ۱۹۴۵ سے ۱۹۴۷ تک کے دوران جو برسوں میں، اس کی کام نے وسی ماری کی مار کھائیں بیگار بھریں، ای کی اور پولیس کی بانتوں الٹی قتل ہوتے اداں واسی وری کسانوں کو ایک حیرت انگیز تحریک کی صورت میں منظم کر دیا تھا۔

پارٹی آفس ریکارڈ، گوداوری گوکھلے کی تحریر۔

"یہ موسم ۱۹۶۲ کی بات ہے جب میں اور دوسرے ساتھی جیل میں تھے کہ ہمیں کچھ پاوہ‌نشین لکھنے کا حیال ہاں ۱۹۶۵ میں جب ہمیں ہارعورٹ سنٹرل جیل بھیجا گیا۔ میں نے کچھ لکھنا شروع کیا — لوگ سوچیں کی میں اداں واسیوں میں کیوں گئی تھی۔ دراصل جب

۱۹۴۱ میں جس جیل سے رہائی ملی تھی۔ تب میں نے اور کامریڈ شام راؤ نے مہاراشٹر کے کسانوں میں کام کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب ۱۹۴۵ اور ۱۹۴۶ میں ہمیں دوبارہ جیل بھیجا گیا تہائی ڈسٹرکٹ سے علاقہ بدر کرنے کے بعد....

لسروں کی ایک مؤثر چادر لی ما کی اسکیوں میں یہ تحریر دھندلا رہی تھی۔ مسلسل اید و بعد کی حالات بدرگی کی۔ وری کسانوں کے جھونپڑوں میں راتیں گزاری تھیں۔ کھیت جنگلوں کو بیدل پار کرنے کی۔ ساہوکاروں پر گھیرے انصافی کی راتیں سانسے کی۔ عدالتوں میں گھسیٹے جانے کی ایک شمسور کر دینے والی۔ لاکھ چھر ٹیپ والی داستان۔

٭٭٭

گوداوری ماتی! تم انسروں کو سچ ہیں۔ جس جائے کی عادت نہیں جو جھونپڑیوں میں بورے دو سال رہی۔ اسی کیسے مشکل حالی کی عادت نہیں پڑ سکی۔ اسے ماتھ روم کی تکلیف تھی ہے۔

مگر جب ورلیوں کی ہوتی۔ آگے لکھا ہے، کھیتی کا گٹھا آخرکار ساڑھے چار روپے میں ہی لیا جانے لگا۔

پارٹی آفس کی دھول بھرے ریکارڈ میں جب کہ یہ خطوط شدہ اور مدفون یہ ایک کہانی ہے۔ ایک جیتی سرخ داستان جو اب کسی کو بھی یاد نہیں۔ واقعات کی اس گٹھے ہوتے ماتھی میں جس کوئی علاقہ ایسی کرکھیں ہر ی کہ حیرت کی معاملوں سے لکھتار بتی جا رہا ہے۔ یہ صرف ایک طور میں جس کا پتا ہمیں ہیں چل سکتا۔ جو ای گنت رنگوں میں مل کر جیسے کہ اسے کم ہو چکی ہے۔ گوداوری کی یاد اب — سی مسل کی بلاغوں کی خلوں میں ہیں۔

اس تحریک کو یاد رکھیں کہ کوئی وجہ نہیں تھی۔ کیونکہ یہ ایک کامیاب تحریک تھی۔ یہ اپنا چھوٹا سا مقصد پورا کر کے ختم ہوئی۔ جیسے کہ گوداوری پارولیکر نے لکھا، گھاس کا گٹھا ہیرحال ساڑھے‌چار روپے میں بکنے لگا تھا۔ چند ہی برسوں میں مہنگائی نے بڑھ کر ساڑھے‌چار روپے کو ایک مضحکہ خیز مذاق سا بنا دیا تھا۔ پر اس کا گوداوری کے عمیق میں، اس کی کل مقدحیات سے تعلق نہیں تھا جو اس مراٹھی نے کی اور رات کی چھم چھماتی سکھی کی طرح ورلیوں پر نچھاور کر ڈالی اور جسد طلعہ کے تمام تک اصولوں کو سرمو خاطر میں نہ لا کر مگ لرزہ خیز بامقصد زندگی گزاری تھی۔ وہ شاید اب زندہ نہ ہوں، اور اس کی شکست و ریز کی سمت کسی سرخ کی جوتی کلاسی جوانمنی کی اسرار میں کہیں خلا میں چکراتی ہوا کیونکہ ورلی سے آبس پرھتی ہوتی نہ کو سمیتی پہنچ کر ایک ہوڑیی فلم اسکٹر سے ایک مکالمہ سن کر پھوسچکا ہو جاتا ہے کہ گرم سبی مالی موسی ہوتا۔

محفوظ مقام پر پہنچ کر جب وہ کی جاری میں جار آئی تو غسل میں ما رویا گا ہوم

کھولنا شروع ہوا۔ اس قدر اندھادھند گھور ناانصافی! فوراً ایک بیان تیار کر کے وہ اپنے دوستوں اور جان پہچان والوں سے دستخط کرانے کی مہم میں جٹ گئی۔ (انھیں یہی کام آتا تھا!)

"ہم اس جوڈیشل [illegible] کی مذمت کرتے ہیں" بیان کا لب لباب یہ تھا۔

دستخط کرانے کی [illegible] اسی طرح [illegible] لے گیا۔ ارت [illegible] کا ایک سندھی ہدایت کار اس کا دوست تھا۔

وہ ایک [illegible] تھا۔ [illegible] کا مالک [illegible] ادھیر سندھی، جو ابھی تک جوان [illegible] وہ [illegible] جل چکا تھا [illegible] دنیا [illegible] رنگ کی جھک تھا۔ وہ اپنی سرزمین سے اکھڑا ہوا تھا۔ سندھی ہونے کا احساس اس کے لیے تقریباً ایک پوشیدہ احساس جرم ہے۔ وہ [illegible] تھا اور ہندوستان کی [illegible] میں جڑ [illegible] سکتے وہ اس احساس سے جھٹکارا [illegible] سکتا تھا کہ وہ [illegible] پورے ہندوستان میں ایک "غیر" ہے۔ وہ [illegible] سے [illegible] فلمیں بناتا تھا۔ [illegible] کا [illegible] اس کا موضوع تھا۔ [illegible] لوگ [illegible] کہ وہ سندھی ہے۔ [illegible] کسی کونے میں [illegible] لٹکا کر رویا تھا۔

[illegible] سندھی ہوں۔"

[illegible]

[illegible] اعتقاد کرنے والا ہندو تھا۔ وہ [illegible]

[illegible] ہندو [illegible] ایک [illegible] جہت ہیں۔ [illegible] اگر وہ [illegible] میں ہوتا؟ ان لوگوں [illegible] سب کچھ [illegible] صورتوں میں سکتی ہوں؟

"[illegible]" [illegible] "[illegible] اگر وہاں ہوتے تو [illegible] ارت [illegible] فلمیں [illegible] ختم ہی ہو گئی ہیں۔"

"وہ کیسی؟" [illegible] کرنا چاہیے۔

[illegible] ختم ہی ہو گئیں۔

"اگر میں ہوتا... [illegible]" سندھی ہدایت کار نے [illegible]

[illegible] لگا، "کب دیکھیں؟ [illegible] وہاں [illegible] رہنا [illegible] اور پھر [illegible] ہی ہار؟"

ارت [illegible] کا ہدایت کار [illegible] اس کی زندگی کا [illegible] اس کی [illegible] کہیں اور تھا۔ اور [illegible] ایک [illegible] مسلمان [illegible] کی وجہ سے [illegible]

[illegible] مگر وہ خاموش [illegible] خاموش تھا۔

"[illegible] کور میں [illegible]؟"

[illegible] اسی طرح [illegible] وہ [illegible] پڑھیں سے [illegible] ہندو [illegible] اسی طرح [illegible] میں وہ انھیں [illegible] حالات [illegible] کوئی کسی [illegible] کا ذکر اس طرح نہیں کرتا تھا۔ [illegible] کو انھوں نے فوراً دستخط کر دیے۔

"[illegible] ہدایت کار نے [illegible] ہندو جاہل [illegible] یہاں [illegible] ایک [illegible] کا خاتمہ ہے۔"

"[illegible] کچھ [illegible] آتی ہے۔ اور ابھی [illegible] رہے ہیں؟ لیکن اس کا کیا علاج [illegible] دستخطوں کی ضرورت ہے۔"

[illegible] ایک گئے کی سطریں ہیں۔ "[illegible] اس کو اپنے [illegible] پورا [illegible] ہے۔" [illegible]

[illegible]

[illegible] ہندو [illegible] ہندوستانی [illegible] انگریزی اخبار [illegible] انگریزی اخبار [illegible] والی [illegible] کی [illegible]

[illegible] ہندوستانی فلموں کی ایک [illegible] کمیونسٹ پارٹی کے [illegible]

[illegible] ایک [illegible] کے لیے وہ [illegible] ایک [illegible]

پاکستان میں شامل ہو گیا تھا اور اسے ایسی کسی سخت ہندوستانی [illegible] اور نہ جانے کس [illegible] ایک کسی تذکرہ نہ کی جانے والی مگر پھر کی طرح سخت ہو [illegible] کو اپنے پیٹ میں چھپا رکھا اور اس [illegible] میں کوئی کچھ بھی نہ کر سکتا ہے۔ [illegible] کی [illegible] ہدایت کار اور [illegible] شاعروں [illegible] اور دانش وروں کی ساتھ [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] جائیں گی تو [illegible] کی [illegible] کے بیچ [illegible] جا رہی ہے۔

[illegible] ہدایت کار [illegible] تھے۔ [illegible] کی زندگی پر [illegible] تھے لیکن عورتوں کی [illegible] اس کی [illegible] طرح کی ہے۔ اس کی تمام فلموں میں عورتیں کسی نہ کسی چیز کا استعارہ ہوتی ہیں۔ زیادہ تر مردوں کی [illegible] کا [illegible] پامال کر کے [illegible] کشتی پر [illegible] ہے۔ یا پھر اگر وہ [illegible] ہیں تو [illegible] کر وہ [illegible] کا استعارہ ہو سکتی ہیں۔ کچھ بھی ہو [illegible] نہیں چھوڑتی ہیں۔

[illegible]

[illegible] کسی [illegible] بات [illegible] کہ اس طرح کی عورتیں [illegible] کسی [illegible] کے طور پر [illegible] ہو گئی ہیں۔

اس وقت وہ [illegible] میں ایک [illegible] کی ساتھ اپنی نئی فلم کے [illegible] رہا ہے۔

[illegible] اس نے [illegible] اس کی [illegible] کو [illegible] ہی [illegible] میں [illegible] ایک عورت اس کے سامنے [illegible] ہے۔ [illegible] کے لیے [illegible] کے سامنے [illegible] ہو اس نے ایک نظر ڈالی۔ پھر کہا:

"اور [illegible] سے [illegible] کیوں [illegible] برس بعد [illegible] مرالیوں نے کی ہی کا [illegible] جا رہا

[illegible] فلموں کا ہدایت کار [illegible] محدود تھا۔ اس کا دل اس کی [illegible] کی حکمت [illegible] کا ساتھ [illegible] میں بھی [illegible] شامل ہیں۔ وہ [illegible] کی بارے میں کیا محسوس کرتا ہے؟ یہ وہ صاف صاف نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ تو صاف صاف یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کی [illegible] سے [illegible] ہوا جی [illegible] کی [illegible] ہے۔

"[illegible] سے [illegible] کی [illegible] کر [illegible] کسی بھی [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی [illegible] نہیں ہوں۔ [illegible] ہوا کیا یہ ایک [illegible] کی ساتھ [illegible] ہوا؟"

ہدایت کار اور اس کی [illegible] میں [illegible] ہو گئی۔ ہدایت کار [illegible] طور پر

[illegible] تھا [illegible] کے ساتھ ہو [illegible] لگر [illegible] ہیں۔ لڑکی اسی خیال میں [illegible] کا [illegible] رہی تھی [illegible] مصروف [illegible] ہوتی جا رہی تھی۔

تمہارا نام [illegible] اور میرا نام [illegible] تو [illegible] بتانا [illegible]؟

"[illegible]" [illegible] سے سر ہلایا۔ اس [illegible] تھے۔ لڑکی نے اپنے [illegible] کی [illegible] لیکن انہیں [illegible] کر [illegible] اور [illegible] رہی تھی۔

[illegible]

[illegible]

لڑکی [illegible] کی طرف دیکھا۔ لڑکی نے اپنا [illegible] کا دل بھر کر [illegible] تھا [illegible] میں [illegible] ہونٹوں پر لال [illegible] تک [illegible] تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے دل میں ایک [illegible] کی طرح [illegible] کی [illegible] کے چہرے کی طرف [illegible] کی [illegible] سورج [illegible] ہو چکا تھا۔ [illegible] اور معصوم ہو گئی تھی۔

[illegible] میں [illegible]

[illegible] ہو گئی تھی۔ اس [illegible] میں [illegible] اور اس کا [illegible] ایک [illegible] کے ساتھ [illegible] تھا۔ وہ [illegible] کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ [illegible] میں کسی [illegible] تھا۔ پھر بھی وہ [illegible] کی [illegible] گاڑی چلاتی جا رہی تھی۔ [illegible] دوبارہ زندہ ہوا تھا۔ پھر [illegible] فاصلے پر [illegible] ہوا۔ وہ [illegible] ہو گیا تھا۔ جیسا وہ [illegible] کی [illegible] چمکتی ہوئی نظر [illegible] آوازیں سنائی دیتی۔

[illegible] شامل ہی کہ [illegible] کے [illegible] ہوئے [illegible] پر [illegible] کی [illegible] تھا۔ [illegible]

لڑا بھی حوصلہ نہ ہوا۔ ما کے دل میں اب ایک حقارت بھری بےفکری سما گئی تھی۔ لگتا تھا جیسے اس میں اچانک کوئی انسانی طاقت بھر گئی ہو۔ اس وقت وہ اپنی اسی طاقت سے کبھی ... کو کچھ ... کوشش کر سکتی تھی ... گردن ... سمجھی ... تھا۔

ما اور ما کو شامل جی نے گلے سے لگایا۔

بوڑھی ... کی گرمی اور ... محسوس کر کے ما تھرتھرا گئی۔ اس کی انسانی طاقت غائب ہو گئی۔ اس نے مشکل سے آنسو ضبط کیے۔

"دیکھیے یہ کیا ہو رہا ہے" ما نے شامل جی کے جھریوں بھرے ہاتھ تھام کر کہا۔ پھر وہ ... "اور اب ہو گئے اب ... کچھ بھی نہیں کرتے"

بوڑھی شامل جی نے حیرت بھری مسکراہٹ سے منہ پھاڑ دیا۔

"تو کیا کرو گے؟ ... کیا کریں؟"

ان کی آواز میں ... ما نے حیرت بھری مسکراہٹ ... شامل جی ... جیسے فلموں میں ... شامل جی کی ... ضرورت ہی نہیں تھی۔ ... فاصلات ... سے ...

"اب یہاں ... کے چہرے ... رہے ہیں"

"تو آپ ہم سمجھیں ... کیوں ... سکتا؟ ... سمجھیں ... ادمی کو اپنا ... سے بڑا ... سمجھیں ..."

... حاصل ہوئے۔ مگر ... کسی ... کی طرح ...

... تو یہ ... ہمارا راج ہوتا تو ایسا نہ ہوتا ... کمیونسٹ حکومت ... وہاں کبھی ... فساد ہوتا؟ کیونکہ ... وہاں کبھی ...

ما ... شامل جی کا ... کہ ... اور نہ ... جہاں ... ہوتا ... وہاں۔

شامل جی نے ... "جب انقلاب آ جائے گا ... تب ... کا ... ہے"

"جب انقلاب آ جائے گا"

ما جھینپ سے شامل جی سے ... ہو گئی۔

"مگر انقلاب ... آ رہا ہے شامل جی" ... اچانک وہ شامل جی

یہ اسی طرح ... کی ... سے ... ہو ... ہوں ... چاہیں ... ہیں۔ اس ... کسی ... کی ...

... نہیں ... کمیونسٹ حکومت ... نہیں ... ہے

... کمیونسٹ ... ہندوستان کی ... کے ...

... ہیں ... وہ ...

کسی چیز سے متعلق [illegible] کیا؟ یہ بات خود اس کے ذہن میں صاف نہیں تھی۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] جنگ کا ذکر اور وہ ہو جاتی ہے کسی کی حکومت

[illegible] کانگریس کی مخالفت پیدا کرتی ہو یا کبھی

[illegible]

[illegible]

Scanned with CamScanner

"کمپیوں کا ہو گیا ہے؟ جیروں کو معصومی نظروں سے ہمکتی کی کوشش کرو۔ ہم تو بالکل بھل بھولی سو [illegible] اس وقت" شامل جی نے کچھ ناصف سے کہا۔

ما سیخ [illegible] بل گئی ہیں۔ انسان ہی ہو ہیں وہ کوئی فرشتے تو نہیں ہیں۔ آخر اس نے مکانیں اٹھا کر کہا:

"معصومی کا مطلب؟ [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔ قتل ہوتے [illegible] [illegible] کرتے ہیں کہ سمجھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سوچ سکتا۔"

"ہاں" شامل [illegible] قتل کرتے [illegible] سمجھ [illegible] سوچ سکتا۔" لیکن شامل جی [illegible] ہو گئے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی بات نہ ہی۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کمیونسٹ [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] پابندی سے پارٹی میٹنگ میں شامل ہوتے تھے۔ وہ ایک [illegible] انسان تھے۔ پرخلوص [illegible] گرم جوش۔ ما کی [illegible] عرکمیونسٹ [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] تھا۔

شامل جی کمرے میں بیٹھی تھی۔

شامل جی [illegible] [illegible]۔ شامل جی کہاں [illegible] رہنے والے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والے تھے۔ [illegible] [illegible] مجبوری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] درست [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہندوستانی فلموں میں مسلمان کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فلموں میں لوگوں کی [illegible] [illegible] [illegible] کا کردار دکھایا جاتا ہے۔

کیا کریں مسلمان؟ ما بولی تھی۔

[illegible] "وہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ پھر انہیں کچھ خیال آیا

"انگریزی پڑھیں انگریزی، چھوڑیں یہ مدرسے وغیرہ کا کلچر۔ اردو مدرسے [illegible]" انہوں نے [illegible] "[illegible] [illegible] [illegible] انگریزی پڑھیں، کمپیوٹر" شامل جی کو سوجھا۔ کمپیوٹر سیکھیں۔ [illegible] [illegible] [illegible]" انہوں نے اپنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہا "ہندوستان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] انگریزی [illegible] [illegible] کمپیوٹر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انگریزی؟ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کریں؟

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی طرف [illegible] کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شامل جی کا بازو ہلا کر کہا: "[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]؟"

شامل جی [illegible] [illegible] [illegible]۔ [illegible] انہوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غور کیا۔ بات تو

[illegible] کی جڑ رہی ہے۔

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" شامل جی نے [illegible] کی طرح کورس اور ہنس کر کہا "لیکن..."

"لیکن کیا؟" ما نے [illegible] [illegible] [illegible]

"لیکن... شامل جی نے [illegible] [illegible] [illegible] سے کہا۔ "ہندوستان میں مسلمانوں کو آج ایک نئے [illegible] کی ضرورت ہے۔"

ما کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ "[illegible] [illegible]" اس نے بہت حیرت زدہ ہو کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انگریزی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

مگر اس وقت [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] شامل جی اب [illegible] [illegible] [illegible] چاہیے؟" [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

[illegible] شامل جی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" پھر انہوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ما کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] مسلمانوں کا کردار ادا کرتے کرتے [illegible] [illegible] [illegible]؟

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو شامل جی جانتے [illegible] اصلاح ضروری [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

پھر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گئے۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے ختم ہو گیا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" [illegible] [illegible] شامل جی کچھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی دیگ [illegible]

کھچڑی!

Scanned with CamScanner

[illegible] کچھ ہنس کر کہا: "[illegible] ایک اخبار میں مضمون [illegible] ہم شاید کھچڑی کی دیگ [illegible]"

"[illegible]"

"[illegible] الگ الگ۔"

[illegible]

[illegible] کھچڑی کی دیگ میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی الگ ہو گئی۔

[illegible]

"اور [illegible]"

[illegible]

"[illegible] کوئی بات رہ گئی ہے؟"

[illegible]

"اور کوئی [illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible] آدمی [illegible]"

[illegible]

"اور [illegible] کی [illegible]"

"اور [illegible] آدمی ہے؟"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible] ایک طرح کی۔"

[illegible]

"ہاں، ایک دوسری طرح کی۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"اور انڈ والسی، جو اوک واسی، جہاں تہاں بکھرے ہوئے ہندوستان میں، آج بیٹھے اور کاشتکاری کرتے۔ کسی بڑی سوسائٹی، کسی خاندان کی دیوتا کا جیون نہیں بنتے ہیں" گوتم نے کہا (اپنی کتاب میں) "ان کی نسلوں کا سردار ہوتا تھا۔ بیچ ہوتے تھے۔ ہر بیچ سرداروں کے خلاف مسکن ہی سے جانے ہوں گے۔ شاید اپنے دیوتاؤں پر انسانی قربانیاں بھی کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے سے جنگیں کرتے تھے۔"

"یہ انہیں سانچا ہی ہے [illegible] جیسی کہ کئی کالوں سے کررہا ہوں۔ جس کی ایک پورٹ سائیکل دوسرے کی پورٹ جیسی ہے۔

اور اس کا کچھ بھی سمجھ نہیں تھا۔ سب کی ڈبل دیوتا ٹنک اور بولیاں۔

مانی بولیں؟

"وہ..." کتاب نے فیصلہ سنایا۔ چودہ کروڑ پر سب کی لنگ ٹنگ بولیاں ہیں۔ اور ہیں" ما میں طرف ہیں۔

[illegible]

[illegible]

"صدمے... یہ تو میاں کی بیوی میں نہیں، میں آپ کو بے وفا ہوں، اپنی چالی میں، میں از دگ ریوالوس۔"

دھرمیندر جروفی طالب علم تھا۔ کبھی شام کی کالج میں پڑھتا تھا۔ ان میں تو وہ ایک ریستوران میں اسسٹنٹ منیجر کا کام کرتا تھا۔ سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا گھر کی دہلی گھر میں [illegible] کمی سجنہ پہلوی قصبے میں، ان کی عادتیں جسمی سی [illegible] میں منہجھ پر ملا [illegible] تک نہیں کہتا تھا۔

[illegible] ان کی [illegible] "[illegible]" پر سکی۔ دھرمیندر نے اپنی دل میں اچھی خرمندگی [illegible] [illegible] سے الگ کر لیتا تھا۔ [illegible] کی جو اس کی [illegible] جوش و [illegible] تھا۔ [illegible] کی [illegible] بھی ہوتے ہیں۔

[illegible] کی [illegible] کے [illegible] نہیں [illegible] وہ [illegible] کی [illegible] سبزی [illegible] بھیجی

دھرمیندر کو [illegible] کی مخصوص [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہیں۔ [illegible] میں جوڑتا ہو اپنی [illegible] میں [illegible]۔

"آپ [illegible] وہ [illegible] [illegible] میرے [illegible] [illegible] ہے۔"

دھرمیندر [illegible] میں [illegible] "اور [illegible] [illegible] کی [illegible]..."

"[illegible] [illegible] کام ہے" [illegible] کی [illegible] میں [illegible] گئے۔ وہ سوچ رہی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بر [illegible] کسی [illegible] [illegible]"

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] چاہتی ہیں" [illegible] پوچھا۔

"[illegible] [illegible]" [illegible] [illegible] سے کہا۔

[illegible] اور [illegible] [illegible]۔

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ایک دوسرے کی طرف دیکھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible] کرتے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کچھ اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

شاید [illegible] وقت کو [illegible] کسی طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

"کم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" [illegible] دھرمیندر سے پوچھا۔ وہ ایک ریستوران

میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دھرمیندر انھیں اپنی [illegible] ریستوران میں [illegible] [illegible] تھا جہاں اسے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا ہونا پڑا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دھرمیندر [illegible] [illegible] [illegible]۔ "[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کی [illegible] پر کوئی [illegible] نہیں ہے مگر جیسا کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وہ [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] جو ان کے [illegible] میں [illegible] ہوں گی۔

مگر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں" [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

"تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو؟"

[illegible] [illegible] کالج میں [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وہ لوگ دوسری طرح کے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]!

دھرمیندر [illegible] [illegible]

[illegible] طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دھرمیندر کچھ [illegible] [illegible]

[illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پلاسٹک کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک سترہ اٹھارہ سال کی [illegible] کسی [illegible] [illegible]

دھرمیندر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]؟"

[illegible] جیسے وہ صدیوں سے چپ بیٹھی ہوں، جیسے ان کی [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کو کچھ [illegible] باتیں کہا "اچھا نہیں" وہ [illegible] اور پھر [illegible] سے رخصت ہو کر [illegible] کی طرف دوڑ پڑے۔

اس رات سونے سے پہلے بستر پر کروٹیں بدلتے ہوئے، ما نے کہا،
"[illegible] مسلمانوں کی مذہبی [illegible] سے افسوس ناک حد تک لاعلم ہیں"
ما [illegible] جاتا تھا۔
"روحانی اقدار کا کچھ مطالعہ [illegible] نہیں ہو رہا ہے" اس نے [illegible] میں [illegible]۔
"اور ان کی طرف سے [illegible] رہا ہے [illegible]" وہ کبھی [illegible] تقریباً [illegible] گئی۔ "[illegible] جی کہ [illegible] جلوس نکالتے ہیں؟ [illegible] کیسی ہے کہ [illegible] اس کا مطلب"
"[illegible] روحانی اقدار کا مطالبہ" اس نے سوتے ہوئے کہا۔ "[illegible] ہو نہیں سکتا"
ما [illegible] رہی [illegible] کبھی [illegible] حیران۔ [illegible]
ما سوچتی سوچتی سو گئی۔
[illegible] ثابت کرنے کی کوشش کرنے والی تھی کہ [illegible] وہاں کھجور [illegible] ایک [illegible] استعارہ تھا جو [illegible] شرمندگی ہوتی ہو [illegible] لیکن یہ [illegible] مسلمانوں تک پہنچ [illegible] جہاں [illegible] نہیں ہیں اور [illegible] سکتا ہے جس [illegible]

[illegible] اور [illegible] وہ [illegible] کی [illegible] کر گئی تھی۔ حکومت یا کسی سرکاری ادارے [illegible] کارروائیوں میں

[illegible] افراد کی مدد کی سرخیاں، عورتوں اور [illegible] اور سرکاری دفتروں میں [illegible] کا اسٹاف موجود تھا۔ [illegible] بھائی اپنے [illegible] ہندو دوستوں کی مدد سے [illegible] علاقوں میں صلح صفائی اور حالات کو معمول پر لانے کی کوشش کر رہے تھے۔
"افسوس ناک صورت حال ہے [illegible]" [illegible] بھائی نے [illegible] کہا۔ "[illegible] ایک گاؤں کی [illegible] مسلمان ایک مسجد میں اور سارے ہندو ایک [illegible]"
"آپ [illegible] مسلمانوں [illegible] رہے ہیں؟"
"[illegible]" پھر وہ [illegible] مسکرائے "مسلمان [illegible]"
[illegible]

[illegible] لڑکیوں کی طرح [illegible] "مسلمانی" کا کام [illegible] ملکوں میں [illegible] ایک [illegible]
وہ [illegible] مجبور [illegible]
[illegible]

میں روزگار کی تلاش میں باہر سے آنے والوں کی [illegible] محبت کی [illegible] اور [illegible] [illegible] مراٹھا [illegible]

شوسینا [illegible] میں [illegible] جنرنگ کو [illegible] کر [illegible] مراٹھا [illegible] کو روزگار [illegible] شوسینا کیا کرے؟ کیا [illegible] کی [illegible] مسجد [illegible] کرنے کی [illegible] کو [illegible] جاتی [illegible] پارلیمنٹ میں [illegible] قانون [illegible] [illegible] مراٹھا [illegible] کی [illegible] میں [illegible] لگاتے [illegible]

"[illegible]"

[illegible] میں [illegible] گے"

[illegible]"

لیکن [illegible] اندرون [illegible] [illegible] میں [illegible]

[illegible] استعمال کرنے کی [illegible] جس پر [illegible] [illegible]

اس [illegible] کی طرح [illegible] ہو گیا۔ [illegible] محفوظ اور [illegible] اور [illegible] [illegible] سے [illegible] میں [illegible]

لیکن [illegible] کی حکومت کسی دوسرے [illegible] پر [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] کے [illegible]

([illegible])

[illegible] نہیں [illegible]

مگر [illegible] اور [illegible] [illegible] کی [illegible] اصلاحی [illegible] جیسی [illegible] کوشش کی [illegible] [illegible] اور [illegible] کانگریس کی [illegible] ہندوستانی کے

[illegible] مراٹھا [illegible]

شوسینا کی [illegible] کی تقسیم ختم کرنے کی کوشش کی۔ [illegible] مراٹھیوں [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کا کام انہیں [illegible] ہندوستانی [illegible] سرکاری طور پر [illegible] کہا جاتا ہے [illegible]

[illegible] ہندوستان کی [illegible] میں [illegible] ایک کمرے کی [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] اس کا لاشعور [illegible]

[illegible] مراٹھا [illegible] کوشش کی [illegible] [illegible] ہندوستان [illegible]

[illegible] نہیں [illegible]

[illegible] نہیں [illegible]

[illegible] [illegible] ساتھی [illegible] کتاب [illegible] [illegible] جس کا [illegible] نہیں تھا"

[illegible] سوچا۔

سمندر

بستی میں کہاں کہاں سے خلقت امڈی آئی ہے۔ نہ جانے کہاں کہاں سے؟ اور وہ سب ایک دم شاید جزیرہ کے ساحل پر ہی آئے ہوں۔

ریت پر بچے رنگین بڑی بڑی گیندوں سے کھیل رہے تھے۔ نرم ریت میں دھنسی رنگ برنگی چھوٹی کشتیاں کھڑی تھیں۔ ساحل پر تیرنے والے ٹائر پڑے تھے۔ تفریح کے لیے آئی لڑکے اور لڑکیاں سمندر کو لہراتی لہروں کی طرف دور جاتے اور ان پر بیٹھ کر لہروں پر ڈولنے لگتے لہروں کو دیکھ کر سبھی کنگنی چڑیا کی طرح چہچہانے لگی تھی۔

بادلوں بھرے۔ سنہلی دھوپ سے آتی کرن نرم ریت پر بیٹھی کا کوئی سبب ٹھکانا سامنے ماں کا پورا کنبہ سرسبز ہو چکا تھا۔

راستوں سے اونچی آسکریں جیسی دو سفید عمارتیں کو مچھلی پورٹ کی طرف جاتے دیکھ کر ماں بچوں کے لیے مچھلی پورٹ دیکھنے کا اعلان کر کے کسی جواب کا انتظار کیے بغیر دور بہت دور جا چکا تھا۔ اب وہ پام کے پیڑوں کے جھرمٹوں جیسی پورٹ سنہری دار چادر پر ایک چھوٹا سا نقطہ تھا۔

کنارے کے ساتھ ساتھ چلتی ناریل کے پھول کاری جس میں دو خوبصورت ٹائر جڑے ہوئے تھے۔ سب دیکھ کر لڑکی بے ہوشی سے چیخ پڑی تھی۔

'پھولوں کی کاری۔ ما وہ۔۔ وہ۔۔ وہ دیکھو۔۔۔ سو سنگی اس میں ہو مٹی بھر فلاں تھم میں۔۔۔ آپ نے بھی دیکھی؟ کومل کیور کی ساتھ؟ جب وہ گانا گاتا تھا انہیں تھی؟'

سدا ہی کی طرح چیر چیر کر بھی اشتیاق سے بھرا ہوا، کومل کیور اور میں سنگی کا گانا گاتی لڑکی پھول کاری میں سوار تھی دور ہو رہی تھی

ریت پر رینگ رینگ کر چھوٹو میکر میں پہنسا کر کر رو رہا تھا اور پھر دونوں مٹھیاں بھر بھر کے [illegible]

وہ [illegible]

ماں نے پیچھے مڑ کر دیکھا دامن ہاتھ سے دور تھی۔ کنگنی کہیں نہیں تھی۔

ماں کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

کنگنی کہاں ہے۔۔۔ کہاں گئی کنگنی؟

وہ تیزی سے دھڑکتے ہوئے دل پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہوئی چاروں طرف دیکھ رہی تھی اور کنگنی اسے کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

تب ہی دور۔۔۔ بہت دور لہروں کے سفید جھاگ سے کنگنی کا لال رنگ بلا رہی تھی۔ سمندر میں ہوا میں لہرا رہی تھی۔

ریت کیا ہے جھکو کر ریت پر پھینک کر کنارے کی سائیکل اور باسکٹ گرا کر چھوٹا جھنگ کی ہوا میں اڑا کر ماں بےتحاشہ لہراتی رہی کی سمت بھاگی۔ دونوں بازو پرندوں کی طرح

پھیلائے ماں پوری طاقت سے دوڑ رہی تھی، جو کہ ریت کو چیرتی۔۔۔ بنا کسی سے پوچھے کنگنی دور کیسے چلی گئی اور کنارے پر پیرے دینے والے ٹائروں میں سے کسی ایک کو دوڑاتی لہروں تک جا پہنچی تھی۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی، اپنی سے بہت بڑی عمر کی لڑکے اور لڑکیوں کی نقل میں، ٹائر پر بیٹھ کر لہروں میں اتر گئی تھی۔

دو تین سکنڈوں میں ماں پانی کے اندر تھی۔ شڑپ شڑاپ۔ ماں نے پانی میں دوڑ لگائی۔

پہلے گھٹنوں تک پھر کمر تک، پھر اس کے سینے تک آ پہنچی۔ جیسے کسی دیوار کی ریت کی دیوار۔ پانی اتنا بھاری ہوتا ہے؟ یہ تو ماں کو خبر ہی نہ تھی۔ اس کے کپڑے شرابور ہو کر کسی لبادے کی طرح جسم سے لپٹے ہوئے تھے اور منہ میں نمکین پانی چھپاک چھپاک پڑ رہا تھا۔

'کنگنی کی۔۔۔' اس نے بپھرتی ہوئی لہروں میں ساری ہوا بھر کر آواز لگائی۔ مگر ہوا نے اس کی آواز کو بکھیر دیا۔ ایک لہر نے اس کے منہ پر زوردار تھپڑا مارا۔ ماں کی گھٹنے مڑ گئے۔

ایک ہاتھ کے فاصلے پر کنگنی کا ٹائر ہچکولے لے رہا تھا۔ میری وہیں پانی کو چیر کر ماں نے دونوں ہاتھوں اٹھا کر کنگنی کو جھپٹ لیا۔

پانی کے شور کے اوپر بھی اوپر کی اٹھتی کئی آوازوں نے اسے روکا۔

'نہیں ماں۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھ کو ٹائر سے اتارو نہیں۔'

ماں نے دونوں ہاتھوں ٹائر کے حلقے میں ڈال دیے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو بستی کے لوگ ان کے پیچھے پیچھے پانی میں دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ ماں کو بدحواسی سے چیخنے اور دوڑتا دیکھ کر سب پاس کھڑے لوگ تفریح کے لیے آئے ہوئے سیاح اور خوانچے والے اس کی مدد کے لیے دوڑ پڑے تھے۔ کئی ہاتھوں نے ٹائر کو سہارا دے دیا۔ آہستہ آہستہ ٹائر کو کھینچتے وہ اسے کنارے کی طرف لا رہے تھے۔

اسے گہرے پانی میں ماں کنگنی کو ٹائر سے اٹھا لینا ہوتا تو شاید وہ دونوں توازن نہ رکھ پاتیں۔

کنگنی سہمی ہوئی تھی۔ چھپ چھپ پانی میں ناچتی چلا رہی تھی۔ چڑیا کی جیسی چہچہ رہی تھی۔ ٹائر پر بیٹھی کسی جل پری سے کم نہ لگ رہی تھی۔ اس کی سیلاب زدہ سی گلابی ہو سکتی چوٹیاں۔ جس کی جڑ کاری کھینچ رہے تھے۔ اس کی ننھی سی لال لنگوٹ اور ٹانگیں سرمئی لہروں میں ابھر اور ڈوب رہی تھیں۔

نمکین پانی میں بھیگی بھیگی بدنوں کے اس ریلے میں پہنچتی آ رہی تھی۔ کچھ خود چلی اور کچھ گھسٹتی چلی ہوئی۔ لہروں کے شور میں، سمندر کی اور بستی کی ملی جلی آوازوں میں ماں کی ہنسی بھی آہستہ آہستہ مل گئی۔ جیسے میٹھے پانی کی تہہ میں ریت مٹھی ہو

کنگنی نے جو اسے تک نہیں دیکھا تھا۔ کبھی کسی پریشانی میں نہ ڈالا تھا، تو اس نے کنگنی نے ابھر تک سمندر دیکھا ہی نہ تھا اور اب۔۔۔

٭٭٭

"آپ میری ماں ہیں؟"

ما نے کہا۔

ککلی اور جھنکو اور جرابوں پر جوتیں باندھ کر بوکی کے حوالے کر کے آج وہ سمندر کے کنارے خود گھومنے آئی تھیں۔ مرکی نے [illegible] اس کے منہ پر کریم ملی تھی۔ صبح کو چہرہ نرم اور تازہ محسوس ہو رہا تھا۔

اس نے آئینے میں اپنا آپ دیکھا تھا۔ اور وہ اسے ٹھیک نظر آیا تھا۔ فکروں کا بوجھ اتار کر، فکروں کی ایک پوٹلی باندھ کر، جسے گھر پر چھوڑ کر [illegible] ابھی جسے [illegible] ایک دن وصول کرنا ہے۔

ساری دنیا، اور تقریباً اسباب، سے چھپا کر اس نے ابن لی ایک شوخ بھڑک دار فراک خریدی تھی، جو اس نے شرم کے مارے اپنے بیگ میں چھپا رکھا ہے۔

با پوری [illegible] سے اسے جوتیں لے چلا۔ جوتی پر ساحل کی ریتلی [illegible] میں جا کر ما نے کپڑے بدلے۔ باہر آئی تو [illegible] بھڑک دار لباس دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کپڑوں کی کس میں وہ جوتے ہینڈ بیگ سمیت چھوڑ کر آئی تھی۔ بالکل ہلکی پھلکی ہو کر۔

با نے اور ما نے ساحل پر مونگ پھلیاں کھائیں۔ [illegible] میں ہاتھ ڈال کر فوراً اترنے والی تصویر کھنچوائی۔

تصویر میں با اور ما نے اپنے آپ کو دیکھا۔ با کے چہرے پر شرمندہ سی [illegible] اور ما کے بھڑک دار کپڑوں کو بالکل میچ کرتا ہوا اس کا چہرہ، جس پر نامرادی کی پھٹکار ہو رہی تھی۔ تصویر کو دیکھ کر دونوں شرمندہ ہو گئے۔ ما نے تصویر بٹوے میں ڈال لی۔

ما پانی میں چلنے لگی

شپ شپا، شڑاپ شڑاپ۔

اس نے مڑ کر با کی طرف دیکھا۔

"آؤ..."

اس نے کہا۔

"کپڑے بھیگ جاتے ہیں۔"

"بھیگ جائیں؟"

"بٹوا ۔۔ بٹوا بھی تو بھیگ جائے گا۔ جوتے کہاں رکھوں؟"

"یہیں کنارے پر چھوڑ دو سب کچھ۔"

با نے پتلون کے پائنچے چڑھائے، جوتے ہاتھ میں تھامے اور ما کے ساتھ ساتھ آنے لگا۔ با کو ما کی حالت پر افسوس ہوا۔ اس کے پاس بہت بوجھ تھا، اور وہ اپنا بوجھ کسی جھاڑی سے جانے میں تالا لگا کر کنارے پر چھوڑ دینے کو بھی تیار نہیں تھا۔ ما پانی میں دوڑ لگانے لگی

وہ جانے پھر کب گانے لگی۔ جو اسے اسی پل ایک گیت سوجھ رہا تھا:

[illegible]

ہر کبھی ہچکولوں میں بہتے ہوئے

سمندر نے [illegible]

کبھی نہ کبھی ڈوبے گا

[illegible]

کبھی [illegible] ڈوبے گا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کپڑوں [illegible] جل گئے

"اور [illegible]؟"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر آتا۔ وہ ما کی نگاہوں سے دور، بہلکرد سے لہروں سے کھیلتا۔ آج جو اپنے بوجھ سے چھٹکارا نہیں پا سکا۔ پا کا سب سے بڑا بوجھ جو وہ خود ہی خود تھا۔ ما پا کی شعور پر ایک بھاری بوجھ بہت کیوں؟

اس نے پا کی طرف مڑ کر دیکھا۔ فولاد میں محصور، مگر شیشے سے بھی شفاف۔ کسی انسانی آنسو کی دیوار کی بجھی ہوئی تھا [illegible] ابھرے تھے وہ دونوں۔ شفاف شیشے کی اربار ایک دوسرے کو تکتی مگر کبھی پار نہ کرسکی ہوتے۔

ایک بوری نیند آئی۔ ما کو اپنی ماضیوں اور حالوں سے [illegible] سمجھاتاں پہنچی محسوس ہوئی۔ [illegible] کے ساتھ ہی اس کی [illegible] کا خیال [illegible] ہو گیا۔ ایک لمحے [illegible] میں اسے گرداورد کا خیال آیا اور اس کی تصویر [illegible] کو [illegible] سرخ [illegible] پر پڑھی دیکھا۔ [illegible] کر اس نے آنکھ کو [illegible] کے دروازے سے سر نکالتے [illegible] [illegible] دیوار پر [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] میں اپنا [illegible] ہی ہوتا۔ اپنے [illegible] اور اپنے باپوں کی بارے میں سوچتا ہی کا [illegible] اور [illegible] ہے۔ اسے خیال آیا کہ کس طرح [illegible] اور [illegible] کی پیدائش کے [illegible] کا [illegible] کی وجہ سے کوئی سا پیدائش کی [illegible] کا [illegible] کیا گیا تھا۔

لہروں میں سجے شبابی ما کاش دور تک گئی۔ اکیرہ

☆☆☆☆

منتخب اردو کہانیوں کے انگریزی ترجموں پر مشتمل تین مجموعے

انتخاب اور تعارف
محمد عمر میمن

The Tale of the Old Fisherman
Contemporary Urdu Short Stories
Three Continents Press
Washington DC
1991

The Colour of Nothingness
Modern Urdu Short Stories
Penguin Books (India) Ltd
New Delhi
1991

Domains of Fear and Desire
Urdu Short Stories from the Indian Subcontinent
TSAR Publications
Toronto
Expected publication date Spring 1992

Scanned with CamScanner

یادنامہ

صغیر ملال کی بےوقت موت نے [illegible] سے محبت کا رشتہ رکھنے والوں کو ایک شدید صدمے سے دوچار کر دیا ہے۔ زندگی سے بھرپور، خوش مزاج اور دردمند دل کے جدا ہو جانے کے دکھ کے علاوہ یہ بے شمار امکانات کے ختم ہونے کا صدمہ بھی ہے جنہیں صغیر ملال کے قریبی دوست اور پڑھنے والے [illegible]

[illegible]

صغیر ملال نے ۱۵ فروری ۱۹۵۱ کو [illegible] کے قریب ایک گاؤں میں جنم لیا اور ۲۱ جنوری ۱۹۹۲ کو [illegible] ان کی کتابوں میں [illegible] کہانیوں کے دو مجموعے "انگلیوں پر گنی کا زمانہ" (۱۹۸۲) اور [illegible] (۱۹۸۹)، دو ناول [illegible] (۱۹۸۵) اور "[illegible]" (۱۹۹۰) [illegible] (۱۹۹۱) شامل ہیں۔

[illegible]

***

[illegible]

۳

صغیر ملال

سے شدید محبت تھی، اس شہر کی نیند میں کتنی ایسی جگہیں تھیں جہاں وہ اب تک نہیں جا سکا تھا۔ کتنی دل چسپ اور عجیب و غریب لوگ تھے جن سے آج تک اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ کیسی کیسی خوب صورت عورتیں تھیں جنھیں ابھی اس نے نہیں دیکھا تھا۔

بجلی کی چوریاں آتی اسکیوں کی ساتھ ویران رستوں پر اپنا بوجھ چھوڑیں گی۔ چنار کے درخت آسمان کی طرف رخ کیے ہوئے ستونوں کی طرح بلند ہوتے رہیں گے۔ سب کچھ ہوتا رہے گا لیکن وہ یہ سب کچھ نہیں دیکھ پائے گا اور ترکیب دانشوں والی شرابیں اور حسرت جیسے کہ انسو اور کم طرف ساتھیوں کی بیوفائیاں سب وہ لوگ اب محسوس کریں گے اور وہ نہیں ہو گا۔ گرد آلود اشیا سونگھتے ہوئے، مرورل دیکھتے ہوئے، گمنام آدمیوں کو دریافت کرتے ہوئے دوسرے لوگ دفتروں میں کمروں کی قطاروں کے درمیان چلیں گے۔ جب کہ وہ رستے اورے کر مر چکا ہو گا۔ کیوں؟ کیوں؟ جانے سے محسوس ہوا کہ کائنات میں اضافہ موجود تھا۔ ماضی میں وہ گھسٹتا اور ٹھہرا رہا تھا۔ ور اب تقدیر سے اپنا کھینچا ہی لکھا رہی تھی۔ ان سب کاموں کی مرضی رہی تھی۔ یہ عمل کا ردعمل تھا۔ اور شاید خدا وجود رکھتا تھا۔

***

صغیر ملال

آثار

اس پر عمر بڑھنے کی اسے یوں محسوس ہوا جیسے سڑک کے کنارے ابھرے ہوئے کسی پتھر سے ٹھوکر لگی ہو۔ کسی حادثہ جس سے لگے ذ ہن وہ ٹھوکر کھا کر ٹھوکروں سے اس طرح محتاط ہو کہ اگر کوئی اسے دیکھ رہا ہوتا تو قسم کھا کر کہتا کہ اس کی پیشانی کسی جھکی ہوئی شہنی سے ٹکرائی تھی یا ہو کہ شوخ ہو اپنا ہوا سکرات کی حالت کا کوئی نشان اس کے ہونٹوں سے لپٹ چلا گیا تھا یا کوئی کنکرا بسکا ہلکا جھٹکے سے پہلے اس کی آنکھ کے مرکزی حصے سے ٹکرا گیا تھا۔ اس نے کہ وہ سامنے جھکنے کی بجائے کی طرف چھوڑ گیا تھا اور شہر مارکیٹ کی بر آمدے میں سجے ہوئے پوسٹروں اور ہر اس کے سامنے اس طرح ٹھہر ہو گیا تھا جیسے اس نے گلی کی آواز سنی ہو اور اب کائنات کی مجنوں کا منظر دیکھ رہا ہو۔

وہ جادوگری کی حد تک خوب صورت تھی۔ اسے یورپ کی تاریک رستوں کی جسمانی بلندیوں کا خیال تھا جو چرمیلی جلائی تھی۔ اس کے کانوں میں گھنٹیاں بجتیں جیسے کوئی بلندی انتہا رہی ہو۔ میری اسکیوں والیاں جیسے کوہسار کو دیں، جسموں میں ریشمی۔ اسے بارشوں کی موسم میں پہاڑوں پر طلوع ہوتی ہوئی والی دھند ملاحت کا خیال تھا جس کی زد میں آ کر بڑی بڑی چٹانیں اور ٹنڈ منڈ درخت کیسی شورمرائی اور کسی آسانی اور عمرے کے ساتھ لڑھکتے جاتے ہیں۔ لڑھکتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وادی میں بہتے والے دریا میں ایک گونج کے ساتھ تھمتے ہو جاتے ہیں اور بتدریج مانند پڑتی بازگشت میں پانی کی تہہ سے جا لگتی ہیں۔ ور چٹانیں پر ساکت مسکراہٹ اختیار کرتی ہیں اور درخت بےحد اطمینان اور آرام سے اپنی حالت کا ایک دوہ میرف کی نہر میں لگتی ہیں۔ ہر بہار سلسلے کی وادیوں میں ایک دیکھتی، طبیلا اور مستقل مزاج فرہ ہوتا ہے۔

ہرچند کہ اس نے ناول کی چمک دمک ور ٹھہروں نے اسے متبادل بھیجنے پر مجبور کر دیا تھا مگر اس نے اسے کو لیسی نہیں پہچانی تھی۔ اس کا محدود شک کی حدود تک پہنچانے کی دیوار اس کی اسکیس تھیں۔ مصروفوں کی بہتر ہونٹ پہینکر اور ہر کی رات برسنی ہو بہشت کی تو خوب ہیں شدمہ زدہ اور جیسےلاپت پیدا کی تھی۔ اس نے گھنٹوں کے بل نشہ کر

پوسٹر کے کونے پر لکھی تحریر پڑھی اور پیشانی پر پڑنے والی اُس نادیدہ چوٹ کی اثر سے [illegible] کر لیٹ گیا ہو۔ وہ فوٹوگراف تھا۔ دوبارہ اس کی آنکھوں [illegible] اسے اپنا دل مضبوط کرنا پڑا اور اس کے ساتھ ہی اسے اپنے ناول کا خیال آیا جس کی تکمیل کے نزدیک اسے [illegible] کرداروں پر خاموشی چھا چکی تھی۔ اس نے کہ گفتگو ایک مرتبہ اپنا دائرہ مکمل کر کے راستوں میں گم کر دینے والی موضوع کی طرف [illegible] اسی موضوع پر [illegible] سانس اکھڑ چکا تھا اور وہ قلم ہاتھ سے دھر کر کتنی دنوں تک پرانے شہر کی سنگ و تاریک گلیوں میں گھومتا رہا تھا اور قدیم روایتوں سے [illegible] بوڑھوں سے باتیں کرتا رہا تھا اور اپنی پیدائش سے پہلے کے واقعات سنتا رہا تھا۔ سبھی کردار خاموش ہو چکے تھے کہ ایک مرتبہ پھر پاگلوں اور پیمبروں کی ظاہری اور باطنی [illegible] آفاقی شعور پیدا ہونے کے بعد عام سطح پر ہوش مند رہنے کی امکانات [illegible] کا متحمل ہو سکتا تھا [illegible] سہار سکتی ہیں؟ اس نے اپنے کرداروں کو اُن سیاہ آنکھوں کی [illegible] میں ڈوبے ہوئے دیکھا۔ [illegible] اُن کی ان پلکوں کی طرف [illegible] کاشات کے ہر پہلو میں دور دور تک پیوست تھی۔ [illegible] جھکڑ چلیں اور اس کی پلکیں [illegible] سے اٹھ جائیں اور آنکھیں [illegible] چہروں سے بھر جائیں۔ اسے الہامی کتابوں میں درج [illegible] اور پیمبروں کی مجبوریوں کا اندازہ ہوا۔

اُس کی ہونٹ ایک [illegible] شوخ اور مبہم اور پُراسرار اور سراسیمگی طاری کر دینے والی مسکراہٹ کی دھوپ چھاؤں میں نہائی ہوئی تھی [illegible] احساس سے [illegible] اسے پہاڑوں پر [illegible] خیال آیا جو [illegible] بیمار، اپنی [illegible] میدانوں کی کھلی آسمان پر چمکتی سورج کی [illegible] سرخ گلابوں کی طرح دمکتی ہیں [illegible] چلتی ہیں جس سے ان کے ہونٹوں پر ایک ایسی چمک، ایک ایسی [illegible] ہوتی ہے جو پاس سے [illegible] کی تلاش میں بدحواس اور ہوش گم کردہ، مگر [illegible] عمروں والے لوگوں کے قدم [illegible] لیتی ہے اور وہ موم کی طرح پگھل پگھل کر وہیں منجمد ہوتے رہتے ہیں۔ اسے دہکتے ہوئے سرخ انگارے یاد آتے جو جلال اور جمال کی درمیان ایک شے کے دو رُخ ہونے کا [illegible] خود [illegible] سے جمال کا مظہر ہوتے ہیں اور چہرے پر جلال کی مثال بن جاتے ہیں۔ اسے ایسی سرخ روئی کس بات پر حاصل ہوتی؟ شاید یہ سمجھ گئی ہے کہ ماہ و سال کا وجود فقط زمین والوں کی نسبت سے ہے اور [illegible] کا ذاتی مسئلہ ہے کیونکہ خلا میں "وقت"

نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ لیکن اس حقیقت سے آشنائی کس کے لیے مسرت کا پیغام ثابت ہو سکتی ہے؟ اس کے جی میں آئی کہ وہ بڑھ کر اُس کا منہ نوچ لے اور اس مکروہ مسکراہٹ کا خاتمہ کر دے جو حقیقت کی ادھوری اور خام ادراک سے جنم لیتی ہے اور دیکھنے والوں کو احساس کمتری کی [illegible] میں مبتلا کر دیتی ہے اور ان میں ناشناسی کا شعور بیدار کرتی ہے جس کا [illegible] اور اصل ہے اور موجودات کی حکمت عملی کے عین مطابق ہے۔

کبھی چند بے حد مخصوص اور منتخب لمحوں کی صورت ہوتی ہے جو سنگ و خد کے معیاروں سے بلند ہو کر محسوس ہو جاتی ہیں [illegible] ہوش سے محروم رہتے ہیں۔

اُس کی [illegible] جیسے اُس کے قدم [illegible] کسی دیوار سے ٹکرائے ہوں۔ [illegible] دیکھ کر لفظ "مشعشع" [illegible] یاد آ جاتا تھا جیسے چکاچوند پیدا کرتی روشنی میں [illegible] کی جانی پہچانی "زمینی" زندگی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رہے مجھے شاہراہ کی مخصوص طرز میں ہیں جن سے روزمرہ سے محروم رہنے کے بعد اپنے کام میں [illegible] مصروف ہیں اور حالت یہی وجہ تھی کہ [illegible] جس کی [illegible] باعث خطرے میں تھی۔ تصویروں کو سامنے کھڑے اس شخص کو بھیک مانگنے والے اس گروہ کا [illegible]

[illegible] کی ترتیب بیان کرتے ہیں اور ایسے [illegible] کی بوجھ کارڈ [illegible] وہ [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] جگہ [illegible] کے اطراف پر محفوظ وہ جانے والے [illegible] کہیں کہیں [illegible] اور [illegible] کھلی اور [illegible] سیاہ ہوتی ہیں۔ [illegible] اور چند [illegible] چھوٹے [illegible] رنگ کے سوراخ ہیں جو [illegible] سگریٹ پینے والوں کی [illegible] [illegible] طرح سے روشن [illegible] ہیں۔ [illegible] سے وہ ان برگوں سے [illegible] اور [illegible] کے کمالات دکھاتے ہیں اور "پروفیسر" کہلاتے ہیں۔

[illegible] کی تصویر ہو [illegible] [illegible] اور [illegible] کی [illegible] مشہور [illegible] سے اس کا "[illegible]" [illegible] اور اس [illegible] کی [illegible] کا [illegible] ہے۔

[illegible] کر [illegible] کے [illegible] جانب [illegible] [illegible] اس [illegible] میں محفوظ ہو رہے ہیں۔

[illegible] اور [illegible] [illegible] معلوم ہوا تھا کہ [illegible] [illegible] کی [illegible] میں [illegible] رہا تھا۔

[illegible] کی [illegible] ہوئے [illegible] اگر [illegible] میں [illegible] اور [illegible] رکوع کی حالت میں جانے کے بعد [illegible] اور اسے

انداز اختیار کر لیا جیسے کوئی سجدے میں جانے والا ہو یا سجدہ کرنے کے بعد اٹھ رہا ہو۔ تو اسے اچانک یاد آیا کہ یہ وہی شخص ہے جو چند برس قبل ان کی دکان پر ایک [illegible] سے پڑا ہوا، گوتم بدھ کی تصویر والا قیمتی ڈیکوریشن پیس خرید کر لے گیا تھا، اور اسے یہ بھی یاد آیا کہ خریداری سے پہلے وہ دیر تک اس مجسمے کا منہ چڑاتا رہا تھا، اور اس کے بارے میں سب کچھ یاد آ جانے کے بعد سیلزمین کو خیال آیا کہ ان چند برسوں میں اس کی داڑھی [illegible] بڑھ چکی تھی

صغیر ملال

بکری کا بچہ

ایسا نہیں ہوا تھا۔

ایسا نہیں ہوا تھا کہ اندھیری رات میں طوفانی بارش کے دوران اس کا پاؤں کسی [illegible] ہوئی [illegible] پر جا پڑا ہو اور اس نے انسانی ڈھانچے کو [illegible] میں کیچڑ اور جنگلی جھاڑیوں کی جڑوں میں لتھڑے ہوئے دیکھ لیا ہو۔ وہ ایسا بھی نہیں ہوا تھا جیسا کہ اکثر ہو جاتا ہے کہ [illegible] ہواؤں سے [illegible] میں، چلانے والے کی [illegible] سے کسی گم [illegible] اور [illegible] پہاڑ [illegible] سے [illegible] آتی ہو اور [illegible] اس نے مسخ شدہ چہروں اور کچلے ہوئے بازوؤں اور [illegible] کو گھاس کی [illegible] سے [illegible] ہوئے یا وادی میں [illegible] کی [illegible] آواز سے [illegible] کرتے ہوئے پانی میں دور تک [illegible] ہوئے دیکھ لیا ہو۔ ایسے حادثے کے بعد [illegible] تک چرواہوں کو [illegible] باسیوں اور [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اور ہڈیاں اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور وہ [illegible] والی [illegible] کو [illegible] اور جمع کرتے [illegible] کو ایسے کسی [illegible] والی [illegible] میں جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔

بہرحال ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ [illegible] جو کچھ ہوا تھا وہ یوں تھا کہ جب وہ رات کے کھانے کے بعد سونے سے پہلے [illegible] کو ساتھ لے کر [illegible] میں آخری [illegible] لگانے گیا تو اس [illegible] جاتے وقت [illegible] کی [illegible] سے [illegible] میں [illegible] پیدا کر کے [illegible] ہوتی [illegible] آواز سنی تھی۔

کوئی اس کے کانوں [illegible] کو کسی کے مرنے کی خبر دے کر [illegible] کی وادی سے مطلع کر رہا تھا۔

وہ [illegible] گشت کی ایک ابتدائی [illegible] رات تھی۔ آسمان بالکل صاف تھا اور پوری وادی [illegible] کی [illegible] میں چھپکا [illegible] والی [illegible] روشنی سے [illegible] ہوئی تھی۔ ماحول میں پہاڑوں کی ابتدائی [illegible] کا مخصوص سکوت اور حسن پھیلا ہوا تھا۔ [illegible] کی چادر میں زندگی بسر کرنے والی مخلوق، رات کی [illegible] میں [illegible] جھاڑیوں اور درختوں کی شاخوں سے لپٹی [illegible] ہوا میں [illegible] اور [illegible] کے [illegible] والی [illegible] سے نجات ملنے پر مسرور

سرسراہٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ [illegible] کی [illegible] کا چاند [illegible] پر اب تک چمک رہا تھا۔ مگر [illegible] پہاڑوں کی چوٹیوں کے پیچھے غروب ہو چکا تھا۔ علاقے کی واحد [illegible] کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی تھی۔ [illegible] والے [illegible] نے کمروں کے اندر [illegible] شروع کر دیا تھا مگر زیادہ تر [illegible] والے [illegible] استعمال کر رہے تھے۔ [illegible] رات کے کھانے کے بعد [illegible] کی [illegible] میں [illegible] والی [illegible] کی [illegible] کو موضوع گفتگو بنائے ہوئے تھے۔ دور دور سے کتوں کے [illegible] اور [illegible] کو [illegible] جانوروں کو [illegible] اور [illegible] کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ خود [illegible] کو [illegible] سے [illegible] ہوئی [illegible] کی [illegible] سے [illegible] رکھنے کے لیے [illegible] اور [illegible] تھا اور [illegible] کے لیے [illegible] کر رہا تھا کہ پہاڑ کی [illegible] والی [illegible] سے وہ [illegible] آواز سنائی دی تھی جو کسی کے مرنے کی خبر [illegible] کی [illegible] کے ساتھ [illegible] والے [illegible] تک پہنچا رہی تھی۔

[illegible] کی [illegible] کے ایک [illegible] اور [illegible] آواز والے کی [illegible] پیغام پہنچانے والے سے رابطہ [illegible] تھا [illegible] اس سے [illegible] کے وقت کے سلسلے میں بات کی تھی۔

اس نے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کو [illegible] اور [illegible] رہی تھیں۔ اس کی [illegible] کے [illegible] آوازوں کے معدوم ہو جانے کے بعد بہت دیر تک وہ [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ستاروں کو [illegible] رہا۔ پھر اس نے [illegible] سے [illegible] لی اور [illegible] ہو کر [illegible] پر نظر ڈالی جو [illegible] کی [illegible] رات [illegible] انسانی [illegible] کے غیرمعمولی [illegible] تک [illegible] کا [illegible] کر رہا تھا۔

[illegible] تھا۔

[illegible] والے [illegible] کی [illegible] والی [illegible] مرف [illegible] کے دوران [illegible] کا [illegible] کی [illegible] پر [illegible] دیہاتوں کی تمام [illegible] [illegible] سے [illegible] ابھی بچوں کو [illegible] کی [illegible] میں جاتے [illegible] کی [illegible] کے علاوہ بڑی [illegible] وادیوں میں [illegible] کا [illegible] تھا۔

[illegible] کے علاوہ دوسرا کوئی [illegible] میں [illegible] کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible] کی طرح [illegible] اس کے [illegible] کی [illegible] خود کو اس

کنوں اور پاگلوں کی طرح شور مچاتی اسامیوں میں گھرا دیکھ کر محمود میاں کا دل خوف سے بیٹھ گیا تھا اور وہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے مُردار ہو گئی تھی۔

اس ہنگامے میں [illegible] دس دن کے [illegible] معلوم ہوتا تھا [illegible] کا نام لے کر چلاتی گئی تھی اور اس کے بعد مسلسل [illegible]

[illegible]

[illegible] اور ان کا معائنہ کرتے ہوئے اسے والدہ میں اترنا پڑا تھا۔

جب وہ مدرک کی مسجد پانی پر پاؤں اٹھانے ہوئے تھے تو انہیں اس جان لیوا سردی کا سامنا کرنا پڑا کہ [illegible]

[illegible]

پہلی اس نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ بڑا ہو کر اس مقابل مسخرے شخص کے ساتھ زندگی گزارے گی

اسے خیال آیا کہ اس دن کاری کے جیسے مسخر لوگ اس کے ساتھ گاؤں کو لوٹے تھے، اس کے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہر سال کی طرح اس مرتبہ [illegible]

[illegible] شاید یہیں سے اس کا بدقسمتی شروع ہوئی۔

[illegible]

اور بلند ہو کر [illegible] کا خوف اور خوف سے لرزتی ہوئی آواز میں کراہنے لگا

[illegible]

صبح تک [illegible] کہ وہ رات کو اصرار [illegible] کی قدموں کی بستی میں لے جایا گیا تھا۔

وہ والس [illegible] کو وہاں سے بھاگ [illegible]

[illegible]

سے بچنے کی دعا پڑھنے لگے۔

[illegible] کی پیٹھ سے گرا تھا [illegible] اور اس کا [illegible] سے مضطرب ہو کر رونے لگے۔

علاقے میں میسّر بہترین علاج کی فراہمی کے باوجود اس کی حالت بگڑتی چلی گئی۔ وہ ہر [illegible]

[illegible]

حرب بھر اس کا علاج گھریلو دوائیوں اور ٹوٹکوں کے ذریعے نہایت جانفشانی اور توجہ سے کیا [illegible]

[illegible]

صبح ہوتے ہی اس کی چارپائی صحن میں اخروٹ کے درخت کے نیچے ڈال دی جاتی، جہاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ اس وقت [illegible] سرخ مٹی والے پہاڑ کے [illegible]

[illegible]

اپنے مال خرچ خرچ کر اسے ریچھ سے پناہ مانگنے کی تلقین کی تھی۔

[illegible]

نہیں گھڑکایا چھوڑ دیا گیا، یقین ہے کہ اس کے جوانی کے پہلے دن ہی حکیم جی نے جی کے بڑے بیٹے کو نصیحت کی تھی [illegible] کی ضرورت ہے۔ اگر [illegible] کے تن میں ریچھ کا نام ہو گیا ہو تو وہ چارپائی پر دم توڑ دے گا یا اس کے بدن کی [illegible] حاصل کی اور وہ ساری عمر کے لیے مست ہو جائے گا۔" گاؤں والے تو سب پہلے خوف جانے [illegible] اور عورتوں کو بھگت چکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے حکیم کی نصیحت سے بھی [illegible] احتیاط ہونی شروع کر دی تھی اور اپنے ان [illegible] کو تقدیر پر چھوڑ دیا تھا جو اُن کی رسموں کے ساتھ لگے تھے اور جہاں سے [illegible] کرنے والے جنگلی جانوروں کو [illegible] کے سلسلے میں [illegible] جانے [illegible] شور کے اس کی کمرے میں جانے کا حادثہ تھا، پوچھ کہ ان کی جوانی کے بعد سے ریچھ دو مرتبہ [illegible] سے [illegible] چکا تھا لیکن دونوں مرتبہ [illegible] کے ساتھ والے کھیت اس کی خباثت کا نشانہ [illegible] والے [illegible] سے [illegible] چیخ پکار [illegible] کے شور میں دب کر رہ گئی تھی۔

ایک دن اس نے اپنی فصل کی [illegible] سرپنچوں سے مخاطب ہو کر کہا: "بات یہ ہے کہ ریچھ سے کسی صورت نہیں [illegible] کی ہر جس ہی [illegible] ہے۔ [illegible] کوئی جانور گوشت خور ہے تو [illegible] اس کے سب [illegible] کے برابر ہوتے ہیں اور کوئی [illegible] کو اس سے کوئی خطرہ نہیں [illegible]

[illegible] ہر چیز کا خاتمہ کر دیتا ہے۔"

[illegible]

کو دکھا دی۔ صبح تک آگ کے شعلے سرخ پہاڑ کی چوٹی کو جنگل کو [illegible] کی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] کی [illegible] جھاڑیاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

جھاڑیاں اور درخت کاٹ کاٹ کر آگ [illegible] سے [illegible] میں مصروف ہو گئے۔ [illegible] کی [illegible] بہت [illegible] گھاس [illegible] سے اب [illegible] لوگ [illegible] کے سورج [illegible] مٹی سے [illegible] ہو گئے تھے۔ جنگل کا [illegible] میں چھوٹی ندی کی [illegible] کی سطح والے پتھروں سے [illegible] ندی سے کیچڑ [illegible] [illegible] کسی [illegible] زندگی بسر کرنے والی [illegible] گھاس کاٹنے کی عادت ہو گی

سرخ مٹی والے پہاڑ کی [illegible] سورج طلوع ہونے [illegible] میں [illegible] پنچ گھیرے جنگل کو [illegible] [illegible] کے [illegible] میں [illegible]

گاؤں کے مرد آگ سے دہکتے پہاڑ سے منسلک اپنے کھیتوں سے ہلکار [illegible] رہے تھے۔ ان کا [illegible] تھا کہ [illegible] والے جانوروں کی راہ روکنے کے لیے [illegible] کانٹےدار جھاڑیوں سے تعمیر کر [illegible] دیواریں بہت جلد آگ کی انگلی پکڑ کر اسے کھیتوں تک لے آئی ہیں۔ آگ کے دائرے کے گرد [illegible] پرندوں کی سراسیمگی اور دہشت دیکھ [illegible] والے [illegible] ہو رہا تھا۔ جب بھی کوئی درخت سرنگوں ہوا کرتا۔ پرندے [illegible] سے نکال لے جانے کے لیے [illegible] کوشش کے طور پر اس پر جھپٹتے اور آگ کی [illegible] کوئی [illegible] نکلا ہو۔

سرخ مٹی والے پہاڑ کی [illegible] آج [illegible] گھروں والوں نے بھی [illegible] اور اس وقت [illegible] میں [illegible] اور [illegible] گھاس چرنے میں مصروف تھے۔ [illegible] سے [illegible] جانور [illegible] کو اپنے سر کو [illegible] میں [illegible] ہو [illegible] گھنٹی بہت دلکش انداز میں بج اٹھی۔ اس کے علاوہ [illegible] مکمل خاموشی طاری تھی۔

[illegible] جنگل کی [illegible] گوشت [illegible] آگ کی [illegible] وقت کے [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] طرف بڑھی اور پگھلی ہوئی [illegible] کی [illegible] سے [illegible] قدرتی رکاوٹ تھی۔

گاؤں کے [illegible] اور [illegible] سے دلچسپی رکھنے والی بوڑھی کھیڑوں کو اس سے پہلے [illegible] اچانک [illegible] کو دور [illegible] والی چنگاریوں کا مقابلہ کرنے اور [illegible] صورت حال سے [illegible] کے سلسلے میں اپنے خاندان کے ان نوجوانوں کو ہدایات دینے میں مصروف تھے [illegible] مجبور کر جا رہے تھے کہ اچانک قبرستان والے پہاڑ سے [illegible] بھیانک آوازیں بلند ہوئیں۔

دوسری جانب میں ریچھ بوڑھے [illegible] گڑھے میں [illegible] ہو چکا تھا اور [illegible] گوشت کے [illegible] بڑے ٹکڑے [illegible] رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں [illegible] کی [illegible] کو [illegible] اور ریچھ [illegible] اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

[illegible] دور دور تک [illegible] نہیں ہوگی [illegible] گاؤں والوں کو معلوم [illegible] ریچھ پنچھ [illegible] گاؤں والوں کے [illegible] کا نقصان کر گیا ہے۔ [illegible] کی آوازیں [illegible] پیدا کرتی چاروں طرف پھیل گئیں۔ [illegible] والیاں [illegible] لگیں اور ان [illegible] سرخ مٹی والے پہاڑ کی [illegible] صبح سے دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا اور [illegible] میں وہاں اگنے والی گھنی اور [illegible] گھاس کو تصور میں [illegible] تھا۔ اچانک [illegible] سے [illegible] گاؤں کے ان لوگوں کی [illegible] سے بلند آواز کے [illegible] [illegible] کو [illegible] کر گھروں میں [illegible]

Scanned with CamScanner

ہم نے ایک سلسلہ شروع کیا جس کو اب تک دو سال ہو چکے ہیں جس میں ہم نے مختلف کتب کو سافٹ میں منتقل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ریختہ کی قابل تعریف ویب سائٹ سے بھی کتب کو پی ڈی ایف میں منتقل کیا، ہماری ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ دوستوں کے لئے نایاب و اہم کتابوں کو سافٹ میں پیش کیا جائے۔

معروف ادبی جریدے "آج" کو سافٹ میں منتقل کرنا بھی اسی کوشش کا حصہ ہے اور ادبی ذوق رکھنے والے دوستوں کے لئے ایک تحفہ

محمد ثاقب ریاض ایڈمن بزم کتب

آپ ہمارے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں تاکہ مزید اس طرح کی شاندار کتب تک آپ کی رسائی ہو سکے

ہمارا وٹس اپ گروپ جس کے منتظمین کے نمبر زذیل میں ہیں

گروپ میں شمولیت کے لئے:

محمد ذوالقرنین حیدر: +92-3123050300

محمد ثاقب ریاض: +9[illegible]

Scanned with CamScanner

میں لیکن پھر کارتوسوں کے لیے رقم خرچ کرنے میں گھبراتے ہیں۔

وہ اس تمام ہنگامے سے بےخبر اپنے بستر پر لیٹا کمرے کی دیواروں پر چسپاں پرانے اخباروں کے رنگین صفحوں کی تصویریں دیکھ رہا تھا۔ اس نے وہ تمام وقت نفرت سے عاری چہرے سے کھڑکی میں سورج مکھی والے پہاڑ کے جنگل کو راکھ بنتے دیکھتے رہا تھا اور اس لمحے اپنی خلا بھری آنکھیں دیوار پر گاڑے لیٹے جانوروں کی چیخ پکار ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک اس کی نسل کی کاشتی پر ڈھول پیٹنے کے لیے ڈاک جانے والی گاڑی سے اتر والے میراثی نے اس کے بڑے بیٹے سے اپنے مخصوص مزاحیہ لہجے میں کہا: "پکی دیواروں والی اک اب سور قبرستان جا کر سچا قصہ ہو مردے اس کو ایک طرف کو بھاگ پڑے اور ریچھ دوسری طرف کو۔" اس کے بیٹے نے گھبرا کر اس کے شادے سے اسے صورت حال کی نزاکت کا احساس دلانا چاہا مگر میراثی اپنی دھن میں رواں ہو گیا تھا۔ ہنسی ہوئی چھپنی پھر سے بولا "آپ نے دیکھا نہیں خدا کا نور بھی اپنی کانوں سے سن کر آیا ہوں۔ ڈھول میں وہ سچ رہا ہے مردہ بکری والے ریچھ میں لگے ہو پیل سوچتا اگر دفعہ ایسی ہو اس نے پورا جسم بھی نہیں کیا ہو گا

اس کی آنکھیں میراثی کی باتوں کی گردش جوہر کے عمل میں پھنس چکی تھیں اور پھر اس کی چیخ نے گھر کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا

سب دم بخود ہو کر ریچھ کو ایک پکر اس پر سے پنجے چاٹتے ہوئے دیکھتے رہے تھے۔ اس کی کھردری بال جوں میں شہر جانے کی جد کچھوں کی صورت میں بدل سے نکل رہے تھے۔ اگر وہ وقت میں جاننے تھے کہ نہار میں جب کھوڑ کو اس ہیبت ناک جانور کی جھلک دکھائی دی فاصلے سے دیکھنے والے اسی جنگلی اداروں کا ایک سب دوخت سمجھنے ہو سکتا تھا۔ اس کے سایہ میں سورج سکوڑوں سے نہ کیا ہو

شام سرک سے گہری ہو رہی تھی۔ سورج جلد پستر شہر کی درختوں والی چوٹیوں پر سرخ ستارے لکھ رہا [illegible]

ہر شاخ تقسیم ہو گیا تھا۔ سب جانتے ہیں کہ وہ بھی ریچھ آج بارہ نسلوں کی ہوا کی سمت اندھیرا چھانے ہی جانتوں اور برف کی ڈالیں اوٹ میں رہنے والی آن جونوں کا رخ طے کیا جہاں انسانوں کی عقل داری باقی نہیں رہی۔

پکے مکانوں کے مالک مری بکری والے ہر رنگ کو خوشی کشف طاری ہو رہی تھی۔ وہ قربانی دیکھنے کے سلسلے میں تمام گاؤں والوں کو گالیاں دیتے ہنس بیٹھ گیا تھا اور اب عورتوں کی طرح روتے ہوئے سال کی محنت ہار کر کمرے رو رہے تھے۔ میں سب ہوتے۔ اس کی وار اس کے بعد کی طرح غائب رہی تھی۔ "اگر محصل کے عمدہ میں دریا میں کے لیے کی چھپے والے اس کے جواب میں اب کوئی جانور نہیں تھا چکے تھے تو وہ سارے گاؤں کو شادگی ہوتی یا مسیح؟"

وہ اندھادھند بھاگ ہوا اب پگڈنڈی پر آ گیا تھا۔ اوپر جھکے رستوں پر جھولتی نکلی سے اس کی باری کی تنی ساتھیں اکھڑ گئی تھیں۔ چاردار جھاڑیوں اور نوکیلے پتھروں سے نشیر کی ہوتی چاردیواری کو وہ دوڑتا ہوا بھاگتا چلا آیا تھا کہ اس کے کپڑے تارتار ہو گئے تھے

وہ بھی جنگ جنگ سے اندر آ گیا تھا۔ اس کے گھر کی عورتیں اور بچے بےبسانہ شور مچانے ہوئے اس کے پیچھے بھاگی چلی آ رہی تھی اور اسے رنگ جانے کی کوشش دے رہے تھے

گاؤں والوں نے اسے اس وقت دیکھا جب وہ پہاڑ کے مشرقی علاقے سے پتھروں کی دیوار پھاند کر قبرستان میں داخل ہو چکا تھا

جب اس کی بیوی مری بکری والے کے قدموں میں گری۔ اسے سچا سے کی التجا کر رہی تھی۔ وہ ریچھ کو برابھلا کہتا۔ اسے سنگ دکھاتا۔ اس کی سمت بھاگ چلا جا رہا تھا۔ سوائے اس کے بیٹوں کے جو شور کرتے کود کر اندر چلے گئے تھے اور باگڑوں کی طرح چیخ چیخ کر اسے واپس اس کو لوٹ جانے کہتے رہے۔ لوگ ابھی ابھی جنگ پھر سے چکے تھے

تھوڑی دیر وہ جانے پر سر سے ریچھ کو بھی حاری اور اسے منتشر اور ناچیز اور کم قلت کر محاطب کیا اور پھر دنیا کی ہر گندگی اور غلط اور غصی بات کہی جو ایسے لیے اس کی سمت موجی تھا۔ اس نے ریچھ کے دانتوں اور ناخنوں اور پنجوں کو الگ الگ گالیاں دیں۔

آسمان پر ادھر ادھر ستارے نمودار ہو رہے تھے اور رات کی سیاہ سے گہرے ہوتے اندھیرے وہ دونوں ہر جہاں سے نظر آ رہے تھے

ہر لمحہ سچ کر وہ ... سے ... صحت میں بیٹھ گیا

فرشتے کا پہنچے ہو میں لپڑا اور اس کا وجود کئی حصوں میں منقسم ہو کر بیس پاس کی سرزو پر بکھر گیا

صغیر ملال

شناخت

جب ایک دن اور ایک رات کے بعد گھر کے پیچھے لے جا کر چھت کے کنڈے کے ساتھ بندھی ہوئی اس کی بازو کھولی گئی تو وہ مضروب جسم سر سے پاؤں تک لرزتا رہا اور پھر کوئی آواز نکالے بغیر فرش پر یوں بےحس وحرکت بیٹھ گیا جیسے اگلی سزا جھیلنے کے لیے پہلے ہی تیار ہو گیا ہو۔ پوچھ گچھ ایک بہیمانہ دورانیے [illegible] اوپر کی جانے والی تشدد کو کچھ اس طرح برداشت کرتا رہا تھا کہ اگر [illegible] میں اسپیشل پولیس شامل نہ ہو چکی ہوتی تو تھانے [illegible] کا انچارج اسے اب تک آزاد کر چکا ہوتا۔ لیکن اسپیشل پولیس کے حوالدار اکبر کو جس کے [illegible] مجرموں کو اقبالی کرنے کا ریکارڈ [illegible] تھا [illegible] اور [illegible] رکھنے والی اس [illegible] اور [illegible] سے ذاتی [illegible] کی ضد سی ہو گئی تھی۔

"تیرے ساتھ والے اپنا کھاتا [illegible] کر [illegible] طرف ہو گئے ہیں، تو کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے؟"

یہ بات حوالدار اکبر نے اُس وقت بھی کہی تھی جب اس نے اسے اُلٹا لٹا کر چمڑے کے [illegible] سے اتنا مارا تھا کہ اس کی کھال اُدھڑنی شروع ہو گئی تھی۔ اور یہی بات اس نے اُس وقت بھی دُہرائی تھی جب پیروں کے تلووں پر بید کھانے کے دوران اس کی ناک سے اچانک خون اُبل پڑا تھا۔

شاہ روشن چرغ کی پہاڑی سے گرفتار کر کے لائے جانے والے اس [illegible] ملزم نے [illegible] متعلق اس مرتبہ بھی اسپیشل پولیس کے حوالدار اکبر خان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

شاہ روشن چرغ کی مقدس پہاڑی پر چھاپا مارنے کے لیے حکام بالا کی خصوصی اجازت حاصل کر لی گئی تھی۔

شہر میں یکے بعد دیگرے متعدد ایسی [illegible] ہو چکی تھیں جن کا بعد کوشش کوئی سراغ نہیں لگایا جا سکا تھا۔ [illegible] وارداتیں ایک پٹرول پمپ لوٹنے کی تھی جس میں کشمکش کے دوران [illegible] کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ تمام وارداتوں کے عینی شاہدوں نے مجرموں کا جو حلیہ بتایا تھا وہ تقریباً یکساں تھا اور ان شہادتوں سے عام توقعات کے مطابق کسی طور یہ ثابت نہیں ہوتا تھا کہ مجرم [illegible] کی راہ گم کردہ لڑکے ہیں جن کا تعلق

عام طور پر بلاکثر [illegible] خاندانوں سے ہوتا ہے اور جو نوجوانی کے [illegible] کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو تشدد کے ذریعے [illegible] سے اڑا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

[illegible] قتل کی وارداتیں شامل ہونے کے بعد کیس اسپیشل پولیس کے حوالے کر دیا گیا تھا جس نے اپنے مخصوص [illegible] سے تحقیق کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا تھا کہ مجرم واردات کے فوراً بعد شہر کی مصروف سڑکوں اور سرکوں پر گھومنے والے مخلوط العوام لوگوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور اس طرح شہر کے تمام راستوں کی [illegible] کا کوئی [illegible] برآمد نہیں ہے۔

جب [illegible] اور [illegible] پر اسوار کر لیا گیا تو شہر کے قبرستانوں اور مزاروں اور [illegible] کو [illegible] سے [illegible] آدمیوں کو گرفتار کرنے کا سلسلہ چل نکلا اور آخرکار شہر کے مضافات میں واقع اس مقدس پہاڑی پر چھاپا مارا گیا جس کی غار میں، ایک روایت کے مطابق، شاہ روشن چرغ نے [illegible] چلّہ کاٹا تھا اور عبادت کی تھی، اور جہاں اب [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] کے [illegible] خود کو شاہ صاحب کا نام [illegible] اپنا نام چلاتے تھے۔

[illegible] چھاپا [illegible] کی نگرانی میں مارا گیا تھا مگر پہاڑی کی چوٹی [illegible] میں جو [illegible] تھا جو [illegible] لباس میں لپٹی ہوئی [illegible] اور [illegible] رکھنے کی وجہ سے اسپیشل [illegible] کہلاتا تھا اور [illegible] کی حدود کے [illegible] افراد میں خوف کی [illegible] رکھتا تھا۔

جب پولیس والے پہاڑی کی [illegible] سے [illegible] والوں کو جمع کر [illegible] تو [illegible] طرف کو بھاگ گیا تھا وہ [illegible] جانے والے ایک [illegible] ساحل ہو گیا تھا۔

[illegible] والے [illegible] گہری ہو گئی ہے۔ اس کا [illegible] کی گرفت میں آ گیا جس کے بعد خود ہی پاگل [illegible] نصیحت کرانی [illegible]

پولیس [illegible] کی [illegible] کوئی ایسا مشکل عمل ثابت نہیں ہوا تھا [illegible] ملزم سامنے ہوئے [illegible] کے [illegible] مجرمین جانتے تھے اور قانون کے محافظوں کا گروہ [illegible] اس بات کا گواہ تھا کہ اخلاقی مجرم کبھی [illegible] کے مالک ہوتے ہیں اور کبھی [illegible] اور قتل و غارت گری طرح کے جرائم [illegible] ایک مخصوص قسم کی [illegible] کی ضرورت ہوتی ہے۔ اخلاقی مجرموں کو الگ کرنے کے بعد جو گرفتار [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ملزم [illegible] میں [illegible] اور [illegible] آگئی تھی۔

تفتیش کے اسی مرحلے پر وہ اسپیشل والے اکبر کے سامنے پیش ہوا تھا۔ جب معمول کے مطابق اس کا نام پوچھا گیا تو اس نے خواب آلود لہجے میں جواب دیا:

"آفاق۔"

اس کے لہجے اور نام نے کچھ دیر کے لیے کمرے میں خاموشی طاری کر دی تھی۔

"پورا نام بتاؤ!" اکبر خان نے چھڑی اس کی ناک کے بالوں میں [illegible] کر گھماتے ہوئے۔

"آفاق۔" اس کا لہجہ پریشانی کی حد تک پرسکون تھا۔

"[illegible]!" اکبر خان نے اس مرتبہ چھڑی کو اس کی [illegible] میں [illegible] کی اس طرح آگے کو حرکت دی تھی جیسے وہ اس کا [illegible] سر اس کی کھوپڑی سے باہر نکالنا چاہتا ہو۔

"آفاق۔" چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں ہونے کے باوجود اس کا لہجہ نہیں [illegible] تھا۔

"تم بہاری ہو [illegible] توڑ کر [illegible] ہوئے تھے؟" [illegible] کے سب انسپکٹر نے اپنی کارکردگی دکھانے کے لیے اکبر خان کی جگہ سوال کیا تھا۔

"[illegible] ہو [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] روح [illegible] ہے۔"

اس کے جواب پر تھانے کے انچارج کے ہونٹ سکڑ گئے تھے اور اس نے حیرت سے حوالدار اکبر کی طرف دیکھا تھا جس نے آگے بڑھ کر اس کی داڑھی اور مونچھوں کے کچھ بالوں کو دونوں مٹھیوں میں بھینچ کر اسی سختی سے جھنجھوڑا تھا کہ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز پیدا ہوئی تھی۔

"سیل میں لے جا کر اس کا حساب کتاب درست کرو۔" اس نے ملزم کی داڑھی کو جھٹکا دے کر اس کا رخ سیل کی طرف کرتے ہوئے سپاہیوں سے کہا تھا۔ لیکن باوردی کانسٹیبل کے ساتھ جانے سے پہلے وہ اکبر خان کی جانب بڑھ کر اس کی قمیص کے کالر پر چھت سے اکھڑ کر گرنے والے چونے کو اپنی انگلیوں کی ملائم حرکت سے صاف کر گیا تھا۔ اس کی اس حرکت نے کچھ لمحوں کے لیے کمرے میں ایک [illegible] خاموشی طاری کر دی تھی۔

رات کے وقت اسے دیگر تمام ملزموں سے الگ ایک سیل میں بند کر دیا گیا تھا اور وہاں اس سلوک کی ابتدا کی گئی تھی جس کے باعث گوشت پوست والے انسان [illegible] گھنٹوں تک کی ذمہ داری اپنے سر لینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس نے تمام [illegible] میں سے ہر ایک [illegible] پر اسی طرح [illegible] اور خاموشی سے برداشت کی تھی کہ [illegible] کرنے والوں کا شک و شبہ اور غصہ بڑھتا چلا گیا تھا۔

چند دنوں بعد تک [illegible] اسپیشل والے اکبر خان نے سپاہیوں کو وہ حربے استعمال کرنے کی اجازت دے ڈالی تھی جو ایذارسانی کی [illegible] ہیں اور [illegible] کی [illegible] پہلو رکھتے ہیں۔

آخرکار وہ بول اٹھا تھا، لیکن جسمانی کرب کی انتہا پر پہنچ کر اس کے منہ سے بےساختہ نکلنے والے الفاظ نہ صرف یہ کہ اس کی [illegible] کی ترتیب صحیح کرنے والوں کی سمجھ [illegible] نہیں [illegible] [illegible] روشنی [illegible] کی [illegible] میں اس کے [illegible] والوں نے بھی ان کے بارے میں مکمل [illegible] کا اظہار کیا تھا۔

[illegible]

اس باوجود سننے والے محسوس کرتے ہیں کہ یہ الفاظ بےمعنی ہرگز نہیں ہو سکتے، اور انہیں ایک نامعلوم سا احساس یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کا مطلب نہ سمجھنا ایک لحاظ سے ان کے حق میں بہتر ہے۔ [illegible] کہ ایسے الفاظ بہرحال خوش کن چہروں کے لیے استعمال نہیں ہوتے۔

جب اسپیشل والے اکبر خان کو پتہ چلا تو اس نے خالی خالی نظروں سے [illegible] انچارج کو دیکھتے ہوئے کہا:

"میرے خیال میں یہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس کا مطلب کسی زبان میں اندھی، بہرا یا [illegible] وغیرہ ہو گا۔"

انچارج نے حوالدار اکبر خان کی بات سن کر اسے بہت غور سے دیکھا اور پھر ایک گہری سانس بھر کر خاموشی سے سر ہلانے لگا۔

[illegible] صورت حال میں اس کی [illegible] کے دوسرے دن ایک [illegible] واقعہ پیش آیا تھا جس کے بعد اسپیشل والا اکبر [illegible] کی [illegible] پر [illegible] تھا اور پھر کچھ دیر تک ایک عجیب سی [illegible] اور [illegible] کا مظاہرہ کرتا رہا۔ [illegible] انچارج اور [illegible] جو [illegible] میں موجود تھے وہ سب کچھ ان کی نظروں کے سامنے ہوا تھا، مگر اس واقعے کے بعد اکبر خان کی [illegible] اور اس کی نظروں کا [illegible] ان کی سمجھ سے باہر تھا۔

[illegible] کہ جب [illegible] اور [illegible] رات کے بعد [illegible] کے پیچھے لے جا کر چھت کے [illegible] کے ساتھ باندھ دیا گیا تو [illegible] اور وہ [illegible] سر سے پاؤں تک لرزنے کے بعد [illegible] بےحال [illegible] پر [illegible] جیسے اکبر [illegible] کے لیے تیار ہو گیا ہو۔ [illegible] اکبر خان [illegible]

میرے ساتھ والے اب [illegible] ایک طرف ہو گئے ہیں، تو کہیں ایسی جان کو [illegible]

یہ بات حوالدار [illegible] اس وقت [illegible] کہی تھی جب اس نے اسے الٹا لٹکا کر اتنا مارا تھا کہ اس کی کھال ادھڑنی شروع ہو گئی تھی، اور یہی بات اس نے اس وقت بھی دہرائی تھی جب [illegible] کے [illegible] پر [illegible] اس کی ناک سے [illegible] خون ابل پڑا تھا۔ لیکن جب [illegible] وہ [illegible] کے [illegible] سامنے [illegible] والوں کو اس طرح [illegible] کوشش کر رہا تھا [illegible] اچانک اپنے [illegible] کو [illegible] کر [illegible] اٹھا تھا اور انچارج کی [illegible] پہنچ کر جھک گیا تھا۔ اور اس وقت ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئی تھیں جب انہوں نے دیکھا کہ [illegible] کی وہ چھڑی اپنے لرزتے ہوئے ہاتھ سے اٹھا کر [illegible] کرسی کے ساتھ دوبارہ [illegible] سے [illegible] کر [illegible] جو اس کو [illegible] کسی وقت [illegible] فرش پر جا گری تھی۔ حوالدار اکبر بہت جلد اپنی حیرت پر قابو پا کر اس کو [illegible] دوبارہ فرش پر [illegible] تھا کہ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے [illegible] کرنے کو کہا تھا اور اس [illegible] میں [illegible] سوار تھا کہ [illegible] کے ہاتھ ہو

Scanned with CamScanner

میں اٹھی ہو گئی تھی۔ اس مرتبہ وہ لیٹ اب سب انسپکٹر کے قدموں پر جھک رہا تھا اور اس کی بازو ایک طرف ہٹانے کے بعد اس نے فرش سے ایک زخمی مکڑی اٹھالی تھی جو معلوم نہیں کب اس نے سب انسپکٹر کے جوتے تلے آتی دیکھ لی تھی، اور پھر اس مکڑی کو احتیاط سے کوٹھڑی کی اپنی جالی کے ساتھ چسپاں کر کے چھوڑ دیا تھا۔

"یہ تو کیا کر رہا ہے؟" اسپیشل والا اکبر خان ایک مرتبہ پھر اسے چیرنے پھاڑنے کی تیاری کرتے ہوئے بولا تھا۔

"مکڑی کی [illegible] ہزار آنکھیں ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ صحیح آدمی کو پہچان لیتی ہے اور نازک موقعے پر جالا بُن دیتی ہے۔ اس کی عزت کرنی چاہیے۔" اس نے نصیحت کرنے کے انداز میں جواب دیا تھا۔

اس [illegible] بات پر حوالدار اکبر خان یک لخت ایسے آگ بگولا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ علاقے کے جرائم پیشہ افراد میں "قصائی کا بچہ" کہلاتا تھا۔ اس نے بھاری بوٹ [illegible] سپاہیوں کو اس پر اصلی اور برف سپلائی استعمال کرنے کا حکم دے دیا تھا اور خود اس سے یہ کہہ کر چلا گیا تھا کہ اسے دوسرے دن تک اس کے بارے میں تمام معلومات مل جانی چاہئیں کہ وہ [illegible] روشنی [illegible] پر آنے سے قبل کہاں رہا تھا اور کن کن وارداتوں میں ملوث تھا اور یہ کہ اس کا پورا نام کیا تھا۔

دوسرے دن جب اکبر خان تھانے پہنچا تو عام توقعات کے مطابق پیرمعشوق ملزم کی کوٹھڑی میں جانے کے بجائے سیدھا تھانیدار کے کمرے میں چلا گیا اور [illegible] میں [illegible]۔

"کل میں نے سائنس کی مضمون پڑھنے والی اپنی بیٹی سے مکڑی کی آٹھ آنکھوں کی بات کا ذکر کیا تو اس نے بتایا کہ واقعی مکڑی کی آنکھوں کا حساب لگانا بہت مشکل ہے۔"

"مگر یہ اس نے کیا [illegible] کہ مکڑی صحیح آدمی کو پہچان لیتی ہے [illegible] کی عزت کرنی چاہیے؟" تھانیدار نے اسپیشل والے اکبر خان جیسے سخت کار [illegible] کو اتنی معمولی سی بات پر پریشان ہوتے دیکھ کر ہنستے ہوئے پوچھا تھا۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ یہ تو ملزم نے اپنی طرف سے بات جوڑ دی ہے۔ مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ وہ جنگل میں مکڑی کی ہزاروں آنکھیں گنتا رہا ہے۔"

"ہاں ملزم تو وہ عجیب ہے۔" تھانیدار کو اس کی وہ حرکت یاد آ گئی جب اس نے مار پیٹ کے دوران فرش پر گری ہوئی چھپکلی کو دوبارہ سلیقے سے کھڑکی پر رکھ دی تھی۔

اس دن کے بعد سے اسپیشل کا حوالدار شیر خان، جس کا ملزموں کو الٹا کرنے کا ریکارڈ سو فیصد تھا، اتفاق کے ذکر پر ہر بار چونک کر اور پھر کچھ دیر تک ایک عجیب سی غائب دماغی اور خالی الذہنی کا مظاہرہ کر کے اس کے مزاج کو حیرت زدہ کرنے لگا تھا اور آج جب اس نے ملزم کے [illegible] اور بڑے [illegible] کے [illegible] کی اطلاع کے بارے میں سن کر اس کا مطلب [illegible] اور سیلاب وغیرہ [illegible] تھانیدار کچھ دیر تک اسے غور سے دیکھ کر مایوسی سے سر ہلاتا رہا اور پھر یک لخت اس نے ملزم کو آزاد کرنے کے بارے میں اس کی رائے طلب کی جس پر اسپیشل والے کے چہرے سے [illegible] گزر گیا اور وہ اس بچے کی طرح [illegible] جو [illegible] شدید اور اہم خواہشوں میں سے کسی ایک کو پورا کرنے [illegible] اور گہری سوچ اس کی پیشانی پر [illegible] جو اس کے [illegible] چہرے کی [illegible] اس کی آنکھوں میں ایک [illegible] لمحہ بہ لمحہ گہرا اور واضح ہوتا گیا اور بالآخر اس نے [illegible] شاخوں میں [illegible] ہوئے [illegible] کہا

"جانے دیجیے صاحب [illegible] کو روکنا نہیں چاہیے۔"

Scanned with CamScanner

صعبر ملال

کج رو

دونوں مرغوں کو لڑتے ہوئے کتنی دیر ہو چکی تھی۔

دونوں مرغوں کو لڑتے ہوئے کتنی دیر ہو چکی تھی اور فضا پر ہیبت ناک سکوت طاری تھا۔

Scanned with CamScanner

مارک بھی جو سب سے [illegible] رنگ [illegible] ہے کہ [illegible] مرغ [illegible] جاری ہو گئی تھی۔

"صدقے" [illegible] سے [illegible]

"اول تو شاہ پور والوں کو ریاست کے جانور کا جوڑ ہے، کسی عالم سے لڑانا چاہیے تھا" حکیم صاحب نے طیور کے کان میں کہنے کی کوشش کی تھی۔ "ہم نے تو سنا ہے کہ راجوں نے کبھی چکوروں اور بٹیروں سے جوڑ نہیں کیا۔"

"بٹیریاں پالنا پھیری والوں کا پیشہ ہے، حکیم جی!" طیور کے ماموں نے حکیم صاحب کی بات سن لی تھی۔

بٹیرباز سرگروہ ضرور ہوتے ہیں مگر شہزادے نہیں کہلاتے۔ چکوروں سے ان کا کیا تعلق ہے؟" دوسرے ماموں نے کہا تھا۔

"مگر ریاست میں پانی ایک ہوتا ہے۔ جانوروں کو گرم ہونے کی ذرا مہلت پھر وہ ہوتے ہیں اور کھلا میدان ہوتا ہے۔ شاہ پور والوں کی طرح ہم چار پانی نہیں کراتے۔ یہ رملہ طریقہ ہے۔"

حکیم صاحب کے جواب سے طیور ساتھ کی بیٹھک میں آگیا تھا۔ شاہ پور بہرحال اس کی ماں کا [illegible] تھا۔

"حکیم جی، جو جانور چار پانیوں والے جوڑ کے لیے تیار کیا جاتا ہے اس کے لیے ایک پانی کی تکلیف تو سمجھ میں آتی ہے، مگر ایک پانی کے عادی کو چار پانیوں سے کیا نقصان ہو سکتا ہے؟" طیور کے ننھیالی رشتہ داروں میں سے کوئی بولا تھا۔

"ہم خدمت گار ساتھ نہیں لائے۔"

حکیم صاحب کے لہجے کی پریشانی چھپی نہیں رہی تھی۔ دوسرے پانی پر شاہ پور والوں کے ایسے آدمی ریاست کے مرغ کی خدمت کے لیے حاضر ہو گئے تھے۔

لیکن پانی کے دوسرے وقفے کے بعد بھی خاندانوں کا مرغا ریاست والوں کے ست رنگے پر بھاری پڑنے لگا تھا۔

"یہ کیا بات ہے حکیم جی کہ وقفے پر سرگوروں کا پرندہ ہمارے جانور سے زیادہ تازہ دم ہو جاتا ہے؟" طیور حیرت سے بولا تھا۔

حکیم صاحب نے اپنے طیور کے کان کے نزدیک لا کر سرگوشی کی تھی "یہ لوگ اپنے ساتھ مرغی بھی لے کر آئے ہیں۔ وہ وقفے پر اپنے مرغے کو آرام دینے کے بجائے اسی مرغی کے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے ان کے جانور کی طبیعت کھل جاتی ہے اور وہ پھر سے اکڑ جاتا ہے۔"

"لیکن ہم تو ایسا کبھی نہیں کرتے۔"

"یہ صرف ان ریاکاروں کا طریقہ ہے۔" حکیم صاحب بڑبڑائے تھے۔

لیکن ریاست کے مسلسل پرندے نے اپنے سے کہیں زیادہ طاقتور حریف کی ضربیں بڑی دلیری سے برداشت کرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اسے واپس دھکیلنا شروع کر دیا تھا۔ اس دوران اس کا سینہ [illegible] ہو گیا تھا اور اب تماشے والوں کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل ہو گیا تھا کہ وہیں پر گرنے والا خون خاندانوں کے مرغے کا ہے یا ست رنگے

کے سینے اور گردن کی کٹی ہوئی شریانوں سے ابل پڑا ہے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ لمحہ آگیا جب دونوں جاندار ایک دوسرے کے سینوں [illegible] سے یوں لپٹ گئے تھے جیسے [illegible] ایسے حریف کی ٹانگوں پر ڈالنا چاہتے ہوں۔

تیسرے پانی پر حکیم صاحب نے گڑ اور بادام اور مصفّا کا مرکب تیار کر کے ست رنگے کی چونچ کے اندر ٹھونس دیا تھا اور سلطان پور کے خدمت گاروں سے [illegible] ٹانگیں اپنی ہدایات کے مطابق دبوائی تھیں۔ اور جب گرم پھونکیں مرغے کی باری آئی تو انہوں نے طیور کو ہٹا کر خود اپنا منہ اس کی چونچ سے جوڑ دیا تھا۔ اسی دوران موقع پا کر طیور خاندانوں کی ٹولی کی طرف گیا [illegible] تمام [illegible] بزرگوں سے سنی تھی۔

خاندانوں کا مرغا سر سے پاؤں تک خون میں شرابور ہونے کے باوجود ایک چھوٹی عمر کی سفید مرغی سے کھیل رہا تھا اور الکھیلوں کے دوران مرغی کے سفید چمکدار پروں پر اس کے خون کی دھاریں عجیب طرح کے نقش و نگار سا رہی تھیں۔

شاہ پور والوں کی [illegible] بہار کی پہلی جوڑ کا دردناک [illegible] پانی کے [illegible] وقفے کے بعد شروع ہوا تھا جب سرگوروں کا [illegible] حریف کو [illegible] دائرے کے وسط سے اس [illegible] دھکیلتا چلا گیا تھا جہاں شاہ پور کے [illegible] سگریٹ [illegible] رکھے شرطوں کا حساب لگا رہے تھے [illegible] ریاست [illegible] کے پرندے کا پانی کے وقفے کے فوراً بعد کمزور پڑ کر پیچھے ہٹنے [illegible] مگر اس دفعہ وہ اپنی چھوڑی ہوئی زمین کو واپس حاصل کرنے میں ناکام ہو گیا تھا اور تمام [illegible] اچھالوں میں اپنے حریف سے ہوا میں ٹکرانے کے بعد [illegible] کی طرف پیٹھ کر کے گرا تھا اور [illegible] سانس درست کرنے کے لیے اپنی چونچ [illegible] میں چھپانے کی کوشش کی تو [illegible] جاری ہو گیا تھا۔

اگر ریاست کے جانور نے مقابلے کے ابتدائی لمحوں ہی میں اپنے حریف کی آنکھ نہ ضائع کر دی ہوتی تو شاہ پور والے کبھی اس پر [illegible] لگانے کی غلطی نہ کرتے۔

اس موقع پر طیور نے مقابلے کو دوبارہ بیچ میدان میں لے جانے کے بجائے [illegible] کی طرح جھپٹ کر اپنا مرغا اٹھا لیا تھا اور [illegible] مرغے کا [illegible] اپنے منہ میں ڈال کر اس کی آنکھ اور چونچ میں جم جانے والے خون کو چوس کر صاف کرنے کی کوشش کی تھی جس پر خاندانوں کی ٹولی سے [illegible] بلند ہوئی تھی۔

"پانی سے پہلے پرندے کو ہاتھ لگانا نہیں ہے!"

اگر یہ بات خاندانوں میں سے کسی نے کہی ہوتی تو طیور اس کا سر پھاڑ دیتا۔ مگر اعتراض کرنے والا اس کا بڑا ماموں تھا جو اصولوں کی اسی کھلی خلاف ورزی کرنے پر شرمندہ سا تھا۔ یہ بات [illegible] کے علم میں تھی کہ [illegible] صورت [illegible] پرندے کی چونچ میں حریف کے بدن کا گوشت [illegible] دوران [illegible] میں اٹھا لیا تو [illegible]

Scanned with CamScanner

پاؤں سے ٹھیک ٹھاک پھر مسخ تھا۔

"میں چوہدری پاس لی رہا ہوں" ظہور نے انسانی حماقت سے جواب دیا تھا۔

ہجوم پر چھانے والا سکوت مزید ہولناک ہو گیا تھا۔ ریاست والوں نے پہلے چار پانسوں کے قانون پر اعتراض کیا تھا اور اب خود چوہدری پاس کے لیے مقابلہ رکوا رہے تھے۔

آخری وقفے کے دوران، سوائے ان لمحوں کے جب حکیم صاحب نے مرغ کو کشتہ کھلایا تھا، بقیہ تمام وقت ظہور خود اپنے ست رنگے کے ساتھ لپٹا رہا تھا۔ اس نے سوئی دھاگے کے ساتھ اس کے سینے اور کلغی کے زخموں کو ٹانکے لگائے تھے اور اپنے منہ میں چبائی ہوئی گلوریہ کی رسیلی پتیاں ان پر رکھ کر اس کا تمام بدن چاٹا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی دم اٹھا کر منہ سے تھوڑے پانی کی پچکاریاں مارنے کا کام بھی اس نے خود انجام دیا تھا اور تمام کاموں کے دوران وہ اس سے ہمدردی کی باتیں کرتا رہا تھا اور اپنی سسکیوں میں نہ دار جمع ہو جانے والے آنسوؤں کو سر کے جھٹکے سے نیچے ڈالتا رہا تھا۔ ان تمام کاموں کے بعد بچ جانے والے وقت میں اس نے اپنے پالتو کو چادر میں لپیٹ کر بازوؤں میں اٹھا لیا تھا اور اسے گرم سانس کی پھونکیں مارنے کے ساتھ ساتھ ہلکورے دیتا رہا تھا۔

جب جنسی مقابلے کے لیے ظہور نے اپنا پرندہ میدان میں اتارا تو وہ سر سے پاؤں تک لعاب کے ساتھ چمکاتی ہوئی گلوریہ کے سبز ٹکڑوں سے اٹا ہوا تھا۔ جب کہ خانہ بدوشوں کا سہرا اسی طرح نیم مردہ لنگڑا ہو واپس آ گیا تھا۔

"ریاکاروں نے اسے اس قلعہ میں صرف مرغی کے ساتھ چھوڑے رکھا ہوا" حکیم صاحب پھر بڑبڑائے تھے۔

آخری پالی کے بعد ہی ابتدائی چند لمحوں میں خانہ بدوشوں کی شدید ضرب سہنے والی اصیل نے اپنے حریف پر ایک ضرب پھر کاری لگائی تھی مگر اس ضرب اس کی کامیابی اتنی بھرپور ثابت نہیں ہوئی تھی جو لب کہ ریاست والوں کا ست رنگا مجبور ہونے کے بعد انسانی پھرتی سے جھکائی دے کر سہرے کی حاوی ہوتے ہوئے پروں کے نیچے سے باہر نکل آیا تھا اور اس کے بعد اس نے میدانی علاقوں کی نوآگا نسلوں کی مخصوص پھرتی سے کام لیتے ہوئے مسلسل کئی ایسے پینترے دکھائے تھے جس سے اس کا حریف کا سر چکرا گیا تھا اور ٹانگیں لرزنے لگی تھیں۔ سب جانتے تھے کہ وہ مقابلہ جو سہرے کی طاقت اور ست رنگے کی پھرتی کے درمیان شروع ہوا تھا اب فقط سہرے سانس کا مسئلہ ہو کر رہ گیا تھا۔ دیکھنا یہ تھا کہ کون زیادہ دیر اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہتا ہے۔ شرط یہ تھی کہ کس کا دم پہلے ٹوٹے گا۔

دونوں مرغوں کو بڑے جوش سے کھیلتے گزر چکے تھے اور مجمع پر ہولناک سکوت طاری تھا۔ دونوں حریف ایک ایسی حالت کو پہنچ چکے تھے جب وجود میں زندگی کے آثار ایسے معدوم ہونے لگتے ہیں اور اعضا میں موت کے سائے ناتوانی کی شکل میں پھیلنے لگتے ہیں اور اصل حصہ لینے والے جانوروں کو احساس ہو جاتا ہے کہ مدمقابل بہت سخت جان اور ضدی نکلا اور ان کی آخری خواہش یہ رہ جاتی ہے کہ وہ خود مرنے سے پہلے اسے بھی مرتے ہوئے دیکھ

آخرکار جب حملہ، فریب اور مدافعت کی تمام تراکیب اور صلاحیتیں خرچ کر دینے کے بعد دونوں مرغ ایک دوسرے کے سینے سے سینہ جوڑ کر بے حس و حرکت کھڑے ہو گئے تو شرط لگانے والوں کے چہروں پر آنے والے لمحوں کا خوف سائے سے ڈال گیا، جب کہ خانہ بدوشوں کی ٹولی میں پہلی مرتبہ زندگی کی ہلچل پیدا ہوئی۔

دونوں قوموں کی حرکت اور دیگر موضوعات کی بے معنی لڑائی کے اس مرحلے میں سہرے نے حملہ ہو اسی طویل المیعاد کا نقطہ انتہا ہوتے ہوئے پھر حرکت کی اپنی چونچ کی سیدھ کو ست رنگے کی کلغی پر ٹکانا شروع کر دیا تھا۔ جب ریاست کا ست رنگا اپنی جان لو کوشش کے باوجود حواس خمسہ کی تمام سکت سے معذور رہا ہو وہ خانہ بدوش بوڑھا جو اسی عالمی جوان وسعت مرحلے کی طرح جنگ جنگ سے سجا بیٹھا اور اکڑا ہوا تھا اور مقابلے کی آس میں سہرے کی آنکھ صاف ہو رہی ہو اب ٹوٹ کر ناموس اور صدمے سے پسینے پر سو گیا تھا بے اختیار اپنی لرزتی ٹانگوں پر اچھل کھڑا ہوا اور چیخا "ہی او شیرا"

بوڑھے کی بے ساختہ نعرے نے ایک لمحے کے لیے ظہور کی نظروں کو میدان کے وسط سے اکھاڑ دیں اور پھر اس کی نگاہیں انسانی خوف سے پھیلنے کے بعد سکڑ گئیں اور بوڑھے کی ذات پر مرکوز ہو کر رہ گئیں جس میں اس نے خوب صورت سفید پروں والی موٹی و نازک مرغی غائب رکھی تھی۔

مرغی کی بیڑی پر محصورہ کی خوبی میں بے تحاشا ملنسار موجود تھی اور وہ مقررہ پلکیں جھپک کر اپنے ساتھی کو حریف پر حاوی ہوتے دیکھ رہی تھی۔

ظہور کو پھر جیج شہر باہر کے سحر میں بھلا کر کھیرے اپنی مرگ کا انتظار کرتے اصیل مرغوں کی قصبی سنگوں نے مزید سی کثر تھی اور صرف حکیم صاحب کی کلغی تک رسائی حاصل کر سکے تھے۔ مگر خوبصورت مرغے وہ میدان کے وسط میں پہنچ کر بھی مرغے کو اٹھاتے ہوئے چیخا تھا "کیسا ہے مرے جانا جی؟ ٹھیک ہے؟" اس نے بیٹھ کر اشارے سے اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے جی سر ڈوبے ست رنگے کو بازوؤں میں تھام لیا تھا۔

شام ڈھلے جب ظہور کی ضیب حویلی کے صحن میں داخل ہوئی تو اس کی بٹی حویلی خالی اس کی سگریٹ ہوتے دوروں سے سب کچھ سمجھ کر سہم گئی اور اپنے دوپٹے کی اوٹ سے اسے حکیم صاحب سے علاج معالجے کے سلسلے میں مشورہ سے جھکتی رہی۔ حکیم صاحب کو رخصت کر کے وہ اب سے مرنے ہوئے انتہائی بھاروں والے کمرے میں چلا گیا اور وہیں سے چیخ چیخ کر نوکروں کو مختلف ہدایتیں اور مصروفوں کے لیے ادھر ادھر دوڑاتا رہا۔ رات گئے وہ بھاروں والے کمرے سے نکلا اور کھیرے بدلے بغیر بستر پر بیٹھ کر خاموشی سے سگریٹ پر سگریٹ سلگاتا رہا۔ آدھی رات کو اس نے ہتک ساتھ لیٹی ہوئی دلہن کا کمبل کھینچ کر فرش پر پھینک دیا اور اس کے بعد ماتوں کو منہ میں لپیٹ کر ایک جھٹکے سے کھڑ کر کے دسے خواب گاہ کے مدھم روشنی والے صحن کے سینے تک گھسیٹتا ہوا لے گیا۔ چند لمحوں تک وہ بہم تازہ کر کے اپنی کپکپی ہوئی سوال کا جواب صورت چہرہ غور سے دیکھتا رہا اور پھر تحکمانہ لہجے

میں بولا: "اس وقت تو مچھیروں والے کمرے میں جا کر اُس کے ساتھ سو جاؤ۔ صبح تو [illegible] ہو جائے گی۔"

صغیر ملال

معذور

[illegible]

شہر کے وسطی علاقے میں واقع ہونے کے باعث یہاں دن کے اوقات میں اس قدر ہنگامہ رہتا تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ مگر شام کے ساتھ معطل ہو کر ساری دنیا سے رابطہ ختم رکھنے والے کاروبار بند ہو جاتے تھے اور ہر صبح انہی شاہراہوں سے دوبارہ منسلک ہو جانے والے دفاتر کے [illegible] اپنی جگہوں [illegible]

اس کے باوجود فٹ پاتھ پر سونے والے اس چوراہے کا رخ نہیں کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ رات پڑتے ہی اس علاقے میں ذرا ذرا سے فاصلے پر موجود ہوٹلوں کے ہال رُومز اور ڈسکو آباد ہو جاتے تھے جہاں سے تمام رات تندوتیز موسیقی کی لہریں اُبھرتی تھیں اور وہاں آنے جانے والی کاروں کی روشنیاں رات کی تاریکی میں اچانک نمودار ہو کر سڑک کے کنارے سونے والوں کی آنکھوں میں شدت سے چبھتی تھیں اور ان کی نیند میں مستقل خلل پڑتا تھا۔

بردباشے نے کچھ عرصہ پہلے [illegible] کے چوراہے پر [illegible] ایک کُرسی خرید تھی۔ [illegible] فقیر [illegible] کی وجہ فقط یہ تھی کہ چوراہے [illegible] ہونے کے باوجود ہر حال میں [illegible] شمار ہوتے تھے اور اسی حساب سے ان کی رہائش کے اخراجات [illegible] حد تک بڑھتے جا رہے تھے۔ [illegible] سڑکوں کی جگہ ایک [illegible] قسمت ضرور رکھی [illegible] خوشی سے وہ [illegible] طرح سرشار نہیں ہو پایا تھا کہ اچانک فٹ پاتھ کے ٹھیکیدار نے ایک نیا قانون نافذ کر دیا تھا جس کے تحت [illegible] کی [illegible] کا ایک [illegible] لازمی ہو گیا تھا۔

انہی پریشانی کے دنوں میں وہ ایک شام ٹھکانے پر واپس جاتے ہوئے اس جگہ [illegible] کسی کام سے رکا تھا کہ یکایک اسے سڑک پار کی اونچی اور نیم روشنیوں کے بیچ میں بورڈ کی پشت پر پیدا ہونے والا گھپ اندھیرا [illegible] سڑک کے بے ساختہ موزوں معلوم ہوا تھا۔

ابتدائی چند راتیں انہوں نے موسیقی کے شور اور وقفے وقفے سے گزرنے والی کاروں کی روشنیوں اور بورڈ کی تاروں سے اٹھتی ہوئی [illegible] کی آواز کی دہشت [illegible] میں گزاریں مگر انہیں ان تمام چیزوں کا عادی ہونے میں زیادہ عرصہ نہیں لگا تھا۔

رات کے کھانے سے فارغ ہو کر جب بچھونا تیار کرنے کے لیے بردباشے نے اپنے سر کو اٹھا کر اس کی پشت سے [illegible] نکالے تو اس نے ایک بار پھر [illegible] رہا گیا۔

"آج تو گاڑیاں ساتھ کی گلیوں تک پہنچ رہی ہیں۔ کیسی [illegible] نے [illegible] دی۔"

اس بات پر بردباشہ چونک گیا اور اس نے بیوی کی طرف گردن اونچی کر کے سنجیدگی سے [illegible] نظر دوڑائی تھی اور پھر ڈسکو کا دروازہ کھولنے والے [illegible] سے اصل بات معلوم کرنے کے لیے ہجوم میں گھستا چلا گیا تھا۔

واپسی پر اس کا چہرہ مسکراہٹ سے [illegible] ہوا تھا۔

"وہ کہہ رہا ہے کہ آج پورا ایک سال ہو جائے گا۔"

"کس بات کو پورا ایک سال ہو جائے گا؟" گوری نے حیرت سے [illegible] ہوئے پوچھا۔

"یہ تو نہیں بتایا۔ نہ مجھے معلوم ہے [illegible]۔" اس کے لہجے میں ایک عجیب انداز کا سرور بھی شامل ہو گیا تھا۔ "تو اب سونے کا [illegible]" اس نے مسکراتے ہوئے بات مکمل کی۔ "یا [illegible] کا ارادہ ہے؟"

[illegible] گوری کے حلق سے [illegible] کی آواز نکلی اور اس نے بردباشے کی نگاہوں سے بچتے ہوئے بورڈ کو گھورنا شروع کر دیا۔

[illegible] خیال آیا کہ سامنے سے [illegible] پر [illegible] بورڈ کے [illegible] کی اوپر [illegible] قطار میں

وہ روشنی جب کسی [illegible] کے ماتھے پر چمکنے والی [illegible] معلوم ہوتا تھا

[illegible]

بورڈ کی [illegible] ہوئے تاروں پر پڑتی تو اسے وہ شخص یاد آ گیا جس نے کئی سال قبل [illegible] اور [illegible] والی [illegible] وجود کی پوری قوت سے سانس لے کر [illegible]

[illegible]

سونے کی [illegible] کوشش کرتے ہوئے وہ [illegible] کی حد تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا کہ اچانک اسے [illegible] محسوس ہوا [illegible] والے [illegible] پاگل ہو گئے ہوں

[illegible] باوجود [illegible] کوئی ایسی حرکت نہیں ہوئی [illegible]

[illegible]

چند لمحوں بعد اندھیرے میں [illegible] ہوتی عمارتوں کی روشنی ہو واپس [illegible] لوگ [illegible] سڑک پر نکل آئے تھے

[illegible] اور حسرت سے [illegible]

[illegible] کی مبارک کر رہا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اپنی موجودگی کا [illegible]

[illegible]

[illegible] شخص کو [illegible] ہوا [illegible] جیسے اس [illegible] حال پر جھلملاتی ہو

[illegible]

[illegible] اور وہ گھبرا [illegible] فوراً سمجھ گیا اور اس کے [illegible]

"[illegible] اور نکلتی گی"

صغیر ملال

پیوند

"اگر پہاڑی بکری جھاڑ جھنکار چرتے ہوئے سانپ نگل جائے تو تیسرے دن اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے۔ اسی جھاگ کا ایک قطرہ سوکھ کر منکا بن جاتا ہے جو زہر چوس کا کام دیتا ہے۔" پہلے نے کہا۔

"صرف بکری کیوں! گائے بھینسوں کے ساتھ بھی یہی ہو گا۔" دوسرا بولا۔

پہلا ہنس دیا۔ "زہریلی چیزیں ہضم کرنے کی صلاحیت بکری سے زیادہ کوئی مویشی نہیں رکھتا۔ عام سی بات ہے مگر تم نہیں جانتے۔"

دوسرے کا جی چاہا کہ وہ پہلے کی گردن اسی طرح دبائے جیسے اُس نے کچھ دیر پہلے سانپ کی گردن پر زور ڈال کر اس کا منہ کھول دیا تھا اور اس کے زہر والے اور معمولی دانتوں کے درمیان پائے جانے والے فرق کی وضاحت کی تھی۔ اور پھر اس کی کھوپڑی پتھروں پر رگڑ رگڑ کر اسے چوہے کی موت مار دیا تھا۔

لیکن دوسرے نے سوچا۔ اس نے سانپ کے منہ پر ریشمی رومال پھینک دیا تھا جس پر ڈنک مار کر وہ دانت الجھ جانے کے سبب بے بس ہو گیا تھا۔ میں اس کے ساتھ کیا کروں؟

"گیدڑوں کے سردار کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں سفید گیدڑ کے ماتھے میں رسولی پیدا ہو جاتی ہے جس کو گیدڑ سنگی کہتے ہیں۔"

پہلے نے سانپ کو اُس وقت ہلاک کیا تھا جب دوسرا خوف کی شدت سے اپنے گھٹنوں پر بیٹھ چکا تھا۔ اس لیے اب وہ اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے مسلسل بول رہا تھا۔

"اگر کہیں سے موتی مل جاتی تو مارنے کے بجائے اس کے دانت نکال کر کے جیب میں ڈال لیتا۔" اس نے مُردہ سانپ کو اپنے جوتے سے مسلتے ہوئے بے پروائی سے بات جاری رکھی۔

"تم سپیرے کی اولاد ہو۔" دوسرے نے اپنی خفگی اور جھنجھلاہٹ کی شدت بہت ہلکی بات کہی۔

"جتنے دن ہم نے تیسی گلی میں گذارے، مجھے تم وہاں کے عجیب لگتے رہے۔"

دوسرے کے دھیان میں اس کے ہیبت وقت سیارک باپ کا چہرہ آ گیا جس کی نسبت پہلے نے یہ بات کہی تھی۔ اور وہ اپنے حلق سے ایک خوفناک آواز برآمد کر کے پہلے کا منہ نوچنے لگا۔

اس سے قبل وہ ایک مرتبہ تیسی گلی میں ہاتھاپائی کر چکے تھے۔

کھیوڑہ سے فرار ہونے کے بعد انھوں نے طے شدہ منصوبے کے تحت باقی جی کے گھر پناہ حاصل کی تھی۔ دوسرا جنگل جانے سے قبل باقی جی اور ان کی عورتوں کو سر سے پاؤں تک چوری کے زیورات سے لاد چکا تھا اور گرفتار ہونے پر بدن کے سارے ناخن اور بال کھنچوا دینے کے باوجود اس نے پولیس کو مسروقہ سامان کی برآمد کے سلسلے میں تیسی گلی کا رخ نہیں کرنے دیا تھا۔

جب وہ معروری کے بعد باقی جی کے دوار میں اچانک حاضر ہوا تو اسے دیکھ کر باقی جی کا ملائی چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور خوف سے ان کی زبان لڑکھڑانے لگی تھی۔

"باقی جی جگرے والی عورت ہیں" بعد میں دوسرے نے پہلے کو بتایا تھا۔ "اگر میں اکیلا ہوتا تو کبھی نہ ڈرتی۔ لیکن نئے آدمی کو ساتھ دیکھ کر بڑا بڑا جواں گھبرا جاتا ہے۔"

مگر دوسرے نے وہیں کھڑے کھڑے باقی جی کا خوف اور شک دور کر دیا تھا اور انھیں بتایا تھا کہ دوہری ہتھکڑی میں اس کے ساتھ بندھا ہوا شخص دیہاتی علاقوں کا مشہور و معروف اور انتہائی چابک دست نقب زن ہے اور جیل میں انھوں نے بھائی بندی کی قسم کھائی تھی اور ایک دوسرے کے سہارے بہت اچھا وقت گزارا تھا۔

باقی جی نے انھیں شک بھری نظروں سے بچانے کے لیے گلی کے پچھلے رخ پر واقع صندوقوں اور بکسوں سے بھرے ہوئے ایک نیم تاریک اور سیلن زدہ کمرے میں گھسا دیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ ہتھکڑی کاٹنے کے لیے وہ بہت جلد کسی اعتبار والے کاریگر کا انتظام کر دیں گی۔

چند دنوں تک وہ بکسے کھول کر رنڈیوں کے پرانے ریشمی اور رنگ برنگے کپڑے نکال کر ان کے بارے میں قیاس آرائی کرتے اور لطف اندوز ہوتے رہے تھے۔ کچھ دنوں بعد انھوں نے صندوقوں کے منہ کھول کر گرمیوں کے ایام میں بیکار ہو جانے والی ریشمی رضائیاں اور سوئیٹر نکال لیے تھے جو مہینوں بعد بھی شہوت انگیز خوشبوؤں سے لبریز تھیں۔ اور ان پر لیٹ کر ہوا کو صریح منہا کی تھی اور بہتر وقت گزرا تھا۔ کچھ عرصے بعد وہ ایک ہی تاریک کونے کھدروں میں پڑے ٹوٹے پھوٹے گھنگھرو پاؤں سے باندھ کر ناچنے لگے تھے جس پر باقی جی بھی دوڑتی آئیں۔ نیم تاریک اور سیلن زدہ اسٹور روم میں مرگھٹ بنی آئی تھیں اور انھیں ہوش میں آنے کی ہدایت کرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر یقین دلایا تھا کہ ہتھکڑی کاٹنے والے قابل اعتبار کاریگر کی آمد میں ایک دو دن کی بات ہے۔

اس نیم تاریک کوٹھڑی میں از خود دوسرے کی بالادستی قائم ہو گئی تھی۔ کیونکہ پناہ دینے والی اس کی شناسا اور زیربار احسان تھیں۔ اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ پہلا قصبات اور دیہاتوں کا وارداتیا تھا اور اس ماحول سے قطعی ناواقف تھا جس میں دوسرا اور وہ معروری کے دن کاٹ رہے تھے۔ دوسرے نے اسے عورتوں اور مردوں کی، قیل قول اور عادات و اطوار کے لحاظ سے مختلف اقسام سمجھائی تھیں اور اپنے بارے میں اعلیٰ نسبی کو کہ شاستری مرد ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور باقی جی کی آمد ہونے کو اپنا جوڑ سکتا تھا جسے دیکھ کر پہلے نے سوچا

تھا کہ آخر اس قدر بھرے ہوئے جسم کو اتنے نازک پاؤں کیسے سنبھال لیتے ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس کے دل میں اسے رقص کرتے ہوئے دیکھنے کی شدید خواہش پیدا ہوتی تھی۔

ایک رات وہ حسبِ معمول مکان کی بیٹھک میں آنے والی ناچ گانے کی آوازیں سن رہے تھے کہ پہلے نے اچانک دوسرے کو مخاطب کر کے کہا تھا "جیل میں تم کیا کرتے تھے کہ رنڈیوں میں تمہاری بڑی عزت ہے؟"

"تو یہ کیا تم اپنی ماں کے گھر بیٹھے ہو؟" اس روز دوسرے نے نرم بات کا جواب تلخی سے دیا تھا، اور نتیجتاً وہ دونوں پہلی مرتبہ ایک دوسرے کا سر پھاڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ بات باہم دست و گریباں ہونے سے آگے بڑھ کر خون خرابے تک پہنچتی، بالی جی اور ان دنوں سوزاکی تکلیف میں مبتلا ہونے کے باعث گھر کے پچھلے کمرے میں آرام کرنے والی ایک نوچی بیچ بچاؤ کے لیے پہنچ گئی تھیں۔

اس رات سونے کے لیے بڑے صندوق پر بستر بچھاتے ہوئے پہلے نے کہا تھا "دوبارہ گرفتار ہو گئے تو جیل میں کھولی بھی نہیں ملے گی۔ سب وارڈ میں ڈال دیے جائیں گے۔ الگ الگ۔ مفروروں کی سزا پتا ہے؟"

دوسرے نے خوف سے زرد ہوتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

اگلے دن وہ تمام وقت شدید جھنجھلاہٹ کا شکار رہے تھے پہلے کا جی چاہتا کہ جیل کی طرح کوئی اس کی کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو اور اس ننگ دھڑنگ کو گالیاں دیتے ہوئے اسے کھاد کی ٹوکرے ڈھونے کے لیے لے جائے۔ اسے یاد آیا کہ قصبے کی بنی ہوئی کھاد میں اکثر جونکیں آئی ہوتی تھیں اور بعض اوقات جسم کے کسی حصے کی خارش دور کرنے کے لیے لاشعوری طور پر ہاتھ بڑھایا جاتا تو انگلیوں سے کوئی جونک لپٹی چلی آتی اور وہ اپنی اُبکائیاں روکنے کی خاطر پاک صاف چیزوں کو دھیان میں لاتا تھا۔ ایک مرتبہ تو جونک اس کی پنڈلی سے اس طرح لپٹی کہ کھینچنے سے اس کی جلد بھی کٹ گئی لیکن الگ نہیں ہوئی۔ آخر اسے حوالدار کا سلگتا ہوا سگریٹ لگانا پڑا۔ اور جب اس نے وہ سگریٹ واپس کیا تو حوالدار نے ڈنڈا اس کے ہاتھ پر مار کر کہا تھا "یہ غلاظت اب تیرا باپ پیے گا؟" فوراً کئی قیدی اس سگریٹ پر جھپٹ پڑے تھے اور وہ غلاظت پر ہاتھ کی گرفت تھام کر دوہرا ہو گیا تھا۔

وہ اس طرح کا کام کرتے ہوئے ایک ایک لمحہ گن کر کاٹتا اور اس خیال سے خوش ہوتا کہ شام کو دوسرے سے ملاقات ہو گی جس سے اس کی شناسائی کی مدت چند مہینوں سے زیادہ نہیں تھی، مگر وہ اس مختصر عرصے میں ایک دوسرے کے اس قدر قریب آ گئے تھے کہ بیگار پر جاتے ہوئے دوسرا اکثر اس سے کہتا "اگر سنتریوں کے باغ میں گلی مشق کرنے کے لیے یہ حرامزادے تمہیں بھی میرے ساتھ بھیج دیں تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ مگر ہمارا وقت تو چٹکیاں بجاتے گذر جائے گا۔"

"کیا سوچ رہے ہو؟" دوسرے کے دل میں طویل خاموشی سے ہول اٹھنے لگا تھا۔

"تمہیں یاد ہے؟" پہلے نے کہا "جیل میں جب وہ ہمیں الگ الگ بیگار پر لے جاتے تھے تو ہم دل میں انھیں کتنی گالیاں دیتے تھے؟"

"ہاں۔"

"اور آج میرا دل چاہ رہا ہے کہ کہیں سے کوئی آ کر زندگی کے لطف اٹھاؤں۔"

"اصل میں..." دوسرا سنجیدہ ہو کر بولا تھا "تمہیں یہ خیال اس لیے آیا کہ ہم یہاں بھی قید ہو گئے ہیں۔"

اور پہلے نے فوراً اس سے اتفاق کا اظہار کیا تھا۔

"تو تم بالی جی سے اجازت مانگو۔ انھیں اندرون ملک میں جو میں اپنے گاؤں کے لوہار سے یہ کام کرا سکتا تھا۔ اور پھر جب تک یہ کام نہیں ہوتا۔ کم از کم تمہیں علاقے میں آزادی سے تو رہنا ہوگا۔"

بالی جی نے انھیں رخصت کرتے ہوئے اپنے پیشے کی اقدار کے مطابق انتہائی معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا تھا "تم جانتے ہو کاریگر کو ڈھونڈنا مشکل ہو سکتی تھی۔ کتنا خطرہ... آدمی جیسا دوبارہ پکڑ لیے گئے تو؟"

"ہاں ہاں جانتا ہوں۔" دوسرے نے انتہائی غصے ناک لہجے میں بالی جی کی بات کاٹی تھی۔ "اگر دوبارہ پکڑ لیے گئے تو یہ تیری ماں کے شوہر جیسے مگر وارڈ میں ڈال دیں گے۔ الگ الگ۔"

ایک لمحے کے لیے بالی جی کی حالت یوں ہو گئی تھی جیسے کوئی عزت دار عورت گھر کا کام کاج کرتے ہوئے اچانک کسی اجنبی کے سامنے آ گئی ہو۔ مگر دوسرے ہی لمحے ان کے چہرے سے تمام حیرت اور خوف اور کراہت دور ہو گئی تھی اور انھوں نے عجب طرح سے مسکراتے ہوئے کہا تھا "تمہارے غصے سے پتا چلتا ہے کہ تم کتنے خوف زدہ ہو۔" اور پہلا بالی جی کی مردم شناسی پر حیرت سے منہ کھول کر انھیں دیکھنے لگا تھا۔

لمبی گلی سے نکل کر انھوں نے جس نئی آرام اور نئی راحتی مسلسل سفر کیا تھا اس کی منزل اب دوسرے شہر کی ایک تحصیل کا ایک دور افتادہ اور گمنام سا گاؤں تھا۔ یہ منصوبے اور منصوبوں کا چکر بھی پہلے نے دوسرے کو سمجھایا تھا۔ اور یہیں سے پہلے کی رہبری اور برتری کی ابتدا ہوئی تھی، وہ جوں جوں شہر سے دور ہوتے گئے تھے۔ دوسرا کمزور پڑتا گیا تھا۔ اس کی یہ کمزوری روحانی اور جسمانی سطحوں پر واضح ہوتی چلی گئی تھی۔ اس نے اندازہ ہی بے حساب رکھا تھا کہ وہ اب کسی تھانے کی حدود سے نکل کر کسی تھانے کی عملداری میں داخل ہو گئے ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ ان کے نیچے کی زمین اور اوپر کے آسمان کا رنگ بدلتا گیا تھا اور ان کے ساتھ ہی تھانوں کے نام قرب و جوار کے علاقوں کی طرح اجنبی اور نامانوس ہوتے گئے تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کون سی جھاڑی کے خوفناک شکل و صورت کے بھالوں میں شیر اور بھیڑیے موجود ہے اور کس معصوم اور گھریلو نظر آنے والے درخت میں زہریلا سانپ پایا جاتا ہے۔ اسے خوفناک طریقے سے سر کے اوپر جھکی ہوئی چٹانوں کے سائے میں سونے کا کوئی تجربہ نہیں تھا جبکہ پہلا ویرانوں کو دیکھ کر سینکڑوں میں بے ہوش ہو جاتا تھا۔ ایسی جگہوں پر بیٹھ کے چند لمحوں بعد منہ کھول کر خراٹے لینے لگتا تھا جس سے دوسرے کو بڑی وحشت ہوتی تھی۔ اب اسے اس سفر میں پہلی بیتی کی ساری نظر آتی تھی کہ اس کے مفروری والی تھی۔ عدالت میں پیشی کے لیے روانہ ہوتے ہوئے مشترکہ ہتھکڑی میں اپنا سامان بازو

Scanned with CamScanner

ڈالا تھا اور دایاں آزاد رکھا تھا۔ جب کہ دوسرے کو اپنا دایاں بازو قابو کرانا پڑا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ چھوٹی موٹی جھڑپوں میں بھلا فوراً اپنا طاقتور بازو استعمال کر کے دوسرے کو اس طرح دبوچ لیتا تھا کہ اس کے لیے سنبھلنا دشوار ہو جاتا تھا۔

جب وہ رات کی تاریکی میں شہر کی حدود سے باہر نکلے تھے تو بھلا خوشی سے بے قابو ہو کر ایک غیر ہموار آواز میں کوئی عجیب گیت گانے لگا تھا جو دوسرے کی سماعت پر مسلسل خراشیں ڈالتا رہا تھا۔ ویرانے میں داخل ہوتے ہی بھلے کو دو طرح کی آزادیوں کا سکھ ساتھ احساس ہوا تھا، یہ کہ وہ بالآخر جیل کی تنگ کوٹھڑی سے نکل آئے تھے، اور یہ کہ شہر کی فضا سے نکلتے ہی وہ دوسرے کی بالادستی کے حصار سے بھی رہا ہو گیا تھا۔ دن ہی صبح تک جنگلوں اور بیابانوں میں اپنی سابقہ وارداتوں اور پولیس مقابلوں کی داستانیں اسے سنانے میں جان لی تھیں جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دوسرے کے ماضی کو اپنے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ دراصل وہ کچہری سے فرار ہونے کی ایک ایسی واردات میں شامل ہو گیا تھا جس کا اسے کوئی تجربہ نہیں تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ دوسرے کے مقابلے میں ناچیز ہوتا چلا گیا تھا۔ اور اب اپنی جانی پہچانی فضاؤں میں سانس لیتے ہی وہ ماضی جو اس نے گھر میں گذارے ہوئے چند دنوں کے ردعمل میں لاشعوری طور پر بھڑک اٹھا شروع ہو گیا تھا۔ اس نے دوسرے کو اس علاقے کی بولیوں اور وہاں کے لوگوں کی عادات و اطوار کے بارے میں تفصیل سے بتایا تھا۔ دوسرا جانتا تھا کہ بھلا یہ سب کچھ کسی نیک نیتی سے ہرگز نہیں بتا رہا بلکہ اسے متاثر اور مرعوب کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اب وہ ایسے دشوار گذار علاقوں اور پیچ دار راستوں میں پہنچ چکا تھا جہاں سے شہر لوٹنے کے لیے بھی اسے بھلے کی رہنمائی کی ضرورت تھی۔ اس لیے وہ دوسرے کی مبالغہ آمیز باتیں سنتا رہتا اور تاسف میں سر ہلاتے ہوئے اکثر سوچتا کہ آخر وہ کون سی خصوصیات تھیں جن کی بنا پر بھلا جیل کے چند دنوں کی رفاقت کے دوران اسے اتنا عزیز ہو گیا تھا کہ صبح کو مشقت پر جانے کے لیے اس سے جدا ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے۔ اور آخرکار انھوں نے ایک دوسرے کا مستقل قرب حاصل کرنے کے لیے فرار کا منصوبہ بنایا تھا اور بھائی بندی کی قسمیں کھائی تھیں۔

مسلسل سفر اور کم خوراکی کے باعث ان کی آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں اور چہرے کی ہڈیاں خوفناک انداز میں ابھرنا شروع ہو گئی تھیں۔ بال جو کہ مٹیالے کپڑوں کے جوڑے جگہ جگہ سے ادھڑ گئے تھے۔ اور اب ان کا واحد سہارا وہ چادر تھی جو دن کے وقت مشترک ہتھکڑی چھپانے کے کام آتی اور رات کو مچھروں اور دوسرے زہریلے کیڑے مکوڑوں کے خلاف مضبوط دفاع ثابت ہوتی۔ انھیں اپنی ابتر حالت کا علم دوسرے کے سراپے پر نگاہ ڈالنے سے ہوتا تھا۔ اس لیے اب وہ ایک دوسرے کو نظر بھر کر دیکھنے سے بچتے تھے۔

"اگر یہ ہتھکڑی نہ ہوتی تو میں کہیں جا کر داڑھی منڈاتا اور خوب صابن مل مل کر نہاتا۔" ایک دن بھلے نے دوسرے کو مخاطب کر لیا تھا۔

"اور میں کہیں جا کر پیٹ بھر کے کھانا کھاتا۔" دوسرے نے بھلے کی جلی ہوئی رنگت اور دھنسے ہوئے وجود پر نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"ہتھکڑی نہ ہوتی تو تم دیکھتے میں کیا کرتا۔"

"ہتھکڑی نہ ہوتی تو میں تمھیں کیوں دیکھتا۔ خود کسی دھندے سے نہ لگا ہوتا۔"

بھلا خاموش ہو گیا تھا۔ شاید اس لیے کہ وہ اب خود میں لڑنے کی کوئی خواہش نہیں پاتا تھا۔ اسے احساس تھا کہ شہر کی فضا سے نکل کر جیسے جیسے دوسرے کی کمزوریاں نمایاں ہوتی گئی تھیں، وہ اسی حساب سے چڑچڑا اور کشیدہ ہوتا چلا گیا تھا۔ یہ اور بات تھی کہ بھلے کا دایاں بازو آزاد تھا اور اسی کی مدد سے وہ جھڑپوں میں دوسرے کو قابو کر لیتا تھا، لیکن اس کے باوجود وہ دوسرے کی بتدریج شدید ہوتی ہوئی جارحانہ روش سے تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا اور اب شاذونادر ہی ایسی کوئی بات کرتا تھا جس سے دوسرا خود کو مزید حقیر محسوس کرے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ دوسرے کی ذہنی کیفیت اس حد تک ابتر ہو جائے کہ وہ کسی نازک جگہ پر چیخ پکار کر کے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لے۔ دوبارہ گرفتار ہونے کی صورت میں مجرموں کو سزا کے طور پر شب بھر الٹا لٹکا دیا جاتا تھا۔ اور جیل میں مشہور تھا کہ چند دنوں تک الٹا لٹکا رہنے والا مجرم جب تم اپنی کھولی میں بحالیِ ہوش و حواس واپس آتا تھا۔ بھلا ماضی میں کئی مرتبہ سزائیں کاٹ چکا تھا۔ مگر چند وارڈ سے جیل کے پاگل خانے میں منتقل ہونے کے بارے میں سوچ کر اس کے بدن میں کی رعشہ سا نکل جاتی تھی۔

ہرچند کہ وہ دوسرے کے مقابلے میں بہتر حالت میں تھا۔ لیکن آج اس نے ہیجانی زندگی کے تجربے کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک انتہائی ضروری سامان کو آسانی سے حاصل کر لینے پر دوسرے سے داد طلب کی تھی۔ جس پر دوسرے نے اسے "مصیبت کی اولاد" کہا تھا۔ اور یہ ایک ایسی کمینی بات تھی کہ جواب میں اسے بھی چپ ہونا پڑا تھا۔

صبحاً وہ بہت شدت سے لڑ پڑتے تھے۔ اور آج دور دور تک کوئی صلح صفائی کرانے والا نہیں تھا۔

پہلی مرتبہ ان کے درمیان جھڑپ جیل کے کچھ کی کوٹھڑی میں رونما ہوئی تھی۔ لیکن اس کے بعد معاملہ ہمیشہ روٹی کھسوٹ اور چھینا جھپٹی تک محدود رہا تھا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ناہموار راستوں پر چلتے ہوئے دوسرا عموماً زیادہ تھک جاتا تھا اور آزاد دائیں بازو کی مدد سے بھلے کے لیے اسے فوراً زیر کر لینا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ لیکن آج دوسرے نے لڑائی کو کشتی میں تبدیل نہیں ہونے دیا تھا بلکہ ابتدا ہی سے دست بدست لڑائی کے اصول برتے تھے۔ اور اسٹریٹ فائٹنگ میں اس کا تجربہ بے حد وسیع تھا۔

اس سے قبل کہ بھلا اس سے گتھم گتھا ہوتا۔ دوسرے نے اپنے آزاد بائیں پنجے سے اس کے سر کے بالوں کی گرفت لے کر پوری طاقت سے جھٹکا دیا۔ جس کی وجہ سے وہ ایک لمحے کے لیے آگے کو جھک گیا۔ اور اس سے قبل کہ بھلا رکوع کی حالت سے واپس پلٹتا، دوسرے کے گھٹنے کی ضربوں اس کے ہونٹوں اور آنکھوں کو مسخ کر گئیں اور وہ چکراتے ہوئے سر کے ساتھ مزید آگے کو جھک گیا تھا۔ بھلے کے چہرے کو خون آلود ہوتا دیکھ کر دوسرے کا غصہ وحشت میں تبدیل ہوتا گیا اور اس نے بغیر رکے کسی چکی کے مانند آزاد ہاتھ سے پے در پے ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ گھٹنوں سے اس کے چہرے پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ چند ہی لمحوں میں بھلا نیم جاں ہو

مصور ہلال

قیمت: پچاس روپے

آج کی کتابیں
بی ۱۴۰ سیکٹر ۱۱ بی نارتھ کراچی ٹاؤن شپ کراچی ۷۵۸۵۰

تقسیم کار
مکتبہ دانیال
وکٹوریہ چیمبرز نمبر ۲ عبداللہ ہارون روڈ صدر کراچی

کلاسیک
[illegible] لاہور

تھامس اینڈ تھامس بک سیلرز
صدر کراچی

کر زمین پر ڈھیر ہو گیا اور ابھی کی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دوسرے کو یوں دیکھنے لگا جیسے چوزوں والی مرغی دور کہیں نیلی فضاؤں میں مکاری سے چکر لگاتی ہوئی چیل کو دیکھتی ہے۔

دوسرے نے پہلی مرتبہ مکمل فراغت کے ساتھ اپنے حریف کے لرزتے ہوئے وجود کو سر سے پاؤں تک دیکھا، اور یہی وہ لمحہ تھا جب اس کے دل میں ایک وحشی خیال نے جنم لیا۔ اور ٹھیک اسی لمحے پہلا پیشہ ور چوروں کی مخصوص حسیات کے ذریعے اس کے خیال کو بھانپتے ہوئے بھیانک آواز میں چیخا "نہیں، نہیں! اس طرح مت کرنا! ہم دونوں آج ہی آزاد ہو سکتے ہیں۔"

شام ڈھلے جب وہ اس دورافتادہ چوکی میں داخل ہوئے تو سپاہیوں نے اپنی [illegible] میں سمیٹ دے کر انہیں [illegible] کے قابل ستائش بیانات تحریر کروانے کے بعد جوں ہی انہوں نے علیحدہ علیحدہ بند کیے جانے کی درخواست کی، چوکی کے انچارج نے انہیں حوالات کے آہنی دروازے کے اندر دھکیلتے ہوئے کہا،

"تم ڈسٹرکٹ جیل کے مفرور ہو، تمہاری ہتھکڑی کی چابی سے ہمارا کیا تعلق ہے؟"